

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ يُنْذِرُ عَلٰى عُنُقِ الْمُنْفَرِيْنَ

علمائے دُنیو و بُندِ قلم پر

زنجیرِ علی ہنی کے

الزامات کے جوابات



حَافِظ ظُہُورِ اَحْمَدِ الْحُسَيْنِي كُوَيْت



الْمُهَنْدُ الدِّيُوْبُنْدِيُّ عَلَى عُنُقِ الْمُفْتَرِي

علمائے دیوبند قدس سرہم پر

زبیر علی زئی غیر مقلد کے الزامات کے جوابات

مؤلف
حافظ ظہور احمد الحسنی غفرلہ

فاضل جامعہ اشرفیہ، لاہور، وفاق المدارس العربیہ، پاکستان

حافظہ امدادیہ، مدرسہ عربیہ خفیہ تعلیم الاسلام

محلقہ زاہد آباد، جعفر والا، پاکستان

057-2311400

○ بلا حق بن مسعود

کتاب کا نام

الْمُهَنْدُ الْقَبُولُ بِنْدِي عَلَى غَنِي الْمُفْتَرِي

مرتبہ

حافظ ظہور احمد لکھنؤ

اشاعت

۱۴۳۵ھ/۲۰۱۴ء

قیمت

صفحہ

۲۴۰

انتہام

دی پرنٹ بک پروڈکشن، راولپنڈی

051-5814796, 0300-5192543

تلفون

خانقاہ امدادیہ، مدرسہ علمیہ حنفیہ - تعلیم اسلام

ملک زہد آباد، جھڑہ کلا، پاکستان

057-2311400, 0333-5187400

انتساب

نعتیہ اساتذہ، امام المحدثین، استاذ العلماء
حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم

صدر وفاق المدارس العربیہ، پاکستان۔

صدر مدرس و جہتم جامعہ فاروقیہ، کراچی، پاکستان

کے نام

جو عظامہ علمائے دیوبند کے عظیم محافظ اور اُن

کے علوم کے سچے ترجمان و جانشین ہیں۔

بدر یا تحفہ صدف سے آیہ

مگر قبول اللہ زہے عز و شرف

فہرست

- ۹ کتاب التشفیۃ الذیہ بنی علی غنی التفری... مؤقر وئی جرائد کی نظر میں
- ۱۰ • ماہنامہ الحقایق سماجیہ اہل سرگودھا
- ۱۰ • ماہنامہ حق چار یاڑ لاہور
- ۱۱ • ماہنامہ الخیر ملتان
- ۱۱ • ماہنامہ النور العلوم، گوجرانوالہ
- ۱۱ • ماہنامہ الحق، ماہ کوڑہ تنگ
- ۱۲ • ماہنامہ خزینہ علم دہلی لاہور
- ۱۳ حلیۃ المؤمنین
- ۱۶ تعارف زہرِ ملی زہی مولانا محمد اسماعیل
- ۱۵ مقدمہ
- ۲۹ جماعت غیر مقلدین کی انگریز کے ساتھ وفاداریاں
- ۳۶ جبکہ آزادی میں علمائے دوح بنده کا تہاہر کر رہا
- ۴۱ "غیر مقلدین" اپنے اکابر کی نظر میں
- ۴۳ حانفہ زہرِ ملی زہی غیر مقلد
- ۴۵ علمائے دوح بنده کی طبی خدمات
- ۴۶ علمائے دوح بنده کے خلاف زہرِ ملی زہی کا تعصب
- ۴۷ اکابرین غیر مقلدین کے نزدیک طلبِ بدعت اور تمام اہل فرقوں کے پیچھے نماز جائز ہے
- ۴۹ زہرِ ملی زہی کا بیہودہ علاج
- ۵۱ علمائے دوح بنده کا عقیدہ مسک
- ۵۲ فرقہ "غیر مقلدین" کے نزدیک بھی علمائے دوح بنده مستحقِ اہل التوحید اور اہل راست ہیں
- ۵۳ علمائے دوح بنده کے اصول و عقائد اکابر غیر مقلدین کی نظر میں

- ۵۶ طوائف و جمہور پندہ زنی کے اثرات
- ۵۷ طوائف و جمہور پندہ زنی کا پہلا اثر: تنہید و حدت النور
- ۶۰ ~~طوائف و جمہور پندہ زنی کے اثرات~~
- ۶۵ اکابرین و جمہور پندہ کی وحدت النور سے متعلق عبارات کی وضاحت
- ۶۵ (۱) حاجی امداد اللہ کے قول: ظاہر میں پندہ اور باطن میں خدا ہونے کی وضاحت
- ۶۷ ~~(۲) حضرت گنگوہی کے قول: ظاہر میں پندہ اور باطن میں خدا ہونے کی وضاحت~~
- ۷۰ (۳) حضرت گنگوہی کے قول: میں اور تو خود شرک و شرک ہے، کی وضاحت
- ۷۱ (۴) حضرت گنگوہی کے قول: ضامن علی تو قیدی میں غرق تھے، کی وضاحت
- ۷۳ ~~طوائف و جمہور پندہ زنی کے اثرات~~
- ۸۰ ابن عربی اور طوائف غیر مقلدین
- ۸۹ زہر ملی کا مذہب
- ۹۱ زہر ملی زنی کا طوائف و جمہور پندہ و سرائرام: مسئلہ اسکانِ نظیر
- ۹۲ مسئلہ "اسکانِ نظیر" اور غیر مقلدین
- ۹۵ زہر ملی زنی کا طوائف و جمہور پندہ و سرائرام: مسئلہ اسکانِ کذب
- ۹۷ ~~طوائف و جمہور پندہ زنی کے اثرات~~
- ۹۸ مسئلہ "اسکانِ کذب"
- ۹۸ بریلوید و جمہور پندہ اور مسئلہ اسکانِ کذب
- ۱۰۰ کلام کی اقسام
- ۱۰۱ زہر ملی زنی کا طوائف و جمہور پندہ و سرائرام: غیر اللہ سے استعانت
- ۱۰۳ ~~طوائف و جمہور پندہ زنی کے اثرات~~
- ۱۰۹ وحید "یا مہداتھ اور علی اللہ" اور غیر مقلدین
- ۱۱۱ زہر ملی زنی کا طوائف و جمہور پندہ و سرائرام: جہنم اور مرجہ کی موافقت
- ۱۱۲ "جہنم و مرجہ" کی موافقت کا اثر
- ۱۱۴ "غیر مقلدین" کی "جہنم و مرجہ" سے موافقت
- ۱۱۵ غیر مقلدین کے عقائد

- ۱۱۵ (۱) کھٹہ خانی کا ہر جگہ مسجد بنانا
- ۱۱۸ (۲) ایمان میں کمی نہ زیادتی
- ۱۱۹ اور چاچا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ
- ۱۲۰ (۳) مسلمانوں پر کسی خانی میں جانور کا طوطا
- ۱۲۳ زہرِ مل زنی کا طوائف و جماعتوں پر چھٹا اثر امام: اکابر پرستی اور ظلم
- ۱۲۴ غیر مقلدین کی اکابر پرستی اور ظلم
- ۱۲۹ زہرِ مل زنی کا طوائف و جماعتوں پر ساتواں اثر امام: حدیث و صحابہ کرام کی توحین
- ۱۳۰ صحابہ کرام علیہم السلام
- ۱۳۲ غیر مقلدین کی طرف سے صحابہ کرام علیہم السلام کی گستاخیاں
- ۱۳۷ غیر مقلدین کی طرف سے ائمہ مجتہدین کی گستاخیاں
- ۱۳۹ ائمہ حدیث کی گستاخیاں
- ۱۴۱ زہرِ مل زنی کی آخر حدیث کے خلاف گستاخانہ زبان
- ۱۴۳ حدیث اور کتب حدیث کی توحین
- ۱۴۸ شیخ محمد بن عبدالوہابؒ سے متعلق غیر مقلدین کا گستاخانہ اور رد و غلط کردار
- ۱۵۲ طوائف و جماعتوں پر گستاخ ہونے کے اثرات کی حقیقت
- ۱۵۲ (۱) حضرت امین ادا کا زوئی پر اہرام کی حقیقت
- ۱۵۳ مولانا محمد اسماعیل بھنگوی پر اہرام کی حقیقت
- ۱۵۶ حضرت قمانوئی پر اہرام کی حقیقت
- ۱۵۷ حضرت مدنی پر اہرام کی حقیقت
- ۱۵۷ حضرت مولانا محمد زکریا پر اہرام کی حقیقت
- ۱۵۹ زہرِ مل زنی کا طوائف و جماعتوں پر آٹھواں اثر امام: ائمہ می تقلید
- ۱۶۲ "غیر مقلدین" اور مسئلہ تقلید
- ۱۶۳ شیعہ اور غیر مقلدین کا مسئلہ تقلید اور دیگر مسائل میں اتفاق
- ۱۶۷ زہرِ مل زنی کا طوائف و جماعتوں پر نوں اثر امام: ائمہ حدیث سے بغض
- ۱۷۱ زہرِ مل زنی کا طوائف و جماعتوں پر دسواں اثر امام: عقیدہ ختم نبوت کا انکار

- ۱۷۳ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ پر اہرام کا جواب
- ۱۷۵ حضرت نانوتوی پر زہریلی ذکی کے اثرات کی حقیقت
- ۱۷۷ قاری محمد عقیب صاحبؒ پر اہرام کا جواب
- ۱۸۱ ”غیر مقلدیت“ اور ”قادیت“
- ۱۸۹ زہریلی ذکی کا طاہر دوح بندہ پر کیا حواصاں اہرام: گمراہی کی طرف دعوت
- ۱۹۰ طاہر دوح بندہ کی خدشات: دعوت تبلیغ
- ۱۹۲ غیر مقلدین گمراہی کے داعی
- ۱۹۳ زہریلی ذکی کا طاہر دوح بندہ پر بار حواصاں اہرام: ظاہر حدیث
- ۱۹۶ غیر مقلدین اور مکرین حدیث
- ۱۹۹ زہریلی ذکی کا طاہر دوح بندہ پر حواصاں اہرام: خلاف منہ لہاز
- ۲۰۱ غیر مقلدین کی غیر مستند نواز
- ۲۰۵ زہریلی ذکی کا طاہر دوح بندہ پر حواصاں اہرام: قرآن وحدیث کی غلط تاویلات، تحریکات
- ۲۰۶ طاہر دوح بندہ پر قرآن وحدیث میں غلط تاویل کرنے کے اثرات کا جواب
- ۲۰۸ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ پر آیت قرآنی میں تریف کرنے کے اثرات کا جواب

زہریلی ذکی کا اپنے اکابرین، نواب مدتی حسن خان اور طاہر وحید الزمان سے اظہار برأت اور اس کی حقیقت

- ۲۱۱ نواب مدتی حسن خان
- ۲۱۳ طاہر وحید الزمان
- ۲۱۹ وحید الزمان کے غیر مقلد ہونے پر زہریلی ذکی کے شبہات کی حقیقت

- ۲۲۳ زہریلی ذکی کا حضرات دوح بندہ سے اپنے کپڑے فروشی کا ٹکڑا اور اس کی حقیقت
- ۲۲۷ زہریلی ذکی کی بے قرعیاں اور جہالتیں
- ۲۳۳ آل حدیث زہریلی ذکی کے پیچھے نماز کا حکم
- ۲۳۹ زہریلی ذکی صاحب کی خدمت میں ایک مخلصانہ گزارش

کتاب: اَلْمُهَنْدُ الدِّيُوْبَنْدِي عَلٰی عُنُقِ الْمُفْتَرٰی

مؤقر وینی جرائد کی نظر میں

ماہنامہ المسائل کا بیسواں ایڈیشن

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ علماء دہلی و ہند کے عقائد قرآن و سنت کے عین مطابق ہیں اور یہ کہ حق تعالیٰ نے ان حضرات کو دین کے ہر شعبہ کی خدمت سے نوازا اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں ان کے فیض کو جاری اور عام کر دیا مگر بعض حضرات نے چونکہ عقائد غلط طور پر علماء دہلی و ہند کی طرف منسوب کیے جس کی وجہ سے علماء دہلی و ہند سے بھینس (۲۶) حالات کا جواب علماء دہلی و ہند سے طلب فرمایا جن کے جوابات ان حضرات نے شیخ الحدیث محمد امجد علی صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے عربی میں تحریر فرمائے اور ان کا رد علماء دہلی و ہند کی تصدیقات سے حریں فرما کر دینے منورہ بھیج دیے تو علماء حرمین شریفین کی تصدیق کے ساتھ ساتھ مصر، شام، حلب، دمشق کے علماء کرام نے بھی اس مجموعہ کی تصدیق فرمائی اور اس مجموعہ کا نام المسند علی المسند رکھا گیا اور اس میں واضح کیا گیا کہ علماء دہلی و ہند کے عقائد و اعمال بالکل قرآن و سنت اور اہل سنت و الجماعت کے مطابق ہیں مگر انہوں نے اس وقت سے لے کر اب تک مسلسل ان حضرات پر الزامات و اعتراضات کا سلسلہ جاری ہے۔

حال ہی میں ایک صاحب نے اپنی تصنیف ”بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم“ میں حضرات علماء دہلی و ہند کے بعض عقائد کو قرآن و حدیث کے خلاف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور اسی آڑ میں علماء دہلی و ہند کو اہل سنت و الجماعت سے خارج کر کے اہل بدعت میں شامل کیا ہے۔ فاضل معتمد حافظہ عمود احمد الحسنی نے اپنی اس کتاب میں ان کے بے جا اعتراضات کا بڑی سلیجیگی سے جواب دیا ہے اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ہر عام و خاص کے لیے نافع بنائے۔ آمین بحمدہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

(مظفر مسجد)

ماہنامہ حق جاریہ لاہور

اہل سنت و الجماعت کے ایمانی انکار و انکسارات کی تبلیغ و تحفظ کے لیے علماء دہلی و ہند کی مثال خدایات اعمروں الحسن ہیں، تاہم گاہے گاہے ان مبارک نفوس کی سماجی جیل پر غلبہ اطراف سے اعتراضات جاری رہتے ہیں۔ اگر ان میں علمی تنقید کا رنگ غالب ہو تو شاید ”تحقیق“ کے زمرہ

میں آنکھیں لیکن تنقید برائے "توحیدین" ہو تو یقیناً قابل مذمت تصور ہوں گے۔ معذور، ضلع ایک میں نام نہاد اہل حدیث کے سرخیل جناب زہریلی ذہنی اپنے ترش میں موجود تنقیص کے زہر میں بھیجے ایسے تیر گا ہے بگا ہے چھوڑتے رہتے ہیں جیسے ان کا نیا کتابچہ "بدعتی کے پیچھے ناز کا حکم" خدا کا شکر ہے مولانا ظہور احمد اسماعیلی نے اکابر دوح بندہ اور ان کے مسلک حق کے لیے احوال بتائے ہوئے زیر نظر کتاب کے ذریعے نہ صرف ان اعتراضات کا رد کیا ہے بلکہ اکابرین دوح بندہ کا مسلک بھی واضح کیا ہے۔ نیز مل ذہنی موصوف کو انہیں مسائل کے حوالے سے اپنے گمراہی کی خبر لینے کی تلقین بھی کی ہے۔

حزاء اللہ احسن العزاء

ماہنامہ صالحیہ ملتان

یہ کتاب معروف غیر مقلد زہریلی کے ایک رسالہ کے جواب میں لکھی گئی ہے، جس میں انہوں نے طوائف دوح بندہ کو بے جا تنقید کا نشانہ بنایا ہے جو باطنی و خفیہ اور بے جا تنقید کی بجائے حقائق کی غیر جانبدارانہ تعبیر کثافتی فرمائی ہے۔

ماہنامہ نصرۃ المظلوم، گوجرانوالہ

وہی نظر کتاب حافظہ ظہور احمد اسماعیلی فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور کی تالیف ہے۔ اس میں عالی غیر مقلد زہریلی ذہنی کے طوائف دوح بندہ پر لگائے گئے الزامات کا دندان شکن جواب دیا گیا ہے اور طوائف دوح بندہ کے حوالے سے احقاق حق اور ابطال باطل کیا گیا ہے۔ طاقت و اشاعت معیاری ہے۔ صاحب ذوق حضرات بمرحہ راستہ راہ کر سکتے ہیں۔

ماہنامہ الحق، اکوڑہ خٹک

ایک عرصہ سے اکابرین طوائف دوح بندہ مہم اللہ کے خلاف ایک مظہم اور مبینہ لادعاوی سازش کے تحت ایک منصوبہ بنایا جا رہا ہے۔ اور اس ضمن میں غیر مقلدین خوش خوش ہیں۔ اگر ان حضرات کے ساتھ غیر مقلدین کا اختلاف علم اور استدلال کی حد تک محدود ہوتا تو یہ بات قرین قیاس بھی ہے اور معقول بھی، کیونکہ عالم اسلام میں مختلف مذاہب کے بھوکار موجود ہیں اور ان کا آپس میں اختلاف مسلم ہے۔ ہر ایک اپنے مذہب پر عمل پیرا اور اپنے دلائل پر مطمئن ہے۔ لیکن اختلاف کو اس حد تک پہنچانا کہ اپنے مخالف پر کجگزار اچھائی جائے، اس پر دشنام طرازی کی جائے اور بھرا لکی باغداد، پاکہاڑ اور خدا ترس مستیوں پر، جن کا وجود اسلام کی حقانیت کی دلیل ہے،

ان کے علم و عمل اور تقویٰ و تدبیر پر خود علم و تقویٰ کو باز ہو، یا انتہائی نازیبا اور کامل مد نظرین حرکت ہے۔ زیر تبصرہ مختصر کتاب میں اسی طرح کے ایک غیر مقلد زہیر ملی زنی نے اکابر میں دہلوی پر جو نے اثرات اور انتہامات کی بوجھا ذکر دی ہے۔ جس کا انتہائی حمیدہ اور شہین اعزاز میں جواب مولانا حافظ محمود احمد لکھنوی نے دیا ہے۔ کتاب مختصر ہونے کے باوجود انتہائی معلومات افزا ہے۔ اس میں غیر مقلدین کے عقائد کے بعض نقلی گوشے بھی آفکارا کیے گئے ہیں۔ دہلوی بندیت سے وابستہ ہر فرد کے لیے اس کا مطالعہ انتہائی مفید ہے۔

ماہنامہ خزینہ علم و عمل، لاہور

غیر مقلدین نے اپنے بوم پیدائش سے تاہنوز کل حق پر علم و تحقیق کو اپنے مقصد حیات بنایا ہوا ہے۔ اور آج بھی اس فعلی مذہب، جو نے اثرات اور متعصبانہ تنقید کی تمام تر وسوسہ داری حافط زہیر ملی زنی ہمارے ہیں۔ کتاب بڑا میں مختصر زہیر ملی زنی کا بھرپور مقابلہ اور ان کے اثرات کا مدلل جواب ہے۔

حرفِ اولین

نُحْمَدَةُ وَنُصَلِّيْ وَنُصَلِّمُ عَلٰی وَنُؤَلِّهِ الْكَرِيْمُ
وَ عَلٰی اٰلِهِ وَآخِصَابِهِ وَآخِصَابِهِ اَجْمَعِيْنَ۔

انگریز نے برصغیر (پاک و ہند) پر قابضانہ قبضہ کرنے کے بعد مسیحی مسلحہ سرگرمیوں میں آزادیوں کے نام سے جن فتنوں کی آبیاری کی، ان میں سے ایک خطرناک تختہ "غیر مقلدیت" بھی ہے۔ اس تختے کا سب سے بڑا مشن اسلامیت اور بالخصوص اہل احناف پر طعن و تشنیع اور من گھڑت الزامات لگا کر ملتِ المسلمین کو ان سے بیزار کرنا ہے، تاکہ یہ مسلمان اپنے اسلام سے بھڑک کر ان کا دامن چھوڑ دیں، اور پھر اس آزادیوں اور بے دینی کے جاپان میں فتنوں کی کھاتے کھاتے بالآخر اسلام سے بھی منہ موڑ لیں۔

اس تختہ کے ایک اہم فرد زہریلی زلی جی دادی (جوابِ انجمنی ہو چکے ہیں) بھی ہیں۔ مہسولِ گفتہائے احناف اور ان کے گچے تریمان علمائے دوحہ بندہ فتنہ سیرٹنم سے خصوصی برحقہ اور ان کی پوری زندگی ان طلب حق کے خلاف کذب بیانی، الزام تراشی اور لمن طعن میں بسر ہوئی ہے۔ اہل حق، علمائے دوحہ بندہ کے خلاف ان کے تعصب و محابہ کا اعجاز اس سے لگائیں کہ انہوں نے ایک کتابچہ "بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم" کے نام سے لکھا ہے، جس میں انہوں نے تمام طلب بدعت فرقوں کو چھوڑ کر علمائے دوحہ بندہ پر بدعتی ہونے کا الزام لگا دیا ہے، اور یہ ثابت کرنے کی سعی نامراد کی ہے کہ دوحہ بندہ میں کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ نیز انہوں نے اپنی دیگر کئی تحریکات میں بھی علمائے دوحہ بندہ پر اس طرح کی دشنام طرازی کی ہے۔ اس کے مقابل میں راقم الحروف

۱۔ زہریلی زلی نے خود ساختہ جلسہ حضرت مولانا امین مصطفیٰ رفات کے ہونے کے لیے "انجمنی" کے خطاب استعمال کیے ہیں (ایمانار طلوع ص ۲۸، ۲۹) اس لیے ہم نے بھی یہی عمل زلی کے یہ ہندو و افکار وادان پر چسپاں کر دیا ہے۔

ج ہے گنبد کی صدا گھسی کہے دیکھی تے

نے یہ زہر نظر کتاب "الْمُهَنْدُ الْبُذُوخِي عَلٰی غُلُوِّ الْقِسْمِي" تالیف کی ہے، اس کتاب میں علمائے دہلی و ہند پر ملی زنی کے تمام اثرات کے دندان شکن جوابات دیے گئے ہیں، اور ملی زنی کے ہر اثرام کے جواب میں علمائے دہلی و ہند کی خود اپنی عبارات سے ان کے موقف کی وضاحت کے ساتھ ساتھ اس کی تائید میں مستند علمائے غیر مقلدین کی عبارات بھی پیش کی گئی ہیں، اور کتاب ہذا میں یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ جن دجوات کی بنا پر ملی زنی نے علمائے دہلی و ہند پر بدعتی ہونے کا فتویٰ صادر کیا ہے، وہ سب خود ان کے اپنے ہم مسلک علماء کی عبارات میں بھی بڑی آب و تاب سے موجود ہیں۔ لہذا اگر قبول ملی زنی، علمائے دہلی و ہند بدعتی ہیں تو پھر ان کے یہ اکابرین سب سے بڑے بدعتی ہیں۔

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۳۲۹ھ مطابق ۲۰۰۸ء میں شائع ہوا، اور اللہ کے فضل و کرم سے راقم الحروف کی دیگر کتب کی طرح اس کتاب کو بھی غیر معمولی پذیرائی ملی۔ اور اس کتاب سے جہاں حلاشیان حق کو روح حق ملی، وہاں "فرقہ غیر مقلدیت" کی اصلیت بھی لوگوں کے سامنے بالکل بے غائب ہو گئی، کہ کس طرح زہریلی زنی وغیرہ یہ غیر مقلدین اپنے فرقہ کے اس اصل چرے کو دیکھنے کی بجائے علمائے دہلی و ہند پر کچھ اچھا رہا ہے۔ الحمد للہ! اس کتاب کی اشاعت کے بعد زہریلی زنی (جو اس کتاب کی اشاعت سے پہلے علمائے دہلی و ہند کو چیلنج پر چیلنج دے رہے تھے) کی تمام چیلنج بازی رک گئی، اور ان کے فباہرے سے ہوا بالکل ٹھل گئی۔ چنانچہ وہ اس کتاب کی اشاعت کے بعد تقریباً پانچ سال زندہ رہے، اور اس کثیر عرصہ میں وہ نہ تو علمائے دہلی و ہند کے مقابلہ پر دوبارہ لب کشائی کی کوئی جرأت کر سکے، اور نہ ہی ہماری اس کتاب کا جواب دے سکے۔ البتہ انہوں نے اپنے حواریوں کو تسلی دینے کے لیے اس کتاب کے خلاف ایک مختصر مضمون لکھا، جو انہوں نے برادر محترم مولانا غلام احمد اقصی مدظلہ کے نام خط کی صورت میں اپنے ہاتھ مارا، اللہ ہیٹ (شمارہ نمبر ۵۳) میں شائع کیا، اور اس مضمون کی بھی ہر برسرے ان کی بے بسی اور ناکامی نمایاں نظر آتی ہے، چنانچہ اس مضمون میں انہوں نے دیگر مسائل کو تو بھیڑا بھی نہیں، صرف ایک مسئلہ "وحدۃ الوجود" کا جواب الجواب دینے کی کوشش کی ہے، اور اس میں بھی وہ بری طرح ناکام ہوئے ہیں، اور ہمارے دلائل کے مقابلے میں ان کی برکلاہت کا اندازہ اس سے لگا نہیں کر سکتے، اس مضمون میں "وحدۃ الوجود" سے حقائق اپنے ساتھ موقف کو بھی بھول گئے، وہ کل تک تو یہ بار کر

رہے تھے کہ:

علمائے دوح بندہ ابن عربیؒ والے وحدۃ الوجود کے کائل ہیں۔ (ابن سراجیٹ: ۲۹ ص ۲۹)

لیکن جب ہم نے اس کے جواب میں نامور غیر مقلد عالم مولانا عبداللہ روچائی کے حوالے سے وحدۃ الوجود کے متعلق ابن عربیؒ کے موقف کو درست ثابت کر دیا تو علی زئی نے اپنے سابقہ موقف کے انقلاطی یہ ادعا لاپ دیا کہ:

روچائی صاحب ابن عربیؒ والے جس وحدۃ الوجود کو درست قرار دے رہے ہیں وہ وہ نہیں جو دوح بندہ ابن عربیؒ کا عقیدہ ہے۔ (اللہ بیٹ: ۲۹ ص ۵۳)

اعداؤ کریں، علی زئی پوکھلاہٹ میں کس طرح قہ پا زباں کھارہے ہیں۔ انشاء اللہ اس کی حریفہ تفصیل آپ کے کتاب میں ملاحظہ کریں گے۔

اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ اس کتاب کی اشاعت کے بعد برادر محرم حضرت مولانا نثار احمد الحسنی دامت برکاتہم اور نور علی زئی کے درمیان اس سلسلے میں خط و کتابت کا سلسلہ علی زئی کی مرضی و قات تک جاری رہا، اور برادر محرم اپنے ہر خط میں علی زئی سے اس کتاب کا جواب لکھنے کا تقاضا کرتے رہے، لیکن وہ کس سے کس نہیں ہوئے اور بالآخر اس کتاب کے جواب کا قرضہ وہ اپنے سر پر بھی لے کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔

اب اس کتاب کا یہ دوسرا ایڈیشن آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے، اس نئے ایڈیشن میں بہت سارے اضافہ جات کے علاوہ علی زئی کے اس تردیدی مضمون کا مکمل جواب بھی موجود ہے۔ اللہ بھلے نہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے، اور اس کو ہماری بخشش والہ بین و اساتذہ کی بلند فی درجات اور علو اسلمین کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین

الراقم

عمور احمد الحسنی

۸ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ مطابق ۹ جنوری ۲۰۱۴ء

تعارف زبیر علی زئی

ادبم: حضرت مولانا نثار احمد الحسنی صاحب دامت برکاتہم

غیر مقلدین کی تحریک آزادی گھر نے جو حال کار پیدا کیے ان میں زبیر علی زئی بھی شامل ہیں۔ ایک معروف نام ہے موصوف کا تعلق علاقہ جمجمہ پنجاب کے ضلع انک کے مشہور شہر حقو کے مضافات میں سے قصبہ ”جیوانو“ ہے جیوانو پہلے حقو کے مضافات میں سے تھا اب بلدیہ کی نئی سرحد بندی میں حقو شہر شامل ہے۔ زبیر علی زئی صاحب جیوانو میں ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۷ء / ۲۵ جون ۱۹۵۷ء میں پیدا ہوئے زبیر علی زئی کے والد حاجی محمد دھان (پیدائش: ۱۹۳۶ء) حقو کی مشہور سماجی شخصیت ہیں حاجی صاحب گورنمنٹ برطانیہ کے زمانہ میں انگریز کے سرکاری ملازم رہے جب ہندوستان سے انڈیا جا رہے تھے تو انہیں مالی طور پر کمزور کرنے میں انہوں نے خوب دادرشاہت دی اور مالی قیامت اکٹھا کیا۔ علاقہ جمجمہ میں مشہور کدی ”دربار شریف“ کے سربراہ بننا رہے، اب عرصہ سے ”جماعت اسلامی“ کے سرگرم رکن ہیں اور طویل عرصہ سے پاکستان میں ”سورودی جماعت اسلامی“ کے اسلامی نظام کے لیے کوشاں ہیں۔ سورودی صاحب نے جو نیم فتنی اور نیم غیر مقلد از مسلک پیش کیا تھا اس پر کار بند رہتے ہوئے فتنی ہیں۔ جیوانو میں رمضان میں اپنی سبھ میں جس رکعت تراویح کی خود راستہ کراتے ہیں۔

حافظ محمد زبیر علی زئی حاجی صاحب کے فرزند ارجمند ہیں میٹرک تک تعلیم یہیں حقو سے حاصل کی ۱۹۸۳ء میں ایم۔ اے اسلامیات کا امتحان پاس کیا، اوکس جوائی میں اپنے گھر کی ”سورودی جماعت اسلامی“ کے بانی سورودی صاحب کی طرح لادھی منڈا تے رہے، گھر کے ماحول میں سورودی تعلیمات کا بچہ چاہتا اس لیے فکری آزادی کا فیض گھر سے ملا، اسی لادھی منڈ سے ۱۹۹۷ء میں کچھ عرصہ کے لیے یونانی ”گریک شپ کمپنی“ میں ملک سے باہر رہے وہاں گریکی

(عربی زبان) بھی سمجھی۔ اور عربی دھرم سے موسمِ فضا کا فیض بھی حاصل کیا۔ زہری ملی زنی صاحب ۱۹۸۰ء میں جب پاکستان واپس آئے تو ایران میں طبعی شیدائے انتخاب کا طہرہ تھا۔ سو روپی، طبعی دونوں بھائی جی نکلتے ادا کر رہے تھے "جماعت اسلامی" ایرانی شیدائے انتخاب کو "اسلامی انتخاب" کے عنوان سے حصار کی گئی تھی جب کہ "جماعت اسلامی" کے ذرائع ابلاغ یہ گیت گارہے تھے۔

لہذا کے نام پر ایران و پاک ایک ہوئے ہے ان کا سوز جنون ایک اور حراج بھی ایک
 ادھر امام طبعی ادھر ہے سو روپی یہ کل بھی ایک تقم تھے اور آج بھی ایک
 پھیلا رہی ہے چراغِ حقیر ہر اک دل میں امام پاک طبعی کی فکر صاحب
 کہیں پناہ نہ ملے گی نہ اب اندھروں کو اک آفتاب ادھر ہے اور اک آفتاب ادھر
 بہت روزہ "ایشیاد" ۱۳ مئی ۱۹۷۹ء

زہری ملی زنی صاحب بھی اس سو روپی پر وہ پیکندہ سے حصار ہوئے شخصی سو روپی (آزمی) رکھ
 لی، طبعی کا تہ آور تصویر کی چھڑا اپنے والد کی بلازی کی دوکان پر آج اس کو دیا اور والد محترم کے
 ساتھ بلازی کی خدمت کے علاوہ طبعی کی مصحف اور طبعی کے ایرانی نئی مسلمانوں اور امریکین
 سفارت کے لیے ایرانی سیاستدانوں اور فوجی سربراہوں کے قتل عام کے ظلم و ستم کی وکالت بھی
 کرتے تھے۔ اسی دوران شوی قسمت سے سو روپی، وزیر آباد، پنجاب کے ایک تحصیل غیر مقلد
 "اللہ دیت" ۱۹۷۹ء بطور وارنٹ آفیسر کا سرہ میں چارلہ ہوا "اللہ دیت" تحصیل غیر مقلد ہونے
 کے ساتھ ایک مہار فطرت بھی تھا، اس نے علاقہ چھوڑنے کی فضا کو دیکھا کہ یہاں مذہبی اور دین
 دار لوگوں کی اکثریت اور سارا علاقہ نئی نئی ہے تو غیر مقلد کی دعوت کے لیے غیر مقلد
 کے ساتھ ٹھہری آزادی میں شریک "جماعت اسلامی" کے علاوہ اسے دوسرا راستہ نظر نہ آیا۔ چنانچہ
 "اللہ دیت" نے حضور میں "جماعت اسلامی" کے ماہانہ اجلاسوں میں شرکت اور درس کا سلسلہ شروع
 کیا اور زہری ملی زنی کو چونکہ ہر سوراخ میں ہنگی دینے کی جاری ہے، اور مگر کے ماحول میں ٹھہری آزادی
 نے اسے دور آتھ کیا ہوا تھا اس لیے "اللہ دیت" کے ساتھ بھی اس نے جڑ توڑ شروع کیا۔ دینی علم
 سے محروم تھا کہ میں پہلے اور "جماعت اسلامی" کے سو روپی اسلامی اسلام پر عمل اور زہری ملی زنی
 کو "اللہ دیت" نے حدیث کے نام پر تہ کہ تھیلہ اور اہل اسلاف سے بڑی کاراستہ دکھایا۔ زہری ملی

صاحب "اللہ دیت" کے ہاتھ پر ۱۹۸۰ء میں یا اس کے بعد شرف بغیر مقلدیت ہوئے اس سے پہلے یہ علاقہ مجھ اس شخص سے پاک تھا چنانچہ مشہور مؤرخ اہل حدیث محمد اسحاق بخٹی صاحب لکھتے ہیں:

"۱۹۸۳ء میں ان (زہیر علی زئی) کے علاقہ مجھ ضلع انک میں اہل حدیث کی ایک بھی مسجد تھی"۔^۱

زہیر علی زئی صاحب نے "اللہ دیت" کی دعوت: جزاری اسلاف سے متاثر ہو کر فرغ یدین، آمین یا لہم اور نیچے سر نماز سے اپنا تہہ آتشیں قائم کر لیا۔ اس مسلکی جذبات جیسے عربی میں جذبات فنی الخذنب کہا جاتا ہے اور بغیر مقلدین اس سلف جزا جنت کا محل حدیث یعنی جذبات پسند کہتے ہیں کو قبول کرنے کے بعد زہیر علی زئی نے ایک خطی "دو بندی تہلیبی گھرانہ سے شادی بھی کر لی اہناف مقلدین کو زہیر علی زئی اور اس کے استاد بدیع الدشاہ راشدی صاحب مشرک، دو بندہ ہیں کو گمراہ اور تہلیبیں کو بدعتی کہتے ہیں۔ یا للعجب الی هذا اجتماع الضدین۔ زہیر علی زئی صاحب کا تعلق، بقول ان کے، افغان پٹخان قبیلہ کی شاخ "علی زئی" سے جو حکم نجم النبی خان رامپوری کی تحقیق کے مطابق ارض الانبیاء فلسطین سے ہے، پھر انہیں فلسطین چھوڑنا پڑا، اور افغانستان وغیرہ اطراف عالم میں پھیل گئے، افغانستان سے یہ خاندان روضہ فیض میں آباد ہوئے، افغان پٹخان خاندانوں میں بڑے بڑے محقق علماء، صلحاء بھی پیدا ہوئے اور کئی عالم جاہل مکران بھی ان خاندانوں میں گزرے۔

زہیر علی زئی نے "اللہ دیت" کا مذہب بغیر مقلدیت قبول کیا تو اپنے نام محمد زہیر علی زئی سے "محمد" ہٹا کر زہیر علی زئی لکھنا شروع کیا جس طرح قرآن کے نام پر افکار حدیث کے مشہور طبرہ دار غلام احمد نے اپنے نام سے احمد ہٹا کر پروچ مشہور کر کے اپنی نسبت حضور پر نور ﷺ کے کھوپ مبارک جو کہ حدیث ہے چھانڈنے والے خسرو پروچ سے ظاہر کی پروچ کی طرح بخٹی سلوک اسم مبارک "محمد ﷺ" کے ساتھ زہیر علی زئی نے کیا۔ بغیر مقلدین چونکہ حدیث کے نام انکار سے جو کہ فقہ اسلامی کہتا ہے انکار کرتے ہیں اس لیے (یہود کے اسلام کو نسخ کرنے کے مشن کی جہودی میں) محمد زہیر نے اپنے نام کو "زہیر علی زئی" سے شہرت دی۔

زہیر علی زئی صاحب کو چونکہ بنیادی دینی علوم و فنون کی تحصیل کا موقع نہ ملا، اس لیے ان کا تحقیقی ال حدیث ہوا، ان کی اپنی ذاتی تحقیقات پہنی ہے، اور خواص و عام کو بھی اپنی ذاتی تحقیقات ہی پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔ زہیر علی زئی صاحب جن ال حدیث غیر مقلدین سے اپنی اسناد حدیث بیان کرتے ہیں ان سے باقاعدہ مسئلہ کا موقع انہیں نہیں ملا۔ کتب حدیث کے اطراف و اکناف سے اجازت حدیث کے شرف سے شرف ہوئے ہیں۔ زہیر علی زئی کی سند حدیث میں ان کے شیخ اہل مہاجرین و مدینہ دہلی مرحوم انکی سید حدیث کو ”خیر اسی سند“ کہتے تھے۔ ملاحظہ ہو ”امیاء“ ص ۶۸۔

زہیر علی زئی صاحب اب انھوں میں کانے رہی کی طرح غیر مقلدین کے محقق و مدقق ہیں۔ ان کی کتب کے مصنف، مترجم اور ماہر ”الحدیث“ جو دوا، معجزہ کے مدبر ہیں، ان کی تحقیقات کا دائرہ وسیع ہے مگر اس دائرہ کا رخ بدل رہا ہے۔ ہر دوسری کتاب، پہلی کتاب کی تردید ہوتی ہے، اور تحقیق کی جہت سے ان کی خود اپنی تحلیل و تفکیک کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ ان کی قسمت پر افسوس اس لیے ہوتا ہے مگر ان کی تحقیقات کسی ذنبی منوان پر ہوتیں، تو امت کا ذنبی نقصان ہی تھا۔ جیسا کہ بنی اسرائیل نے ان دنوں ایٹم ایجاد کر کے انسانیت کو موت کا خالنا نہ توڑ دیا، مگر جب بنی اسرائیل کے اس فرزند اور محمد کی تحقیق کا میدان حدیث رسول ﷺ ہے تو ان کے اس اعزاز سے امت کا ایمان خطرہ میں ہے۔ ایک روایت کو ایک دن ضعیف تو دوسرے دن صحیح، ایک دن صحیح تو دوسرے دن ضعیف قرار دیتے ہیں، یہی حال نزاع حدیث کے مصطلق ہے۔

احقر زہیر علی زئی غیر مقلد صاحب کو ان کا ذکر و تعارف کا اجمال موصوف کے نام مرید محمد ۶۷ صفر ۱۴۳۰ھ / ۱۲ فروری ۲۰۰۹ء میں پیش کر چکا ہے۔ موصوف نے مانشاء اللہ انصاف سے کام لیتے ہوئے اپنے اس تعارف کو قبول کیا اور اس پر کوئی عہم زنی نہیں کی۔

حال ہی میں مکتبہ دارالسلام، لاہور نے زہیر علی زئی کی تحقیق سے جامع ترمذی، اور سنن ابن ماجہ شائع کی ہے یہ کتب ابھی بازار میں نہیں آئی تھیں کہ زہیر علی زئی نے اپنی تحقیق سے اطلاع رجوع کرتے ہوئے لکھا:

مکتبہ دارالسلام نے قائم المعروف کی تحقیق سے بہت اعلیٰ معیار پر سنن ابی داؤد اور سنن ابن ماجہ (اردو میں) شائع کی ہیں۔ جزا اعلیٰ خبراً

سنن ابی داؤد کی درج ذیل روایات کے بارے میں نظر ثانی، تحقیق جدید یا کچھ زری ظہیر کی وجہ سے احکامات بدل گئے ہیں لہذا اپنے اپنے نسخے میں ان کی اصلاح کر لیں۔
 ("الحديث: ۲۲/۵۳۰")

راقم المعروف نے کتبہ دار السلام، لاہور کے شیخ ڈائریکٹر مہدالک مجاہد کے نام ایک خط لکھ کر ۲۰ رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ / ۱۲ اگست ۲۰۰۹ء میں لکھا ہے کہ:

زہیر ملی زئی صاحب نے اپنے اس مضمون میں تفصیل لکھی کہ انہوں نے "سنن ابی داؤد" اور "سنن ابن ماجہ" کی کن روایات پر غلط حکم لگایا۔ اس تفصیل کا اجمال یہ ہے کہ زہیر ملی زئی صاحب کی تحقیق سے آپ کی شائع کردہ "سنن ابی داؤد" اور "سنن ابن ماجہ" میں تین صحیح احادیث کو ضعیف، حیرہ ضعیف، حیرہ حسن کو ضعیف، الحارہ ضعیف کو حسن قرار دیا، ایک حدیث کا مستاب غلط کیا اور ایک روایت کی ابھی تک تحقیق نہ کر سکے کہ صحیح ہے یا غلط، اس طرح رسول اللہ ﷺ کی انالیس روایات پر غلط حکم لگایا۔

آپ نے ماشاء اللہ حدیث کی یہ دونوں کتابیں نہایت عمدہ شائع کی ہیں اس اشاعت پر پہلی آپ کا لاکھوں روپیہ خرچ ہوا ہے مگر اتنے خرچ سے چھپنے والی کتابیں ابھی مارکیٹ میں بھی نہ پہنچی تھیں کہ آپ کے محقق نے اپنی تحقیق سے رجوع کر لیا۔ اب حدیث کی جن کتابوں میں احادیث رسول ﷺ پر غلط حکم لگائے گئے تھے وہ ان احکام کے غلط ہونے کی وضاحت کے بغیر انہیں شائع کرنا، ان کی اشاعت کا کاروبار کرنا اور ان کی آمدن ناجائز ہے احقر نے جب زہیر ملی زئی صاحب کو اس کی طرف توجہ دلائی تو انہوں نے اپنے غلط کتبہ ۱۸ اگست ۲۰۰۹ء میں لکھا:

"اطلاعات مذکورہ کے بعد تشریح کو خود بخود درک چاہیے ہے کہ میں تو ان کی شائع کردہ کتابوں کا مسدود نہیں ہوں۔"

اب ان کتابوں کی آمدن جائز ہے یا ناجائز اس پر مذکورہ خط میں ملی زئی صاحب نے لکھا:

یہ "کتبہ دارالسلام" والوں سے پوچھ لیں۔

اس عریضہ کے ذریعہ آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ حدیث کی تحقیق مجتہدین اور ائمہ فہم کا کام ہے۔ زہیر علی زئی جیسے شخص کا کام نہیں احقر نے اسی بنا پر زہیر علی زئی صاحب کو نکلا ہے کہ:

"الحدیث" نمبر ۳۵ میں احادیث رسول اللہ ﷺ پر مذکور احکام آپ کی ذاتی تحقیق ہے جیسے آپ کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے ممکن ہے کہ اب آپ اس تحقیق سے بھی رجوع کر کے نئی تحقیق اختیار کر چکے ہوں، نیز رسول اللہ ﷺ پر آپ کے افتراء کذاب اور جھوٹ، بھول چوک اور نسیان نہیں بلکہ نغصہ ہے اس لیے آپ نے اسے تحقیق کا نام دیا تحقیق سچ کچھ کہوتی ہے نہ کہ جوں آنکھیں بند کر کے محقق بننے سے کوئی محقق بن جاتا ہے۔۔۔ میں؟

زہیر علی زئی کی تحقیقات کا یہ ایک واقعہ نہیں اس کی دوسری تحقیقات اور اس کے ماہنامہ "الحدیث" میں معاشام کی بدلتی تحقیقات کی تحصیل کیلئے تو دفتر چاہئے۔ اور پھر یہ معاملہ صرف ایک زہیر علی زئی کا نہیں "احل حدیث" کہلانے والی جماعت کے دوسرے بے شمار محققین نے رسول اللہ ﷺ کی احادیث کے ساتھ اپنی تحقیق کا جو مکمل شروع کیا ہوا ہے وہ انکار حدیث کی ایک مستقل سازش ہے سو ناظر صادق یا کلوئی کی مشہور کتاب "صلوۃ الرسول" پر مہر المروء سندھ اور خود زہیر علی زئی کی تحقیق کو دیکھ لیں جو بدیع الدین شاہ راشدی اور ان کے بھائی جو محبت اللہ شاہ راشدی کی آپس میں احادیث کی تحقیق پر نوک جھونک ہوئی۔ ایسی کتنی ہی مثالیں امت کیلئے ننانو عبرت ہیں یہ سب کچھ اللہ امت اور اپنے اکابر پر احکام کر نے اور بلاطم و بصیرت کے براہ راست قرآن وحدیث سے اخذ واستنباط کے راستہ پر چلنے کا نقصان ہے۔ امت کے ہر فرد کو چاہے وہ ناظر و قرآن مجید بھی نہ پن حاکم براہ راست قرآن وحدیث سے اخذ واستنباط کی اجازت دے کر اسے مجتہد کا مقام دینے کا جو نقصان ہے وہ آپ خود دیکھ رہے ہیں اس لیے اس عریضہ کے ذریعہ احقر آپ کی خدمت میں گزارش کرتا ہے کہ زہیر علی زئی جیسے محققین کی تحقیقات جن سے موصوف نے دوسرے دن رجوع کیا ہوا ہوتا ہے پر اپنا لاکھوں روپے آپ برداشت کریں اور پھر یہ محض روپے کا خیال نہیں امت کے ایمان کی بھی برہادی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی صحیح احادیث

کو ضعیف قرار دے کر رد کر دیا جائے اور ضعیف کو صحیح اور حسن قرار دے کر اپنے مقام سے الگ مقام کیلئے قبول کیا جائے۔

اس لیے آجنگاہ سے گزارش ہے کہ آپ خود بھی امت پر احاد و کاراست اختیار کرنے دنیا و آخرت کو سنواریں اور امت پر احاد کرنے والوں کی تھیکتات اپنے اوارہ سے شائع کر کے امت کے ایمان کو بچائیں یہ آپ کیلئے محض پیسہ کی تمہارت نہیں انتظام اللہ دنیا و آخرت کی سرخ روئی ہوگی۔

غیر مقلدین پر تعجب ہے کہ تحقیق کے نام پر حدیث رسول ﷺ میں حسن کرنے والے محض کواہیوں نے اپنا حلق اور امام بنایا ہوا ہے۔ غیر مقلدین کے مشہور ترجمان جریہ حلف روزہ "الاتصام" لاہور میں مولانا محمد جوناگڑی غیر مقلد (م ۱۹۳۱ء) کی تفسیر "تفسیر محمدی" مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ، لاہور کے تصارف میں کلیم حسین شاہ جاسوسیہ اسلام آباد لکھتے ہیں: (تفسیر محمدی) کی ترجیح کا فریضہ معروف محقق مولانا حافظ ذہیر علی زئی کے کینڈ جناب نصیر احمد کاشف نے سرانجام دیا حلف روزہ "الاتصام" لاہور، جلد ۶، شمارہ نمبر ۱۹، جمادی الاولیٰ ۱۳۳۰ھ تا ۱۳۳۱ھ/ ۲۰۰۹ء میں۔

اس اقتباس سے اندازہ لگائیے کہ تحقیق کے نام پر حدیث رسول ﷺ کی تکذیب کرنے والے اس گروہ میں ذہیر علی زئی غیر مقلد نہ صرف محقق العصر ہے بلکہ اس فکری آزادی کے روحان پر مستقل فرقہ سازی بھی کر رہا ہے۔

علمائے دہلی ہند قدس سرہم پر ذہیر علی زئی غیر مقلد کی تجذیب

عصر حاضر میں علمائے دہلی ہند قدس سرہم طائفہ منصورہ اہل السنۃ والجماعت کے حقیقی ترجمان اور صحیح چائین ہیں، دارالعلوم دہلی ہند اب محض ایک اوارہ اور سردر نہیں بلکہ عالم دنیا میں اصل حق کی آواز، اہل السنۃ والجماعت کے مسلک اعتدال اور کبر سلیم کا ترجمان ہے۔ اس طائفہ اصل حق نے دین حق کے برعکس میں گراں قدر روئی خدمات انجام دیں امت کے چائینوں کے خلاف باطل کی سازشوں اور بیہود پانہ مکر فریب نے جو جال بنا اور اپنی شاطرانہ طرغ کے جوہر سے تیار کیے، ان میں فکری آزادی کے طہر دار، غیر مقلدین بھی ایک مبرہ ہیں۔ چنانچہ اپنے مقصد تکمیل کو چہرہ کرتے ہوئے یہ لوگ ہمیشہ علمائے دہلی ہند کے خلاف پروپیگنڈہ اور سازشوں میں اپنی صلاحیتوں کو ضائع کرتے رہتے ہیں۔ ذہیر علی زئی غیر مقلد نے بھی اپنے پیش

رواں کی اقتداء میں خود مسجد حدیث کے نام پر ان خادمانِ دین کے خلاف اثرات اور اجہات کو اپنی عادت بد بنایا ہوا ہے طوائف دوح بندہ کے خلاف دہراے ہوئے اثرات جن کے جوابات برسوں سے دیے جا چکے ہیں، اہل بدعت کی معاونت سے زہریلی زلی غیر مقلدین کا گمراہ کرتا رہتا ہے بحمد اللہ تعالیٰ برادرِ مولا نا حافظ قلیو رام الحسنی زید مسجد نے زہریلی زلی غیر مقلد کے ان اجہات کا جواب ”طوائف دوح بندہ پر زہریلی زلی غیر مقلد کے اثرات کے جوابات“ کے نام سے لکھا جو ۱۳۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء میں شائع ہو کر خواص و عوام سے دادِ تحسین حاصل کر چکا ہے۔ زہریلی زلی غیر مقلد نے انہی اثرات کو دہراتے ہوئے اس کتاب پر احقر کے نام ایک خط لکھا، احقر نے بحمد اللہ خط ملتے ہی اس خط کے جواب میں برادرِ مولا نا حافظ قلیو رام الحسنی مدظلہ کی طرف سے زہریلی زلی غیر مقلد کو لکھے گئے ستر سوالات عرب کر کے بھیجے کہ طوائف دوح بندہ پر آپ کے اثرات کے جوابات ہم نے طوائف دوح بندہ کی عبارات سے اور اس کی تائید خود آپ کے بلا واسطہ یا بالواسطہ مروج غیر مقلدین کے حوالوں سے کر دی گئی ہے۔ اگر آپ حریہ تسلیم چاہتے ہیں تو ہمارے ان ستر سوالات کے واضح، مکمل اور غیر مبہم جوابات لکھیے انشاء اللہ سطر بستر آپ کی تسلی کر دی جائے گی۔ زہریلی زلی غیر مقلد نے ہمارے اس خط کا حوالہ دیے بغیر بددیانتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ”اللہ ریٹ“ نمبر ۵۴ میں احقر کے نام اپنا خط شائع کر دیا۔ زہریلی زلی صاحب نے اس خط و کتابت کو تیر حویں خط پر بند کر دیا۔ احقر نے اس کے بعد خط لکھے مگر بعد کے خطوط میں بھی احقر کے پہلے خط کا کوئی جواب نہ آتا حال نہیں۔ بحمد اللہ علیی ذالک۔ احقر خط و کتابت کے اس سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے اپنا مطالب بار بار دہرا رہا ہے مگر خود زہریلی غیر مقلد نے ہمارے سوالات کے جوابات میں چپ سادھ لی ہے (اور اب تو وہاں جواب ہو کر دینا سے ہی رخصت ہو گئے ہیں)۔

یہ تحریر زہریلی زلی کے طوائف دوح بندہ پر ان اعتراضات کی وضاحت ہے۔ اس تحریر میں جہاں زہریلی زلی کے طوائف دوح بندہ پر اعتراضات کی وضاحت میں خود طوائف دوح بندہ منہ کے حوالے سے ان کے عقائد کی وضاحت ہے، وہاں سرکردہ غیر مقلدین کے حوالوں سے بھی ان مسائل میں غیر مقلد حضرات کے عقائد و نظریات پیش کیے گئے ہیں۔

غیر مقلدین چونکہ تھکید کو نہ اچانتے ہوئے اپنی غیر مقلدیت پر فخر کرتے ہیں اس لیے انہیں

خود انہی کی پسند پر منتخب حوالہ جات کے تعارف میں ”غیر مقلد“ لکھا گیا ہے۔

”غیر مقلد“ حضرات میں بطور حوالہ کے ان حضرات کو پیش کیا جا رہا ہے جو زہیرِ ملی زنی کے بقول ان کے استاذ یا اُن کے اساتذہ کے مجدد ہیں، تاکہ زہیرِ ملی زنی صاحب اپنے گم کے پھینٹوں کو اُن اکابرِ غیر مقلدین پر اور اپنے آپ پر پڑتے ہوئے دیکھ کر اپنے رویے پر غور کریں۔ اس تحریر کا مقصد تنقید اور طعن و تفتیش نہیں، بلکہ ان لوگوں کو یہ احساس دلانا ہے کہ ان مخلص اکابر اور خادمانِ دین پر اس حُضبانہ رویے کی وجہ سے اپنی عاقبت برباد نہ کریں۔

برادرِ مولا نا حافظ ظہور احمد السبکی زیرِ مہمہ پوری جماعت اہل السنۃ علمائے دہلیؒ کی طرف سے شکرِ یے کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس مدلل رسالہ میں ”تہذیبِ ملی زنی“ کا بھرپور تعاقب فرمایا۔ اس سے پہلے موصوف کی سات کتابیں: (۱) ”ذکواتِ تراویح: ایک تحقیقی جائزہ“، (۲) ”مسنونِ نمازِ تراویح“، (۳) ”چل حدیث مسائل نماز“، (۴) ”امام اعظم ابو حنیفہ کا محدث مقام“، (۵) ”علمائے امام اعظم ابو حنیفہ کا محدث مقام“ جس میں زہیرِ ملی زنی کے افترات کا مدلل و تحقیقی جواب ہے، (۶) ”کافحہ زہیرِ ملی زنی“ اور (۷) ”علمائے نبوی کی کتاب“ آثارِ اہلسننؒ پر زہیرِ ملی زنی کے اثرات کی حقیقت ”امام افراس سے امام حسین وصول کر چکی ہیں۔

آخر میں حافظ زہیرِ ملی زنی کے پیچھے نماز کا گم خود غیر مقلدین خاص کر حافظ زہیرِ ملی زنی کے مذکورہ استاذ سید بیچ الدین شاہ راشدی کے نوٹی سے واضح کر دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے اسلاف کی قدر کرنے اور اُن کے اتباع کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

دارِ احیاء السنۃ خطر لا

۱۴۲۹ھ اپریل ۲۰۰۸ء

مقدمہ

✦ غیر مقلدین کی تاریخ

✦ مذہب غیر مقلدین

✦ اکابر غیر مقلدین کا اپنے اصاغر سے شکوہ

✦ علمائے دیوبند و سنیہ کے علم و تقویٰ اور

عقیدہ و مسلک پر اکابرین غیر مقلدین کی گواہی

✦ ذہیر علی زئی: ایک متعصب غیر مقلد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُكَ يَا رَبِّ الْعَالَمِينَ وَنُثْنِيكَ عَلَى رُسُلِكَ الْكَرِيمِ

وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَتَّبَعُهُ أَجْمَعِينَ. آمَنَّا بِكَ:

برصغیر (پاک و ہند) میں جب سے اسلام آیا اور اسلامی حکومت قائم ہوئی، اس وقت سے لے کر ۱۸۵۷ء (جب انگریزوں نے اسلامی اقتدار کا خاتمہ کر کے اپنی حکومت قائم کی) تک یہاں کے سب مسلمان اہل سنت والجماعت مفتی تھے۔ چنانچہ ”غیر مقلدین“ کے تعلق اعظم مولانا نواب صدیقی حسن خان صاحب اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ظاہر حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے چونکہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقہ اور مذہب کو پسند کرتے ہیں، اس وقت سے آج تک لوگ حقّی مذہب پر قائم رہے اور ہیں، اور اسی مذہب کے عالم اور فاضل کاظمی اور مفتی اور حاکم ہوتے رہے، یہاں تک کہ ایک جم غفیر نے مل کر ”قادیانی ہندو“ یعنی قادیانی مانگھیری جمع کیا اور اس میں شیخ عبدالرحیم دہلوی والد بزرگوار شاہ ولی اللہ مرحوم کے بھی تھے۔^۱

انگریزوں نے اپنے اقتدار کو مستحکم کرنے کے لیے اپنی شایانہ پالیسی ”Divide and Rule“ (ٹکڑاؤ اور حکومت کرو) کے ذریعے یہاں کے مسلمانوں میں اختلاف پیدا کیا، تاکہ مسلمان ہندو آپس میں الجھے رہیں اور جہاں اور آزادی کی طرف ان کی توجہ نہ ہو سکے۔ چنانچہ اس وقت کی حکمران برطانیہ ”سز و کنواریہ“ نے اپنے ایک اشتہار کے ذریعے مذہبی آزادی کا اعلان کیا تاکہ اہل اسلام ایک مذہب کے ہندوؤں سے آزاد ہو جائیں اور ان کا شیرازہ بکھر جائے۔ نواب صاحب موصوف لکھتے ہیں:

حکمران (کنواریہ) کے اشتہار نے سب کو آزادی کا وعدہ دیا ہے۔^۲

اس بارہ چہر آزادی کی طوائف نے مخالفت کی اور حکومت برطانیہ کے خلاف غم

۱۔ ترجمان اہل حق (ص ۱۱۰)

۲۔ ایضاً (ص ۴۵)

جہاد بلند کیا، ان کا رد کرتے ہوئے اور مسلمان ہند کی تحریک آزادی کو انگریز کی اصطلاح میں "غدر" سے تعبیر کرتے ہوئے نواب صاحب لکھتے ہیں:

اور یہ (مقلدینِ احتاف) چاہتے ہیں کہ وہی قصبہ مذہبی اور عقیدہ شخصی اور ضد و
جہالت آبادی، جو ان میں چلی آتی ہے، قائم رہے۔ اور جو آسائشیں، رعایا ہند کو پہچ
آزادی کی مذہب گورنمنٹ (انگریز) نے عطا کی ہے، وہ اٹھ جائے اور امن باقی نہ
رہے۔ سارے مسلمانانِ دنیہ کو ایک مذہب خاص کے پابند ہو کر خوب قصبہ اپنا
گورنمنٹ (انگریز) پر ظاہر کریں، اور جب موقع پادیں مثل زمانہ غدر (جنگ
آزادی ۱۸۵۷ء) نفاذ پر پا کریں۔^۱

نیز لکھتے ہیں:

اگر کوئی بدخواہ وہ اندیشہ سلطنت پر فتن کا ہوگا تو وہی شخص ہوگا جو آزادی مذہب کو
نا پسند کرتا ہے، اور ایک مذہب خاص پر جو باپ دادوں کے وقت سے چلا آتا
ہے، جما ہوا ہے۔^۲

اس مذہبی بے راہروی کی وجہ سے مسلمان ہند میں جن فتنوں نے جنم لیا ان میں سب
سے خطرناک فتنہ "غیر مقلدین" ہے۔ اس فتنے کے کار پر راز اپنے آپ کو "اہلِ حدیث"
کہلاتے ہیں۔ انگریز کے برصغیر میں آنے سے پہلے اس فتنے کا یہاں کوئی وجود نہیں تھا۔
غیر مقلدین کے شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلوی کے خصوصی شاگرد مولانا محمد شاہ جہاں
پورٹی غیر مقلد لکھتے ہیں:

کچھ عرصہ سے ہندوستان میں ایک ایسے غیر مانوس مذہب کے لوگ دیکھنے میں آ
رہے ہیں جس سے لوگ بالکل نا آشنا ہیں۔ پچھلے زمانے میں شاذ و نادر اس خیال
کے لوگ کہیں ہوتے تو ہوں، مگر اس کثرت سے دیکھنے میں نہیں آئے۔ بلکہ ان کا
نام بھی ابھی تو نئے ہی دنوں سے ملتا ہے۔

اپنے آپ کو وہ اہلِ حدیث یا محمدی یا منہج کہتے ہیں، مگر حالف فریق میں ان کا

۱۔ ترجمانِ دہلیہ (ص ۵۶)

۲۔ مینا (ص ۵)

بعد سرکاری کپ میں پہنچا دی۔^۱

جب ۱۸۵۷ء میں انگریز کے خلاف جنگ آزادی کا اعلان ہوا، اور اُس وقت کے کئی بچہ وطنی علم نے انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا تو غیر مقلدین کے شیخ اہلک سولہ نانڈ برہمن دہلوی نے اس جہاد کے فتوے پر ردِ خطا کرنے سے انکار کر دیا، چنانچہ ان کے شاگرد اور مولوی غلام سولہ نانڈ فضل حسین بہارٹی غیر مقلد سمجھے جاتے ہیں:

یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ میاں صاحب (سولہ نانڈ برہمن) گورنمنٹ انگلیشیہ کے کیسے وفادار تھے۔ زمانہ غور ۱۸۵۷ء میں جبکہ دہلی کے مقتدر اور بیشر مولویوں نے انگریز پر جہاد کا فتویٰ دیا تو میاں صاحب نے نہ اُس پر ردِ خطا کیا اور نہ سب۔ وہ خود فرماتے تھے کہ میاں وہ ملو تھا، بہادر شاہی تھی۔ وہ پچارہ یوز صاحب اور شاہ کیا کرتا۔ مشرقات الارض، خانہ برائے اندازوں نے تمام دہلی کو خراب، دیران، چاہ اور بر باد کر دیا۔ شرائط امارت و جہاد بالکل مفقود تھے، ہم نے تو اس فتوے پر ردِ خطا نہیں کیا، نہ کیا کرتے اور کیا سمجھے۔^۲

سولہ نانڈ حسین صدیقی ہستوی غیر مقلد نے سولہ نانڈ برہمن کے حالات میں لکھا ہے:

۱۱ مئی ۱۸۵۷ء کو جنگ آزادی شروع ہوئی اور ۱۸۵۷ء میں جہاد کا فتویٰ شائع ہوا۔ دہلی کے بعض مقتدر اور بیشر معمولی صاحبان نے انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ دے دیا، لیکن میاں صاحب نے اس پر ردِ خطا اور نہ ہی سہر لکائی۔^۳

سولہ نانڈ برہمن رحمانی غیر مقلد نے بھی اقرار کیا ہے کہ میاں صاحب نے جہاد کے خلاف فتوے پر ردِ خطا نہیں کیے تھے۔^۴

اور موصوف نے یہ بھی لکھا ہے کہ:

اس معاملے میں قول فیصل میاں صاحب (سولہ نانڈ برہمن دہلوی) ہی کا کلام ہو سکتا

۱۔ اثبات ملت (مجلد ۲، شمارہ ۹، جلد ۸) مولوی ابراہیم دہلوی، انگریز، ص ۶۶

۲۔ انبیاء احمدیہ، مولانا سولہ نانڈ برہمن (ص ۷۶)

۳۔ لادنی نانڈ برہمن (حیات و شیخ، ص ۴۷) ۴۔ ابراہیم دہلوی، سیاست (ص ۲۳۳)

ہے۔ اور پھر موصوف نے مولانا خانہ بردہ دہلوی کے مذکورہ بالا قول کو پیش کیا۔^۱
 نیز مولانا خانہ برہسین اور ان کے متحدہ دکانہ نے اپنے ٹوٹنی میں انگریز کے خلاف جہاد کو
 تاجان اور ہلاکت و مصیبت کا سبب قرار دیا ہے۔^۲
 موصوف نے انگریز کے خلاف جہاد کے تاجان ہونے کا ٹوٹنی دینے کے علاوہ کئی اور
 طریقوں سے بھی انگریز کی خدمت کی، جس کے صلے میں انگریز نے ان کو اپنی وفاداری اور
 لٹواری کے سٹیکٹ، حیر و سرور پے نقد انعام اور ٹرسٹ انعام کا خطاب عطا کیا۔^۳
 یہاں صاحب کے سوانح نگار مولانا فضل حسین انگریز کی وفاداری میں ان کے کارنامے
 جان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یہ باتیں ہیں جو میاں صاحب کے ظاہر و باطن کے یکساں ہونے پر دلالت کرتی
 ہیں۔ وہ جس طرح خدر ۱۸۵۷ء میں مسزینس کی جان بچانے سے وفادار ثابت
 ہوئے تھے، اسی طرح ۱۸۶۳، ۶۵ء کے مقدسات و بغاوت میں بھی بے لگاؤ
 ظہور کیا۔^۴

مولانا خانہ بردہ دہلوی غیر مقلد اس حوالے کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:
 میاں صاحب کے ظاہر و باطن کے یکساں ہونے سے موصوف کا مقصد یہ ہے کہ
 وہ جس طرح ظاہر میں انگریز کی حکومت کے وفادار تھے، ویسے ہی باطن میں بھی
 اس کے وفاداری تھے۔^۵

مولانا خانہ حسین بستوی غیر مقلد مولانا خانہ برہسین کے حالات میں لکھتے ہیں:
 ۱۳۰۰ھ میں جب میاں صاحب نے حج کا ارادہ کیا تو اس خیال سے کہ مخالفین
 ایذا پہنچائیں گے، آپ نے کشنر دلی سے ملاقات کر کے حج بیت اللہ، زیارت

۱۔ احمد علیہ دریاہ (ص ۲۵۳)

۲۔ ڈوئی نہ برہ (۳/۱۹۲، ۱۹۵)

۳۔ انبیا و ہدایات (ص ۷۹)

۴۔ بیضا (ص ۸۲)

۵۔ احمد علیہ دریاہ (ص ۲۵۵)

مدینہ منورہ اور مدینہ منورہ کا ارادہ ظاہر کیا، کمشنر دہلی نے آپ کو ایک چٹھی دس اگست ۱۸۸۳ء کو دی، انگریزوں کی خط کا لفظی ترجمہ یہ ہے: ”مولوی خذیر حسین دہلی کے ایک مقتدر عالم ہیں، جنہوں نے تازک وقت میں اپنی وقاداری گورنمنٹ برطانیہ سے ثابت کی ہے، اب وہ اپنے فرض زیارت کعبہ کے ادا کرنے کو مکہ جاتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ جس کسی برٹش گورنمنٹ افسر کی وہ مدد چاہیں گے وہ ان کو مدد دے گا کیونکہ وہ کامل طور سے اس مدد کے مستحق ہیں۔“

دوسری چٹھی سسرلینس نے بنام کنسل مقیم مدہ دی، اس میں لکھا کہ برٹش گورنمنٹ کنسل کا فرض ہے کہ مولوی خذیر حسین کو ان کے طالبین کے شرف و نفاذ سے بچائے۔^۱

میں خذیر کے بعد جماعت غیر مقلدین میں نواب صدیقی حسن خان کا مقام و مرتبہ ہے، موصوف بھی انگریزوں کے نہایت وقادار تھے، اور انگریزوں نے اپنی وقاداری کے صلے میں ان کو ریاست بہاول کی نوابی اور بہت سے دیگر انعامات سے نوازا۔

نواب صاحب نے انگریزوں کی خوشنودی کے لیے ایک مستقل کتاب بنام ”ترجمانِ دلچپہ“ لکھی۔ اس میں ایک جگہ موصوف انگریزوں کے سامنے اپنے فرقے کی منافی پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”کسی نے نہ سنا ہو گا کہ آج تک کوئی مسودہ، قبیح سنت، حدیث و قرآن پر چلے گا بے وقائی اور اقرار توڑنے کا مرتکب ہوا، یا فقہ انگریزی اور بھارت پر آمادہ ہوا۔ جتنے لوگوں نے نذر میں شرف و فدا کیا اور احکام انگلیچہ سے برسرِ مدار ہوئے وہ سب کے سب مقلد ان مذہب بنی تھے۔“

خیز اپنے فرقہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

”کوئی فرقہ ہماری تحقیق میں زیادہ تر غیر خواہ اور طالب امن و امان و آسائش رعایا اور قدر و شائے بندہ دست گورنمنٹ کا اس گروہ (غیر مقلدین) سے نہیں ہے۔“

۱۔ ترقی خذیر (۳۲/۱)

۲۔ ترجمانِ دلچپہ (۲۵/۱) ۳۔ ایضاً (۱۳/۱)

جماعت غیر مقلدین کے ایک اور اہم فرد مولانا حسین بنالونی بھی انگریز کے نہایت وقارہ ساتھیوں میں سے تھے۔ آپ نے انگریز کی خوشنودی کے لیے ایک رسالہ "الاقتصادی مسائل الہیاد" لکھا، جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ موجود حکومت "انگریز" کے خلاف جہاد کرنا منسوخ ہے۔ اس طرح انہوں نے دیگر کئی طریقوں سے بھی انگریز کا حق وقاداری ادا کیا۔ انگریز نے اس کے عوض میں ان کو جاگیر مٹائی، نیز انگریز نے ان کی اور دیگر علمائے غیر مقلدین کی خدمات کے صلے میں ان کے فرقہ کو "الہدیہ" (جو مقدس جماعت "محدثین" کا طبعی لقب ہے) کا نام لٹ کر دیا۔

مولانا عبدالجید سوہروردی غیر مقلد نے مولانا بنالونی کے حالات میں لکھا ہے:

حکومت (انگریز) کی خدمت بھی کی اور انعام میں جاگیر پائی۔^۱

مولانا مسعود عالم ندوی غیر مقلد نے ان کے بارے میں تصریح کی ہے کہ:

مستبر اور ثقہ راویوں کا بیان ہے کہ اس (خدمات کے صلے میں) سرکار انگریزی سے انہیں جاگیر ملی تھی۔^۲

مولانا محمد اسماعیل سلی غیر مقلد لکھتے ہیں:

مولانا محمد حسین صاحب بنالوی برطانوی حکومت سے تعاون کے حق میں تھے اور بظاہر وہ انگریز کی نظام کے شائق تھے۔^۳

مولانا سوہروردی لکھتے ہیں:

"اشیاء السنہ" کے ذریعہ الہدیہ کی بہت خدمت کی، لفظ دہائی آپ ہی کی کوشش سے سرکاری وقار اور کاغذات سے منسوخ ہوا اور جماعت کو الہدیہ کے نام سے موسوم کیا گیا۔^۴

مولانا بنالوی نے انگریز گورنر جنرل کو جو خط لکھا تھا کہ جس میں ان کو الہدیہ کا نام لٹا

۱۔ حیرت انگیز (۱۹۳۱ء)

۲۔ جلی اسلامی تحریک (۱۹۰۷ء)

۳۔ تحریک آزادی فکر (۱۹۴۱ء)

۴۔ حیرت انگیز (۱۹۳۱ء)

کرنے پر انگریز حکومت کا شکریہ ادا کیا گیا تھا، اس کے آخر میں لکھا ہوا ہے: ہم ہیں حضور کے وفادار و جان نثار، حضور کی رعایا۔

پھر اس کے نیچے مولانا نے یہ حسین، مولانا محمد حسین خانونی، مولانا محمد سعید بخاری، اور مولانا عبداللہ قازم پورٹی وغیرہ کا یہ غیر مقلدین کے نام درج ہیں۔^۱

فرق: غیر مقلدین کی ایک اہم شاخ ”جماعت خرابائے اہلحدیث“ کے بارے میں پروفیسر مبارک غیر مقلد نے لکھا ہے کہ:

اس جماعت کی بنیاد رکھنے میں ”تحریک مہادیون“ یعنی سید احمد بریلوی کی تحریک کی مخالفت کر کے انگریز کو خوش رکھنے کا مقصد پیدا تھا۔^۲

مولانا عبدالستار غیر مقلد، جو مولانا عبدالوہاب غیر مقلد (حلیہ مولانا نے یہ حسین دہلوی) کے صاحبزادے ہیں، نے غیر مقلدین کی پرانی جماعت آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کے بارے میں تصریح کی ہے کہ:

اس کی بنیاد اصول فرہنگ یعنی حکومت برطانیہ انگریزی کی زمین روش پر تھی اور اصول اسلام کے خلاف۔^۳

مولانا قاضی محمد سلطان حضور پورٹی غیر مقلد، مصنف ”روح اللعالمین“ نے ۱۳۰۰ھ مارچ ۱۹۲۸ء کو آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کے پندرہویں سالانہ اجلاس آگرہ میں ایک طویل خطبہ دیا جس میں کانفرنس کے مقاصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مقصد ششم: اس کانفرنس کا حکومت کی وفاداری کے ساتھ ساتھ دینی و دنیوی ترقی کا انتظام کرنا ہے، مجھے امید ہے کہ کوئی مسلمان بھی بغاوت یا بھڑانا سازش یا معاندین سلطنت روا نہ نہیں۔^۴

۱۔ اشباح الہیہ (ص ۳۸-۳۹، شمارہ ۲، ج ۱۱)، انوار اہلحدیث، انگریز (ص ۱۱۳)

۲۔ ملائے انتہا، در تحریک مہادیون (ص ۳۸)

۳۔ خطبہ اہلحدیث (ص ۲۱، ۲۲)

۴۔ خطبات سلطان (ص ۲۲۱)، انوار اہلحدیث، انگریز (ص ۲۹)، مولانا صاحب القادری

نامور غیر مقلد عالم علامہ وحید الرحمن، انگریز حکومت کی تحریف میں لکھتے ہیں:
برٹش گورنمنٹ جو نہایت ذی علم اور باہمت گورنمنٹ ہے، دور دراز ملک سے آکر
ہند پر قبضہ کر لیا، اگر برٹش گورنمنٹ ہند پر قبضہ نہ کرتی تو ہند کے راجہ اور نواب
ایک دوسرے سے لڑ لڑ کر کٹ جاتے اور رہا یا کوہکن اور اطمینان نصیب نہ ہوتا۔^۱
نیز موصوف نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں شریک مجاہدین کے خلاف دشنام طرازی
کرتے ہوئے لکھا ہے:

۱۸۵۷ء میں جن مسلمانوں نے دغا سے نصاریٰ کو مارا، مہد کا خیال نہ کیا، آخر وہ
ذلیل و خوار اور دشمنوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہوئے۔ نواب سراج الدولہ (جنگ
آزادی کے ایک عظیم ہیرو) نے انگریزوں کے ساتھ عہد کر کے بھران کو دغا سے
مارا والا (یہ شخص اس عظیم مجاہد پر بہتان ہے۔ قتل) آخر نتیجہ یہ ہوا کہ ملک اور مال
اور عزت سب برباد اور آج تک ان کی اولاد بیک باگھی پھرتی ہے۔^۲
مولانا محمد اسماعیل مفتی سابق امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان لکھتے ہیں:
انگریز نے بظاہر کوئی دکھ نہیں دیا، بلکہ عوام کو ابتداء میں کچھ سہولتیں میسر آئیں،
ملازمتیں ملیں، ریل، سڑکیں، مفید ایجادات نے ملک کی راہے پر اچھا اثر ڈالا۔^۳
مولانا زبیدی نے برائے غیر مقلد کے صاحبزادے بشیر الدین احمد غیر مقلد نے انگریز کے
بارے میں یہاں تک کہا تھا:

تم سلامت رہو بڑا بری

بر بری کے ہوں دن پچاس ہزار^۴

الحاصل: فرقہ غیر مقلدین انگریز کا خود ساختہ اور نہایت دغا دار فرقہ ہے۔ انگریز نے اس
فرقہ کی آبیاری کی ہی اسی لیے تھی تاکہ مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کر کے ان کو کمرور گردیا جائے اور وہ

۱۔ حالات اللہ ریٹ (جلد ناول، کتاب پ، ص ۶۷)

۲۔ حالات اللہ ریٹ (جلد ناول، کتاب پ، ص ۸۳)

۳۔ حالات اللہ ریٹ (ص ۳۰۹)

۴۔ فرامین سلطین (ص ۲۵)

انگریزی حکومت کا مقابلہ نہ کر سکیں۔

واضح رہے کہ غیر مقلدین کل تک امیر المہاجرین حضرت مولانا سید احمد شہید اور ان کی جماعت کو غیر مقلد قرار دے کر اپنے آپ کو ان کا جانشین باور کراتے رہے ہیں، لیکن اب خود ہی ان سے اظہارِ بغض اری کر دیا ہے، بلکہ غالب الرحمن وغیرہ غیر مقلدین تو مناظروں اور تقریروں میں حضرت سید احمد شہید وغیرہ کو کھلم کھلا کافر تک قرار دے رہے ہیں۔ بٹا بٹا...

ج ہندو ہے رنگ آسمان کیسے کیسے

جنگ آزادی میں علمائے دہلی ہندو کا مجاہدانہ کردار

گزشتہ سطور میں آپ تفصیل سے انگریز کے ساتھ غیر مقلدین کی وفاداریوں کی داستان اور ان کے داغ دار باغی کو ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اب ہم آپ کے سامنے انگریز کے خلاف جنگ آزادی میں علمائے دہلی ہند کے مجاہدانہ کردار اور شاندار باغی کے کچھ احوال پیش کرتے ہیں، تاکہ تصویر کے دونوں رخ آپ کے سامنے آجائیں، اور آپ کے لیے اس بارے میں فیصلہ کرنا آسان ہو جائے۔

واضح رہے کہ برصغیر (پاک و ہند) میں جب غیر مقلدین قاصد انگریز سے اظہارِ خوشنودی اور اس کو اپنی وفاداری اور حمایت کا یقین دلارہے تھے، اس وقت جو لوگ انگریز کے خلاف صف آرا تھے، ان میں علمائے دہلی ہند پیش پیش تھے۔ جنگ آزادی میں علمائے دہلی ہند کے مجاہدانہ کردار پر متعدد کتب مطبوعہ ہیں، جن میں سرفہرست شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی کی تصنیف "عقبات حیات" ہے، جو اس موضوع پر ایک مستحضر اور تحقیقی کتاب ہے۔

مولانا نذیر احمد رحمانی "عقبات حیات" نام فرماتے ہیں:

مولانا حسین احمد صاحب مدنی سے زیادہ مستحضر راوی کون ہو گا؟

خود مستحضر علمائے غیر مقلدین نے بھی جنگ آزادی میں علمائے دہلی ہند کے مجاہدانہ کردار کو حلیم کیا ہے۔ مثلاً مولانا غلام رسول مہر (جن کو مولانا نذیر رحمانی اور مولانا اسحاق بسنی محقق اجماع قرار دیتے ہیں) نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام

۱۔ اجماع عہدِ سیاست (ص ۳۳۸)

۲۔ اجماع عہدِ سیاست (ص ۶۳) نذیر احمد مولانا غلام رسول مہر (ص ۱۳۲)

بنی "۱۸۵۷ء" ہے اس میں وہ لکھتے ہیں:

۱۸۵۷ء میں ملک کے اندر جگہ جگہ آزادی کی جدوجہد کی گئی، اگرچہ دہلی یا دوسرے مقامات کے بعض بزرگوں نے ۱۸۵۷ء کی تحریک کو درست ماننے سے انکار کر دیا تھا، تاہم ان میں سے بعض نہایت بلند پایہ افراد اس میں شریک رہے، مثلاً بزرگان دوح بندہ۔^۱

مولانا محمد اسماعیل مطلق غیر مقلد سابق امیر جمعیت اہلحدیث، برصغیر میں آزادی کے لیے اپنے وطنی تحریکوں پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

رہے حضرات دوح بندہ، مولانا ملک کی ملی تحریکات میں کام کرتے رہے۔^۲
نیز انہوں نے تصریح کی ہے کہ: علامہ دوح بندہ انگریز کے خلاف دینی جنگ میں شریک رہے ہیں۔^۳

حکیم محمد عالم جاوید غیر مقلد "داستان حریت" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

مدرسہ دوح بندہ: ہندوستانی عوام کو انگریزوں نے سیاسی حقوق دینے کا وعدہ کیا تو ملائے کرام نے دینی تعلیم دینے کے علاوہ انگریز کو سیاسی میدان میں بھی مات دینے کا فیصلہ کر لیا، مگر اس میں سیاسی بصیرت رکھنے والے مضبوط کردار اور صحیح العقیدہ علماء کی اشد ضرورت تھی تاکہ ہرے ملک میں مسلمانوں کا سیاسی شعور بیدار کیا جاسکے۔ اس وقت ملک میں کچھ مدارس تھے مگر ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی نے ان کو تباہ کر دیا تھا۔ ملک کی اشد ضرورت کے پیش نظر اور علماء کی تازہ کھوپ تیار کرنے کے لیے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے دارالعلوم دوح بندہ کی بنیاد صرف اللہ کے توکل پر رکھی، کیونکہ مدارس مالی پریشانوں کی وجہ سے اکثر لٹل ہو جاتے تھے، اور یہ مدرسہ تو اس وقت قائم کیا جا رہا تھا کہ پورا برطانیہ اس کا شیعہ ترین مخالف تھا، اس مدرسہ کی اساس قائم کرتے وقت

۱۔ ۱۸۵۷ء، (ص ۳۵۵)، اہلحدیث اور سیاست (ص ۲۶۸)

۲۔ تحریک آزادی نگر (ص ۱۵۶)

۳۔ مقلدہ حدیث (ص ۳۶۰)

جس خلوص سے اللہ کریم کی اعانت طلب کی تھی، اللہ کریم نے اتنی ہی اس میں برکت عطا فرمائی۔ تاریخ شاہ ہے کہ اس مدرسہ کے تربیت یافتہ شاگردان اول نے ہندوستان کی جدوجہد آزادی میں ایک تاریخ ساز رول ادا کیا، اس مدرسہ کے خلاف انگریزوں نے ہر قسم کی پابندیاں لگائیں... مدرسہ دیوبند سے خشک اکابرین امت نے انگریزوں کا یہ پیچھے قبول کیا مگر آج بھی اسی مدرسہ کے روحانی سہوت انگریزوں کی معنوی اولاد کے لیے پیچھے بنے ہوئے ہیں۔^۱

۱۸۵۷ء میں اکابرین دیوبند نے شمالی کے میدان میں انگریزوں کے خلاف جو جنگ کی تھی، اس کی قیادت ملائے دیوبند (مولانا محمد قاسم نانوتوی وغیرہ) کے پیرو مشہد حضرت حامی امداد اللہ مہاجر کی کر رہے تھے۔ مولانا محمد رحمانی غیر مقتدر نے حامی صاحبؒ کے تعارف میں لکھا ہے:

حامی موصوف کا مولد و فاضل مغربی، یو پی، ضلع مظفر نگر کا مشہور قصبہ ”تھانہ بھون“ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے بھی ۱۸۵۷ء کے جنگوں میں تھانہ بھون اور اطراف کے علاقوں میں انگریزوں کے خلاف جہاد کا علم بند کیا تھا۔ لیکن بد قسمتی سے جب شورش ناکام ہو گئی اور انگریزوں کے قدم بھر جم گئے تو پانیوں کی وارد گیر شروع ہوئی، حامی صاحب کی گرفتاری کی بھی پولیس نے کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئی، وہ چھپ کر پنجاب اور سندھ کے راستے سے کراچی چلے گئے، اور وہاں سے جہاز پر سوار ہو کر مکہ منظر پہنچ گئے۔^۲

حامی صاحبؒ کے ساتھیوں میں ایک نمایاں نام مولانا رحمت اللہ کیرانوی کا بھی ہے، ان کے حلق مولانا رحمانی کہتے ہیں:

۱۸۵۷ء کے جنگوں میں مولوی رحمت اللہ صاحب نے انگلیوں کا ساتھ دیا تھا، اور انگریزوں سے جنگ کی تھی۔^۳

۱۔ جلت روزہ الجملہ پٹنہ لاہور، ۱۳/ جمادی الثانی ۱۹۸۳ء، ص ۶، جلد ۱۵، شمارہ ۲۹، بحوالہ مقدمہ الجملہ پٹنہ لاہور انگریز (ص ۴)

۲۔ الجملہ پٹنہ لاہور سیاست (ص ۴۸)

۳۔ ایضاً (ص ۴۸)

مولانا محمد اسماعیل ملکی غیر مقلد تھے ہیں:

مولانا رحمت اللہ منظور مرحوم مشہور متاخر ہیں، ان کی تصانیف ”ازالۃ الخلوک“ وغیرہ جیسائیت کے حلقی کامیاب اور مفید ہیں، انگریزوں کے خلاف انہوں نے مجاہدانہ کام کیا۔ ۱۸۵۷ء کے بعد جب ہندوستان میں انگریزوں کے قدم مضبوط ہو گئے تو مولانا ہجرت فرما کر جہاز میں آباد ہو گئے۔ دایہ بندی مصلحتوں میں مولانا بڑی عزت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔^۱

مشہور غیر مقلد سوارخ مولانا محمد اسحاق بھٹی نے بھی مولانا کیرانوی کے مجاہدانہ کارناموں کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔^۲

اکابرین دایہ بند کے جانشین و ترجمان اور دارالعلوم دایہ بند کے پہلے طالب علم، امیر مائتہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن نے آزادی کے لیے جو سوارخ رقم کی ہے، اس کو کون نکھلا سکا ہے؟ مولانا عبدالحمید سوہدروی غیر مقلد آپ کا تعارف کراتے ہوئے رقمطراز ہیں:

آپ ۱۲۶۸ھ میں بمقام بریلی پیدا ہوئے، جہاں آپ کے والد ذوالفقار علی بسلسلہ ملازمت مقیم تھے، مولانا محمد قاسم اور مولانا رشید احمد سے علم حاصل کیا، اور ۱۲۹۱ھ میں درس و تدریس کا کام شروع کیا، ۱۳۰۸ھ میں دایہ بند کے صدر مدرس قرار پائے اور ۱۳۳۳ھ تک یہ خدمات سرانجام دیتے رہے، شاہ اسماعیل شہید کی تحریک حریت کے خاص مطہر رہا تھے، اسی سلسلہ میں گرفتار ہوئے اور سیر مائتہ کہلائے، انگریز کی نگاہ میں یہ جرم تھا کہ آپ ٹرکی، ایران، اور افغانستان میں اتحاد پیدا کر کے ہندوستان سے انگریزوں کا فروغ اور اسلامی حکومت کا قیام چاہتے تھے۔ مولانا عبید اللہ سندھی، مولانا سید انور شاہ، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا مفتی کفایت اللہ، مولانا احمد علی لاہوری آپ کے نچلے شاگردوں میں سے ہیں۔ آپ ہی ہیں جنہوں نے شیخ الہند کا خطاب پایا۔^۳

۱۔ تذیبی حصے (ص ۵۶)

۲۔ تذکرہ مولانا غلام رسول قصوری (ص ۱۸۹-۱۹۰)

۳۔ میرۃ ثانی (ص ۱۲۰)

مولانا غلام رسول سرخسیر مقلد نے اپنی کتاب ”سرگزشت جہادین“ میں ”شیخ الہند کی تحریک آزادی“ کے عنوان کے تحت تقریباً گیارہ صفحات میں شیخ الہند اور آپ کے علاوہ حضرت مولانا عبید اللہ سندھی وغیرہ کے جہاد انکار ناموں کو بیان کیا ہے۔^۱

اور انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ:

مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی بائیانِ دارالعلوم دوح بند کا اصل مقصد و نصب العین بھی وہی تھا جو امیر الجہادین حضرت سید احمد شہید کا تھا۔^۲

اسی طرح انہوں نے شیخ الفخیر مولانا احمد علی لاہوری کو بھی ان لوگوں میں شمار کیا ہے جو جہادین کی اطاعت کرنے والوں میں سے تھے۔^۳

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی وفات پر جمعیت الہدیٰ کی مجلس عاملہ کا اجلاس مولانا داؤد خان نانوتوی کی زیر صدارت ہوا، جس میں یہ قرارداد منظور کی گئی کہ:

سرکزی جمعیت الہدیٰ سطرلی پاکستان کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے سانحہ ارتحال پر اپنے دلی رنج و افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ شاہ بخاری صاحب مرحوم نے انگریزی استعمار کے مقابلہ میں جس اولوالہجری اور ثبات قدم کا ثبوت دیا ہے وہ آج ہم میں سے ہر شخص خراجِ حقیقت حاصل کر رہا ہے، شاہ صاحب مرحوم نے تحریک خلافت سے لے کر تحریک تھلہ ختم نبوت تک جو عظیم الشان خدمات سرانجام دی ہیں، تو ہم کبھی انہیں فراموش نہیں کر سکتے۔ وہ جتنی کوئی اور اعلا جگہ اللہ میں برہنہ ہو کر رہے۔^۴

علامہ ازیں ۱۸۵۷ء سے ۱۹۴۷ء تک آزادی کے لیے جن جماعتوں نے حصہ لیا ان میں علمائے دوح بنڈہ سے شکست جماعتوں تحریک خلافت، تحریک احرار، جمعیت علماء ہند اور جمعیت علماء اسلام وغیرہ پیش پیش تھیں، جس کا اقرار مولانا ذرا احمد رحمانی وغیرہ علمائے غیر مقلدین نے بھی کیا

۱۔ سرگزشت جہادین (ص ۵۲۹-۵۳۰)

۲۔ ایضاً (ص ۵۳۱) ۳۔ ایضاً (ص ۵۹۵)

۴۔ بکلت روزہ، خلافت عام ۱۳۰۰ھ، ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ مطابق یکم خیر ۱۹۷۱ء، جلد ۱۳، ص ۱۰، بحوالہ مختصر

الہدیٰ، ۱۰، انگریز (ص ۲۴)

۱۔

نیز مشہور غیر مقلد عالم مولانا اسحاق علی ظہیر مرحوم نے تحریک آزادی ہند پر تبصرہ کرتے

۲۔ لکھا ہے:

”وہ عاقبتیں جنہوں نے تحریک آزادی ہند میں حصہ لیا ان میں وہابی تحریک کے
طاوہ جمعیت ملائے ہند، مجلس احرار، تحریک خلافت، مسلم لیگ، نئی پیش
مسلمانوں میں سے اور آزاد ہند فوج خاص ہندوؤں میں سے اور گاندھی کی
کاگر میں شامل ذکر ہیں۔“

الحاصل، خود ملائے غیر مقلدین کے ان مستند عبارات سے ثابت ہو گیا کہ فرقہ غیر مقلدین
اکابر کا نہایت وقار دار اور حاجی تھا، جبکہ اس کے برعکس ملائے وچ ہند انگریز کے سخت دشمن اور اس
کے خلاف جنگ آزادی کے ہر اول دہے میں شریک تھے۔

”غیر مقلدین“ اپنے اکابر کی نظر میں

غیر مقلدین ایک ایسے فرقے کا نام ہے کہ جس کا مقصد اہل سنت کو بدنام کرنا اور ان کے سلف
کے خلاف طعن و تشنیع کرنا ہے، چنانچہ ان کی ان بے اعتدالیوں کی وجہ سے خود ان کے اپنے
اکابرین بھی ان کے خلاف صدائے احتجاج بلند کیے بغیر نہ رہ سکے۔

مولانا عبدالاحد خانپوری، جو مولانا نذیر حسین دہلوی غیر مقلد کے شاگرد اور معتقد غیر مقلد
عالم ہیں، لکھتے ہیں:

اس زمانے کے جمہور نے اہل حدیث متبعین مخالفین سلف صالحین جو حقیقت
خانقاہ الرسول سے جا ملے ہیں وہ صفت میں وارث اور خلیفہ ہوئے ہیں وہ انصاف
کے بغیر جس طرح شیعہ پہلے زمانوں میں باب اور ولیز کفر و خفاق کے تھے اور
مدخل ملاحدہ و زنادق کے تھے اسلام کی طرف، اسی طرح یہ جا ملے مدخل
حدیث اس زمانہ میں باب اور ولیز اور مدخل ہیں ملاحدہ اور زنادق مخالفین کے
بیحد و بخل تشیع کے۔

۱۔ اہل حدیث اور سیاست (ص ۲۶۶) بحث روزہ و احکام اور (جلد ۱۴، شمارہ ۱۱، ص ۳)

۲۔ بیحد و بخل (ص ۶۶)

مقصود یہ ہے کہ رخصتوں میں ملاحدہ تشیع ظاہر کر کے حضرت علی اور حسینؑ کے حق کی غلو کے ساتھ تحریف کر کے سلف کو خاتم کہہ کر گالی دے دیں اور پھر جس قدر الحاد اور زندقہ پھیلائیں کچھ پر انہیں۔ اسی طرح ان جہال بدعتی کا ذہب الہل حدیثوں میں ایک دفعہ دفع یدین کرے اور عقیدہ کا ذکر سے اور سلف کو جنگ کرے مثل امام ابوحنیفہؒ کی جن کی امامت فی القلۃ اجماع امت کے ساتھ ثابت ہے اور پھر جس قدر کفر، بدعتی اور الحاد اور زندقہ حقیقت ان میں پھیلا دے بڑی خوشی سے قبول کرتے ہیں اور ایک ذرہ بھی انہیں نہیں ہوتے۔^۱

غیر مقلدین کے اکابر میں سے علامہ وحید الزمان غیر مقلد مترجم صحاح سے، اپنے "غیر مقلد" بھائیوں کی اس روش کا شکوہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

غیر مقلدوں کا گردہ جو اپنے تئیں اہل حدیث کہتے ہیں، انہوں نے ایسی آزادی اختیار کی ہے کہ مسائل ایمانی کی بھی پروا نہیں کرتے، نہ سلف صالحین، صحابہ اور تابعین کی قرآن کی تفسیر، صرف اہل سنت سے اپنی من مانی کر لیتے ہیں۔ حدیث شریف میں جو تفسیر آچکی ہے اس کو بھی نہیں سنتے۔ بعضے عوام اہل حدیث کا یہ حال ہے کہ انہوں نے صرف دفع یدین اور آئین ہالجر کو اہل حدیث ہونے کے لیے کافی سمجھا ہے۔ باقی اور آداب اور سنن اور اخلاق نبوی سے کچھ مطلب نہیں۔ نصیحت، جھوٹ افتر اسے پاک نہیں کرتے۔ انزہت، بندہ، رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیاء اللہ اور حضرات صوفیہ کے حق میں بے ادبی اور گستاخی کے کلمات زبان پر لاتے ہیں۔ اپنے سوا تمام مسلمانوں کو شرک اور کافر سمجھتے ہیں، بات بات میں ہر ایک کو شرک اور قبر پرست کہہ دیتے ہیں، شرک اکبر کو شرک اصغر سے تیز نہیں کرتے۔^۲

نیز علامہ وحید الزمان غیر مقلد ان نام نہاد اہل حدیث کی مختلف اقسام پر تنبیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

۱۔ التوحید والاعتقاد فی ردائل الحاد والبدع (ص ۲۶۲)

۲۔ ثلاث الحدیث (ج ۲، کتاب سنن، ص ۹۱)

بھنے اہل حدیث بظاہر تو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں مگر نکاح وقت کی نوٹاد سے حق باتوں کا اظہار نہیں کرتے۔ بھنے کیا کرتے ہیں کہ تفسیر قرآن میں صحابہ علیہ السلام اور سلف صالحین کا طریقہ چھوڑ کر نئے نئے معانی اور مطالب اپنی نواہل نفس کے موافق نکالتے ہیں، گویا ترک تقلید کے انہوں نے یہ معنی سمجھے ہیں کہ احادیث اور آثار صحابہ علیہ السلام اور تابعین کی تقلید بھی ضروری نہیں ہے، جس طرح چاہو قرآن کی تفسیر کر لو۔ بھنے اگلے لباسوں اور مجتہدین اور پیشوا یاہن دین پر بھیے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ ہیں، وطن و تحقیق کرتے ہیں۔ بھنے شرک و بدعت میں اتکا ٹھوکتے ہیں کہ معاذ اللہ جاوہ امتداد سے باہر ہو گئے ہیں۔ مسلمانوں کو ذرہ ذرہ سے مکروہ یا حرام کاموں کے ارتکاب پر کافر اور مشرک اور قہر پرست کہہ دیتے ہیں۔ یہی برائی ہے جو اس بھلائی میں ملی ہوئی ہے۔ بھنے اہل حدیث ایسے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کی تقلید سے بھاگے لیکن ان تہیہ اور ان قیم اور شوکانی اور مولوی اسماعیل صاحب دہلوی اور نواب صدیق حسن خان مرحوم کی تقلید اندھا دھند کرتے ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہے: *فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ اَشْفَاكًا يَصَوْنَهَا* (پاراش سے بھاگا اور پر تالے کے پچھے کھڑا ہو گیا)۔

بزرگ غیر مقلد عالم سولانا مہیدالہ آباد غزنوی مرحوم لکھتے ہیں:

اگر سے اس زمانہ میں ایک فرقہ نیا کھڑا ہوا ہے جو اجازت حدیث کا دعویٰ رکھتا ہے اور وہ حقیقت وہ لوگ اجازت حدیث سے کنارے ہیں، جو حدیثیں کہ سلف و خلف کے ہاں معمول بہا ہیں، ان کو دعویٰ ہی قدح اور کفر و جرح پر مردود کہہ دیتے ہیں اور صحابہ کے اقوال و افعال کو ایک بے طاقت سے قانون اور بے نور سے قول کے جب پیچیدگی دیتے ہیں اور ان پر اپنے یہود و خیالوں اور چار غلوں کو مقدم کرتے ہیں اور اپنا نام محقق رکھتے ہیں۔ حاشا کھلا اللہ کی قسم یہی لوگ ہیں جو شریعت نبویہ (کی حد بندی) کے نشان کو گراتے ہیں اور ملت حنیفہ کی بنیادوں کھینچتے ہیں

اور سنت مصطفیٰ کے نشانوں کو مٹاتے ہیں، احادیث مرفوعہ کو چھوڑ رکھا ہے اور متصل الانسار آمار کو پھینک دیا ہے اور ان کے دفع کرنے کے لیے دو میلہ جاتے ہیں کہ جن کے لیے کسی یقین کرنے والے کا شرح صدور نہیں ہوتا اور نہ کسی مؤمن کا سر اٹھتا ہے۔^۱

مولانا داؤد غزنوی مرحوم سابق امیر جمعیت اہل حدیث پاکستان کے صاحبزادے پروفیسر ابو بکر غزنوی "غیر مقلد" اپنے ایک مضمون "قادران کی ادائیگہ" میں لکھتے ہیں:

مجھے صاحب مولانا (ابوالکلام) آزاد کا اہل حدیثوں کے بارے میں وہ فقرہ یاد آیا:

ان پتھروں کو اگر میں ہزار برس بھی تراشتا رہوں تو ان سے انسان کا بچہ تو پیدا نہیں کر سکتا۔^۲

قارئین! "غیر مقلدین" کے اکابرین کے ان اقتباسات سے واضح ہو گیا کہ فرقہ غیر مقلدین (نام نہاد اہل حدیث) کا مقصد امت مسلمہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا اور اکابرین امت پر طعن و تشنیع کر کے حوام کو ان سے متنفر کرنا ہے، تاکہ حوام ان سے متنفر ہو کر اسلام کو بھی چھوڑ دیں۔

حافظ زہیر علی زئی غیر مقلد

حافظ زہیر علی زئی ساکن جہاد، ضلع ایک، بھی ان ہی غیر مقلدین میں سے ہیں جن کا تعارف اکابرین غیر مقلدین کی زبان سے کرایا گیا ہے۔ موصوف بھی اسی مشن پر گامزن ہیں جس کی نشاندہی اکابرین غیر مقلدین کے بیانات میں کی گئی ہے۔ فردوسی اور انقلابی مسائل میں انتہائی ظلوک اور بات بات میں ائمہ مجتہدین کو کذاب و متروک اور دیگر انتہائی نازیبا الفاظ سے مطعون کرنا موصوف کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ آخر انتاف اور بالخصوص اکابر علمائے دوح بندہ تشکیک کے ساتھ دشمنی ان کا شیوہ ہے۔

۱۔ (تذاتی علمائے حدیث) (ج ۷، ص ۸۰)

۲۔ قادران کا سطور ج ۱ نمبر ۲۶، سال ۱۹۸۶ء، ص ۱۰۷، آخر پتھر ص ۱/۲۶۹

طوائف دوح بندہ کی علمی خدمات

حالانکہ طوائف دوح بندہ کی دینی خدمات کا زمانہ منحرف ہے۔ خود غیر مقلدین کے اپنے علماء بھی طوائف دوح بندہ کی علمی خدمات کا اعتراف کرتے ہیں۔ مولانا محمد اسحاق علی غیر مقلد سابق امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان نے طوائف دوح بندہ اور اپنے فرقہ کی علمی خدمات کا موازنہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

ان (طوائف دوح بندہ) کی علمی خدمات نے انہیں اتنا ہی اونچا کیا ہے جتنا منافرات نے ہم کو نیچا دکھایا ہے اور ہم کو کھٹکھٹا کر دیا۔^۱
بزرگ غیر مقلد عالم مولانا عبدالباقار کھنڈیلہ فی ارکام فرماتے ہیں:
ان کتب صحاح ستہ کو چاروں مذہب کے علماء مانتے ہیں۔ پس اسی لیے ”دارالحدیث دوح بندہ“ میں ہمارے علماء احناف ان کتب صحاح ستہ کو پڑھتے پڑھاتے ہیں، اور اپنے قیادہ میں ان سے استدلال کرتے ہیں۔ پس کہاں ہیں وہ غشی بھائی جو ان کتب صحاح ستہ کو اہل حدیث و شافعیہ کی کتابیں مانتے ہیں، حالانکہ ان کتابوں کو عرب سے لانے والے اور پھیلانے والے یہی علماء احناف ہیں۔^۲

مشہور غیر مقلد مؤرخ مولانا امام خان نوشہروائی طوائف دوح بندہ کی دینی خدمات، بالخصوص خدمات حدیث کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ہر سہ عالیہ دوح بندہ جس کی شان آج ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ تمام عالم اسلام میں ممتاز ہے، اور جس میں ان افواہ حدیث کا تذکرہ مگوا:
ج گنت آید در ”حدیث“ دیگران

اس کے بانی جناب مولانا محمد کاسم صاحب نے شاہ عبدالغنی صاحب (حلف حضرت محمد اللہ) سے حدیث پڑھی، اور اعجازہ کر لکھی کہ دوح بندہ کا سلسلہ تھوحدیث

۱۔ (تاریخ تھوحدیہ (مسلوق))

۲۔ غلام اختلاف (ص ۹۹)

ایک طرف شیعہ کی پرفضا دوا میں بھیجیں، باہر تو دوسری طرف ساحلِ سندھ کے دوش پر ڈالیں (سورت) میں۔ ان دونوں سطحوں کے درمیانی حصہ میں قال رسول اللہ ﷺ کی کتنی مجلس قائم ہوں گی۔^۱

مولانا سجاد اللہ امرتسری غیر مقلد (جن کو زہیر علی زئی نے اپنا امام قرار دیا ہے) نے فرمایا کرتے تھے:

دوح بندہ کی سب سے اہم امتحان میرے لیے ہامیہ فقر میرے پاس موجود ہے۔^۲

زہیر علی زئی کے موصوفہ استاد مولانا محبت اللہ راشدی غیر مقلد، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کی مذاہبِ ہلالہ کے رد میں تصنیف کردہ کتب کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حق تعالیٰ دوح بندہ کی کتب فکر کے علمائے کرام میں مولانا محمد قاسم نانوتوی کی بھی چند کتب بیسائیت اور آریہ سانچ کے رد میں لکھی گئی ہیں، یا جو ان کے ساتھ مناظرے ہوئے ہیں وہ قلم بند کیے گئے ہیں۔ مولانا موسوی نے جو ان کے رد میں کتب لکھی ہیں وہ تو بلاشبہ نہایت مفید ہیں، جن کا تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے: (۱) سہارن شاہجہان پوری، (۲) قبلہ نما، (۳) تقریرِ دلپذیر، (۴) جوابِ ترکی تہری، وغیرہم۔ ساری ادارے پاس موجود ہیں۔^۳

زہیر علی زئی صاحب کو علمائے دوح بندہ جتنے سے نہ جانے کا ہے کا زیر ہے کہ علمائے دوح بندہ کی مخالفت پر کمر بستہ ہیں اور زہیر علی زئی ان مبارک مستحقوں کو اہل بدعت کے زمرہ میں شمار کرانے کے لیے اوجھار کھائے بیٹھے ہیں۔

ج بریں عقل و دانش پایہ گریست

علمائے دوح بندہ کے خلاف زہیر علی زئی کا مقصد

زہیر علی زئی کا علمائے اہل سنت و الجماعت دوح بندہ کے خلاف مقصد ملاحظہ کریں کہ انہوں

۱۔ تراجم علمائے حدیث (ص ۳۶)

۲۔ الحدیث (۳۲/۶)

۳۔ رسائلِ خانہ (ص ۹)

۴۔ مقالہ راشدیہ (۲۸/۱)

ذایب (تاپک لٹا ہے) "بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم"۔ اس کتابچہ میں انہوں نے اہل بدعت کے ان (۱۰) طریقوں (غیروا) کا ذکر کر کے بھائے سرف ملانے دوح بندہ پر (نمودہا) بکھڑا دیا ہے کہ:

ملانے دوح بندہ بدعتی ہیں اور ان کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔^۱
 یہ زلی کا ملانے حق پر افتراء ہے اور ان کے تعصب کا منہ بولنا ثبوت ہے۔ ورنہ خود ان نے اکابر نے صحرات دوح بندہ کے پیچھے نماز پڑھنا جائز قرار دیا ہے۔ چنانچہ غیر مقلدین کے کھٹا مسلم مولانا عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں:

اگر کوئی دوح بندی کے پیچھے نماز پڑھ لے تو ہو جائے گی۔^۲
 مولانا عبداللہ سید سہروردی غیر مقلد اپنے ایک فتویٰ میں فرماتے ہیں:
 دوح بندی دراصل سیدنا امام ابوحنیفہؒ کے مقلد ہیں، یہ کوئی الگ اور نیا مسلک نہیں ہے۔ دوح بندہ شمر (اظہار) میں اب بھی دینی مدرسہ ہے، جو طلباء وہاں سے فارغ ہوتے ہیں وہ فاضل کہلاتے ہیں، جو لوگ دوح بندہ ملانے کرام سے قطع رکھتے ہیں دوح بندی کہلاتے ہیں، یہ فرقہ خود کو حنفی مانتی کہلاتا ہے، ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھ لینی چاہیے۔^۳

غیر مقلدین کے جملہ "صحث دہلی" میں بھی دوح بندی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز قرار دیا گیا ہے۔^۴

اکابرین غیر مقلدین کے نزدیک اہل بدعت اور تمام باطل فرقوں کے پیچھے نماز جائز ہے

زیر مل زلی ملانے دوح بندہ کو بدعتی قرار دے کر لوگوں کو ان کی اقتداء میں نماز نہ پڑھنے کا فتویٰ صادر کر رہے ہیں، حالانکہ خود ان کے اپنے اکابرین کے نزدیک اہل بدعت کے پیچھے بھی

۱۔ بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم (ص ۳)

۲۔ فتاویٰ اہل حدیث (۱/۹۶)

۳۔ اہل حدیث ص ۳، (ج ۱۵، ش ۱۹)، فتاویٰ ملانے حدیث (۲/۲۲۵)

۴۔ صحث دہلی (ج ۹، ش ۸)، فتاویٰ ملانے حدیث (۲/۲۲۵، ۲۲۶)

مولانا مہداحوج غیر مقلد نے مولانا سرسری کے بارے میں لکھا تھا کہ:
 آپ نے فتویٰ دیا کہ مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز ہے اور آپ نے لاہوری
 مرزائیوں کے پیچھے نماز بھی پڑھی تھی۔^۱
 مولانا سرسری نے یہ بھی فتویٰ دیا تھا کہ:
 اجماعیت کی ہر ایک کے پیچھے نماز جائز ہے۔^۲
 نیز مولانا ثناء اللہ سرسری غیر مقلد نے ان تمام فرقوں کو جن کے اعتقادات کفری حد تک
 پہنچ چکے ہیں، ان کے اقتداء میں بھی نماز پڑھنے کو جائز قرار دیا ہے، مگر اس پر دلیل یہ ذکر کی ہے کہ:
 میں ارکان صلوٰۃ میں امام اور مقتدی کا تہا مانا ہوں مگر قیولیت اور عدم قیولیت
 میں ان دونوں کا کوئی تعلق نہیں سمجھتا۔ اس لیے جو شخص نماز کو فرض جان کر ارکان
 نماز ادا کرتا ہے، اس کے پیچھے اقتداء کرنا میں جائز جانتا ہوں۔ مگر اعتقادی فتویٰ کی
 وجہ سے امام کی نماز قبول نہ ہوتا ہم مقتدی کی قبول ہو جائے گی۔^۳
 غیر مقلد یں کے جملہ "اجماعیت سہ درہ" میں تو مشرک کے پیچھے بھی یہو مجبوری نماز پڑھنے
 کو جائز قرار دیا گیا ہے۔^۴

زیر صاحب! آپ دیم بند یوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کا شور مچا رہے ہیں، جبکہ آپ کے
 اکابر یں تو کافروں اور مشرکوں کے پیچھے بھی نماز جائز ہونے کے فتوے صادر کر رہے ہیں، اب
 آپ کا اپنے ان اکابر یں کے بارے میں کیا فتویٰ ہے؟
 تاہم یہ جب زیر ملی زنی غیر مقلد کے فرقہ کے نزدیک رالشی، خداجی، جمعی اور مرزائی
 وغیرہ سب اہل باطل اسلامی فرقوں میں شامل ہیں اور ان کی اقتداء میں نماز جائز ہے تو پھر ملی زنی کا
 طوائف دیم بند کے خلاف فتویٰ بازی کرنا محض جہالت اور تعصب نہیں تو کیا ہے؟

۱۔ فیصلہ تک (ص ۳۶) ۱۳۰۲ھ مہداحوج غیر مقلد

۲۔ اخبار اجماعیت سرسری (۲۳ ماہِ ربیع الثانی ۱۳۱۵ھ ص ۱۲)

۳۔ اخبار اجماعیت سرسری (۹ ستمبر ۱۳۲۶ھ) فتاویٰ طائے حدیث (۳۳/۲)

۴۔ فتاویٰ طائے حدیث (۳۳/۲)

زہیر ملی زئی کا بیہودہ دوا دینا

زہیر ملی زئی ایک طرف یہ فتویٰ صادر کرتے ہیں کہ ملائے دج بند، علیہ السلام، بدعتی ہیں اور ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، جبکہ دوسری طرف وہ یہ دوا دینا بھی کرتے ہیں کہ دج بندوں کے اسلاف نے اہل حدیث کے خلاف ”نَعْلَمُ الْفَسَادَ بِأَنْوَاعِ الْوَحْشِيَّةِ غَيْرِ الْفَسَادِ“ نامی رسالہ لکھ کر اہل حدیث کو سبھوں میں نماز میں پڑھنے سے منع کر دیا تھا۔^۱

اب سوال یہ ہے کہ اگر غیر مقلدین کی ملائے دج بند کے پیچھے نماز نہیں ہوتی تو پھر ان لوگوں کا دج بندی مساجد میں جانے کا مقصد سوائے شرارت اور تفسدِ فساد کے اور کیا ہو سکتا ہے؟

لہذا ایسے اہل شر سے مساجد کو پاک رکھنے کے لیے اگر کسی اہل علم نے مذکورہ بالا رسالہ لکھا ہے تو اس پر زہیر ملی زئی وغیرہ ”غیر مقلدین“ کو آمگ بگولہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور زہیر ملی زئی صاحب کی تسلی کے لیے یہ بھی عرض ہے کہ الحمد للہ! ملائے دج بندی مساجد نمازوں سے آہاد ہیں اور ان کی آبادی میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ اَللّٰهُمَّ زِدْهُمْ قُوَّةً۔

لہذا اگر غیر مقلدین کا ”جَزَاءُ بِغَنَةِ رَبِّكَ“ ملائے دج بندی مساجد میں نہ بھی آئے تو ان مساجد کی آبادی پر کوئی فرق نہیں پڑے گا، بلکہ ان کے نہ آنے میں ہی خیر ہے۔

زہیر ملی زئی صاحب نے ”بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم“ نامی رسالہ لکھ کر فضول اپنا وقت ضائع کیا ہے، کیونکہ ان کو کسی نے دج بندی مساجد میں آکر دج بندی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کی نہ دعوت دی ہے اور اور نہ ہی اس کی کوئی ضرورت ہے۔

علمائے دیوبند کا عقیدہ و مسلک

✚ علمائے دیوبند کے عقیدہ و مسلک پر اکابر غیر مقلدین کی گواہی

✚ علمائے دیوبند پر زبیر علی زئی کے التزامات کی حقیقت

فرق ”غیر مقلدین“ کے نزدیک بھی علمائے دوح بندہ **شیطان** اہل التوحید اور اہل السنّت ہیں

زہریلی زئی نے اگرچہ قصب اور جہالت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اہل حق کی مبارک جماعت علمائے دوح بندہ کو اہل السنّت والجماعت سے خارج کرنے کی سعی لا حاصل کی ہے، لیکن ان کے اکابر دوح بندہ میں کو اہل التوحید اور اہل السنّت والجماعت ہی سمجھتے ہیں۔ مثلاً غیر مقلدین کے محاضر اسلام مولانا شاہ عبدالعزیز فیہر مقلد (جن کو اہل زئی اپنا امام قرار دے چکے ہیں، جیسا کہ پہلے بحوالہ مگز را ہے) اور ان کے دوسرے راست مولانا عبداللہ جانی غیر مقلد سابق ناظم تبلیغ ”جماعت اہل حدیث پنجاب“ نے دوح بندہ میں کو برا حقائق اہل توحید قرار دیا ہے۔^۱

مولانا ہار شاہ اہل اثری غیر مقلد (جن کو خود زہریلی زئی نے پاکستان کے مشہور محقق اور اہل حدیث کے نامور عالم قرار دیا ہے)^۲ نے امام اہل سنّت، ترجمان علمائے دوح بندہ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفوری دوقات پر مولانا زابد الراشدی کے نام اپنے ایک فتویٰ خط میں لکھا ہے:

حضرت کے اعتقاد کا مصدر آپ کا اہل خانہ کا، اور احباب و متوسلین نصرۃ و علوم کا ہی نہیں، بلکہ تمام اہل توحید کا مصدر ہے۔^۳

اسی طرح مولانا عبداللہ روچڑی (م ۱۹۶۳ء)، جو غیر مقلدین کے محدث اعظم کہلائے جاتے ہیں، مولانا حسین خالوی، مولانا عبداللہ مبارکپوری وغیرہ علمائے غیر مقلدین ان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ خصوصاً اپنے ایک فتویٰ میں لکھتے ہیں:

احکام دوح بندی اہل السنّت میں شامل ہیں۔^۴

۱۔ اہل اندازہ دی کا کتاب (ص ۴۹)

۲۔ رسائل ثنائیہ (ص ۴۷، ۴۸)

۳۔ ماہنامہ الحدیث (ش ۱۷، ص ۱۳)

۴۔ ماہنامہ البشیر، گورنمنٹ (امام اہل سنّت نمبر ص ۸۰۳)

۵۔ فتاویٰ اہل حدیث (۱۸/۱)

۶۔ ایضاً (۶/۱)

مولانا شامشاہ اسقر سنی غیر مقلد نے بھی علمائے دوح بندہ کو اہل سنت میں سے قرار دیا ہے۔^۱
الحمد للہ! علمائے غیر مقلدین کی زبان سے بھی دوح بندہ میں کا اہل التوحید اور اہل السنۃ
والجماعت ہونا ثابت ہو گیا۔

ع وَالْفَضْلُ مَا خِفْتُ بِهٖ الْاُفْعَادُ

لیکن علی زئی وغیرہ جیسے اہل حدیثوں کو تو ان کے اپنے اکابرین بھی سمجھتے اور بدعتی اہل
حدیث قرار دیتے ہیں، جیسا کہ تحصیل مگز رہی ہے۔ اب ان کا کیا ہے گا؟
علمائے دوح بندہ کے اصول و عقائد کا اگر غیر مقلدین کی نظر میں
زہیر علی زئی نے اہل السنۃ والجماعت دوح بندہ اور غیر مقلدین (نام نہاد اہل حدیث) کے
درمیان اختلاف کی بنیادی وجہ یہ بیان کی ہے کہ:

ہمارے اور دوح بندہ میں کے عقائد و اصول میں فرق ہے۔^۲

نیز زہیر علی زئی نے علمائے دوح بندہ کے عقائد کو خطرناک قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ:
ان کی بدعت شدید اور خطرناک ہے۔^۳

لیکن اس کے برعکس ان کے اکابر کا نظریہ عقیدہ یہ ہے کہ علمائے دوح بندہ کے عقائد و اصول
قرآن و حدیث سے لیے گئے ہیں۔

مشہور غیر مقلد مولانا محمد جواد گزنی (۱۳۶۰ھ) لکھتے ہیں:

ملک ہند کے سنی مسلمانوں کے ۱۱ بڑے بڑے فریق یعنی سنی اور اہل حدیث تو
متفق ہو جائیں جو اصول و اقرب و قریب ایک ہیں، اس البتہ بعض فروعات میں
اختلاف ہے۔^۴

حبیب علی زئی صاحب (جو حضرات علمائے دوح بندہ کو سنی ماننے کے لیے بھی تیار نہیں ہیں)^۵

۱۔ لادنی علمائے حدیث (۹/۱۳)

۲۔ ماہنامہ المدینہ (۳۳/۳۶۳)

۳۔ بدعتی کے پیچھے ناز کا عزم (ص ۱۳)

۴۔ وہاں بھری (ص ۲)

۵۔ اسیں نواز زوی کا مقابلہ (ص ۲۹)

کی قہلی کے لیے عرض ہے کہ الحمد للہ حضرات دہ بندی کے خفی ہیں۔ چنانچہ غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا شامانہ امرتسری طائفہ دہ بندیہ کو احناف میں شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

دہ بندی خفی کی تعریف یہ کی جاتی ہے کہ جو شخص مسائل فقہیہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا پیرو ہو، کتب فقہ کے علاوہ کسی قسم کے رسم و رواج کو داخل مذہب نہ سمجھے۔^۱
مولانا امرتسری نے یہ بھی لکھا ہے کہ:

دہ بندی گروہ علم فقہ اور اس کے لوازم کے علاوہ علم حدیث و تفسیر میں تو غفل رکھتا ہے، اسی لیے انہوں نے خفی مذہب کو، جو رسوم کلی سے آلودہ ہو رہا تھا، رسوم شرعیہ بدعتیہ سے بخار کر خالص خفی مذہب کی شکل میں دکھانے کی کوشش کی، یعنی دہ بندی چونکہ خفی مقلد ہیں، اس لیے وہ مذہب خفی وہی پیش کرتے ہیں جو مذہب فقہ خفی میں ملتا ہے۔ نہ وہ جس میں رسوم شکل اور آباء و اجداد کی مکتبی ہیں۔^۲
مولانا محمد اسماعیل سہتی غیر مقلد لکھتے ہیں:

دہ بندی تاہیں (بنیاداً) حقیقہ خالص کی اشاعت کے لیے عمل میں آئی۔^۳

ج وَالْفَضْلُ مَا شَهِدْتُ بِهِ أَفْعَادًا

مولانا عبدالبارک کھنڈیلوی (م ۱۳۸۴ھ)، جو ایک مقتدر غیر مقلد عالم ہیں، اور مولانا عطاء اللہ حنیف (جن کو زہریلی زئی اپنا استاد قرار دیتے ہیں) اور دیگر مشاہیر ملائے غیر مقلدین کے استاد ہیں) فرماتے ہیں:

جاننا چاہیے کہ ہمارے نزدیک جب تک کوئی شخص ہر اکل تو حید: أَفْضَلُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَفْضَلُ أَنْ تُعْبَدَ رُسُلُ اللَّهِ نہ پڑھے گا وہ مسلمان نہیں، کیونکہ اسلام میں جہاں اقرار تو حید الہی ضروری ہے وہاں اقرار رسالت محمد ﷺ بھی ضروری اور لازمی امر ہے۔ اور جیسے وجود پاری کا ماننا ضروری ہے ویسے ہی

۱۔ ملاحم، ج ۱ (ص ۵۶)

۲۔ لادنی ملائے حدیث (۱۰/۱۲)

۳۔ ترکیب آذوقہ لکھنؤ (ص ۱۵۵)

۴۔ اقل الخیرین (ص ۵۴)

اس کی جملہ صفات شونہ و سلطیہ کا اقرار بھی لازمی امر ہے، اور اس کی جملہ صفات کملہ خصوصہ میں کوئی مخلوق اس کی سبیم و شریک نہیں۔ چاہے وہ مخلوق نئی ہو یا دلی یا دیوی ہو یا پری اور اس کی ذات ساتوں آسمانوں کے اوپر عرشِ عظیم پر ہے۔ تاہم اس کا ظم ہر جگہ ہے۔ وہ سب کو دیکھتا ہے اور سب کی باتیں سنتا ہے۔ یہاں تک کہ چوٹی کی ہر کی آہٹ بھی سنتا ہے۔ اس کی قدرت و سطوت ہر ایک چیز پر ہے۔ وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔ اور جو چاہے گا سو کرے گا اور جو چاہا سو کیا۔ عبادت و بندگی اسی ذاتِ واحد کے لیے ہے۔ اسی اپنے بندوں کی حاجتیں پوری کرتا ہے۔ وہی نفع نقصان کا مالک ہے۔ جو شخص خدائی صفات خصوصہ کو کسی نئی، دلی یا دیوی پر ہی جس خیال و اعتقاد کرے گا، وہ ہمارے نزدیک مشرک ہے۔ ہم تمام صفاتِ خدائے تعالیٰ کو جو قرآن و حدیث سے ثابت ہیں، بلا کیف و بلا تشبیہ و بلا تاویل و تعطیلِ حلیم کرتے ہیں اور ان پر ایمان و اعتقاد رکھتے ہیں، جیسے: **سَمِعَ وَنَصَرَ وَهَدَىٰ وَلَهُمْ وَجْهٌ مُّشْكٍ وَنُفُوسٌ وَغَيْرُهُ**۔ اور قریب قریب یہی اعتقاد روحِ بندگی حضرات کا ہے۔

نیز ان مذکورہ مسائل کے بارے میں لکھتے ہیں:

واقعہ یہ ہے کہ اہل حدیث کے جملہ عقائد ہی ہیں جو بطریق صحیح شیعہ مسند قوی دلائل قرآن و حدیث سے اخذ ہیں۔^۲

پس جب بقول مولانا مکتبہ طبعی اہل حدیث کے جملہ عقائد قرآن وحدیث سے مانوڑ ہیں اور وہ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ حضرات علمائے دوح بند کے عقائد بھی یہی ہیں تو معلوم ہوا کہ غرور غیر مقلدین کے نزدیک علمائے دوح بند کے عقائد بھی قرآن وحدیث سے مانوڑ ہیں۔ لہذا زہری علی زلی صاحب کا ان عقائد کو خطرناک اور شدید بدعت قرار دینا دراصل بقول اپنے اکابر: قرآن وحدیث بر طعن کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت نصیب فرمائے آمین۔

۱۔ (۱۴/۱۱)

(10/1/2017)

علمائے دہلی ہند پر زہرِ ملی زہی کے اثرات

زہرِ ملی زہی صاحب نے اپنے زم کے مطابق جن عقائد کو ذکر کر کے علمائے دہلی ہند کے عقائد دہلی ہندیہ کو اہل السنّت والجماعت سے خارج کر کے اہل بدعت میں داخل کیا، وہ ان کے الفاظ میں یہ ہیں:

- (۱) عقیدہ وحدت الوجود، (۲) امکان نظیر، (۳) امکان کذب، (۴) فیر اللہ سے استمداد، (۵) ہمہ و سرچہ کی سوانقت، (۶) اکابر ہستی اور غلو، (۷) گستاخیاں، (۸) اندھی تقلید، (۹) اہل حدیث سے بغض، (۱۰) ختم نبوت پر انکار، (۱۱) گمراہی کی طرف اعلان دعوت، (۱۲) انکار حدیث، (۱۳) نماز بھی خلاف سنت، (۱۴) قرآن وحدیث کی تلاوت بطریق اور تحریکات^۱

زہرِ ملی زہی جس طرح دین اسلام سے جا مل ہیں ایسے ہی اپنے مسلک سے بھی ناواقف ہیں، اور انہیں اپنے گمراہی کی خبر نہیں کہ وہ جو عقائد علمائے دہلی ہند کی طرف منسوب کر رہے ہیں وہی عقائد، بلکہ ان سے بڑھ کر خود ان کے اپنے اکابر میں جوی آب و تاب سے موجود ہیں۔

غیر کی آنکھ کا سچا تھ کر آتا ہے نظر

دیکھ غافل اپنی آنکھ کا ذرا ہستیر بھی

زہرِ ملی زہی کے مذکورہ اثرات کی حقیقت، علمائے دہلی ہند کا موقف اور خود زہرِ ملی زہی کے اپنے اکابر غیر مقلدین کی تصریحات اگلے صفحات میں ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ دہلی کے چچے نواز کاظم: اہل سلسلہ حدیث، صفحہ ۷۰ وغیرہ

علمائے دیوبند پر زکی کا پہلا التزام: عقیدہ وحدت الوجود

✦ وحدۃ الوجود کا مفہوم

✦ وحدۃ الوجود سے متعلق اکابرین دیوبند کی عبارات کی وضاحت

✦ وحدۃ الوجود اور غیر مقلدین

✦ وحدۃ الوجود کے سرخیل ابن عربی محدثین کی نظر میں

✦ ابن عربی اور غیر مقلدین

(۱)

عقیدہ وحدت الوجود

زہیر علی زئی کی طرف سے طلائے دوح بندہ پر لگائے جانے والے الزامات میں پہلا عنوان ”وحدت الوجود“ ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ زہیر علی زئی کے الزام کے جواب سے پہلے طلائے دوح بندہ کے ہاں ”وحدت الوجود“ کا مفہوم بیان کیا جائے۔

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم ”عقیدہ وحدت الوجود“ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وحدت الوجود“ کا صحیح مطلب یہ ہے کہ اس کائنات میں حقیقی اور مکمل وجود صرف ذات باری تعالیٰ کا ہے، اس کے سوا ہر وجود بے ثبات، فانی اور نامکمل ہے۔ ایک تو اس لیے کہ وہ ایک ناپاک دن فنا ہو جائے گا، دوسرے اس لیے کہ ہر شے اپنے وجود میں ذات باری تعالیٰ کی محتاج ہے، لہذا اشیاء ہمیں اس کائنات میں نظر آتی ہیں، انہیں اگرچہ وجود حاصل ہے، لیکن اللہ کے وجود کے سامنے اس وجود کی کوئی حقیقت نہیں، اس لیے وہ کالعدم ہے۔

اس کی نظیر میں مجھے جیسے دن کے وقت آسمان پر سورج کے موجود ہونے کی وجہ سے ستارے نظر نہیں آتے، وہ اگرچہ موجود ہیں لیکن سورج کا وجود ان پر اس طرح غلبہ ہو جاتا ہے کہ ان کا وجود نظر نہیں آتا، اسی طرح جس شخص کو اللہ نے حقیقت شناس لگا دی ہے وہ جب اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کے وجود کی معرفت حاصل کرتا ہے تو تمام وجود اسے بچھا مانے، بلکہ کالعدم نظر آتے ہیں۔ بقول حضرت ہزاد بکھٹو:

جب مہر نمایاں ہوا سب چھپ گئے تارے
تو مجھ کو بھری بزم میں تھا نظر آجٹا

۱۔ (نہال عثمانی (۶۶/۱)، بطور تفسیر حارف القرآن، کراچی)

مسئلہ وحدت الوجود کا صحیح مفہوم ملاحظہ کر لینے کے بعد اب ذہیر علی زئی نے علمائے دوحہ بند کو ۱۹۸۱ء کے لیے اس کا جو قلمی مفہوم بیان کیا ہے وہ ملاحظہ کریں۔

چنانچہ ذہیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

دوحہ بندی حضرات اس وحدت الوجود کے قائل ہیں جس میں خالق و مخلوق، عابد و معبود اور خدا و بندے کے درمیان فرق مٹا دیا جاتا ہے۔^۱

حالانکہ یہ ذہیر علی زئی کا تعصب یا تعامل عارفانہ ہے کہ ”وحدت الوجود“ میں خالق و مخلوق اور عابد و معبود میں فرق نہیں رہتا۔ ہم ماقبل حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کے حوالے سے علمائے دوحہ بند کا وحدت الوجود کے حلقی موقف بیان کر چکے ہیں کہ اس میں خالق و مخلوق میں فرق مٹا نہیں دیا جاتا، بلکہ اس میں خالق کے وجود کے مقابلے میں مخلوق کے وجود کو کالعدم سمجھا جاتا ہے۔ جس شخص کو کالعدم اور کالعدم میں فرق معلوم نہ ہو اس کو علمائے دوحہ بند پر اعتراض کرنے کی بجائے اپنی جہالت پر ماتم کرنا چاہیے۔

اور پھر علی زئی کی بے انصافی ملاحظہ کریں کہ وہ وحدت الوجود کی وجہ سے علمائے دوحہ بند پر تنقید کر رہے ہیں، لیکن علمائے دوحہ بند نے اس کا جو مفہوم بیان کیا ہے اس کو نقل کرنے کی بجائے انہوں نے اپنی مرضی کی دو اردو کلمات سے اس کا مفہوم نقل کر کے یہ دعویٰ کر دیا کہ علمائے دوحہ بند کا وحدت الوجود سے متعلق یہ موقف ہے۔ اور دلچسپ بات یہ ہے کہ انہوں نے ان کلمات سے وحدت الوجود کا جو مفہوم نقل کیا ہے اس سے بھی ان کا منہ مانتا ہی نہیں ہوتا، کیونکہ ان کا دعویٰ ہے کہ علمائے دوحہ بند خالق و مخلوق کے وجود کو ایک سمجھتے ہیں، جبکہ انہوں نے اس کا جو مفہوم نقل کیا ہے اس میں ہے کہ تمام موجودات کو اللہ تعالیٰ کا وجود خیالی کرنا اور اس کے وجود کو محض اعتباری سمجھنا۔ اب اس مفہوم سے یہ کیسے لازماً آ گیا کہ وحدت الوجود میں خالق و مخلوق کے درمیان فرق مٹا دیا جاتا ہے۔ کیونکہ اگر اس کا یہ مطلب ہے تو پھر خالق کے وجود کے مقابلے میں مخلوق کے وجود کو محض خیالی سمجھنا، چہ معنی دار؟

ذہیر علی زئی کو چاہیے کہ وہ علمائے دوحہ بندی فکر کرنی چھوڑیں، اور اپنے مسلک کی خبر لیں، اس لیے کہ وہ جس عقیدہ وحدت الوجود کو قلمبند کر رہے ہیں اسی عقیدہ کے خود ان کے اپنے

۱۔ دینی کے پیچھے لازم کا حکم (ص ۱۵)

اکابر بھی قائل ہیں اور اس کو قرآن وحدیث سے ماخوذ مانتے ہیں۔

عقیدہ ”وحدت الوجود“ اور غیر مقلدین

چنانچہ کئی نامور علمائے غیر مقلدین نے عقیدہ ”وحدت الوجود“ کے صحیح ہونے کی تصریح کی ہے۔ مثلاً نامور غیر مقلد عالم وادیب مولانا محمد حنیف ندویؒ نے ”وحدت الوجود“ کے قائلین علماء کے موقف کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

یہ حضرات جب وحدت الوجود کا فقرہ مستانہ بلند کرتے ہیں تو ان کا مطلب کسی فلسفہ کا اثبات نہیں ہوتا۔ ان کی غرض دعائیت یہ ہوتی ہے کہ بجز اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کے اور کوئی شے حسن و جمال کے وصف سے متصف نہیں ہے اور یہ کہ ان کی محبت اور ان کا اللہ تعالیٰ سے تعلق خاطر تصور غیر کو کسی عزائم سے برداشت کرنے کے لیے آمادہ نہیں۔ یہ دیانتداری کے ساتھ محسوس کرتے ہیں کہ اس علم رنگ و بھکت اور مشرق پرورشیدہ میں سن اور نگہار و دلقا و جی اور زنگارگی مسخ ازل ہی کی تجلیات کا نہ تو اور انکسار ہے۔ ورنہ ان کی اپنی طبیعت، اپنا حراج اور فطرت ہرگز اس لائق نہیں کہ محبوبی کے ان خصوصوں کو مسخ و جوہر نمایاں کر سکے۔ ان کے ہاں شخصیت کا تصور بیکسر مفقود ہے۔ انا کی تصور اور چند اقلیمی عائب ہے۔ ان کا مشاہدہ یہ ہے کہ جو شخص جس حد تک اپنی خالی دھندہ ”انا“ کو اس کی سرمدی اور غیر محدود ”انا“ میں گم کر دینے کی کوشش کرے گا، اسی حد تک وہ زندگی، امارت و اور روشنی سے بہرہ مندی حاصل کر سکے گا۔ اس سلسلے میں ان لوگوں کی عبادتوں سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے جس سے طول و اتحاد کی برآتی ہے۔ کیونکہ یہ خود بھی ان سطحیات کو در خواستہ نہیں جانتے۔ ان سے ان کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ الفاظ و بیانیہ بیان کی مجبور یوں کے باوجود اپنی واردات محبت کی تشریح کریں اور یہ بتائیں کہ عاشق و محبت کی وادی پر شوق میں ایک مقام ایسا بھی آتا ہے کہ جہاں سالک اپنی ذات کو بھول جاتا ہے اور اس کی وسیع و بیکراں ذات میں جذب ہو جاتا ہے۔ ان اصحاب حال حضرات کی عبادتوں میں مطلق و فحہ کے تقاضوں کے مطابق معانی و مطالب و اصول نامہست ہے۔ یہاں تو ذوق و ذہان کی رہنمائی ہی

میں آ کے بڑھا مفید ہو سکے گا۔ ولیم جمز (William James) نے اس ضمن میں کئی اچھی بات کہی ہے: اگر کوئی شخص ایسے کان نہیں رکھتا جو خود آپہنگ کے لطائف سے آشنا ہوں اور ہیسا تاثر پذیر دل نہیں رکھتا جس نے احوال و احوال کی لذتوں کو کبھی نہ آزمایا، یا پچھا ہو تو ایسی صورت میں یہ توقع رکھنا کہ یہ شخص مستقبل کی سحر آفرینوں کو سمجھ سکے گا، یا قلب و ذہن کی سرستیں میں علم و عرفان کی جنگ پائے گا، قطعی فاصل ہے۔^۱

غیر مقلدین کے محدث اعظم مولانا عبدالحق دہلوی (م ۱۹۶۳ء) بھی ”مقید و وحدت الوجود“ اور ”مقید و وحدت الوجود“ کو صحیح قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

توحید حالی ”وحدت الوجود“ ہے اور توحید الہی ”وحدۃ الوجود“ ہے۔ یہ اصطلاحات زیادہ تر متاخرین صوفیاء (ابن عربی وغیرہ) کی کتب میں پائی جاتی ہیں، حقدہن کی کتب میں نہیں۔ اس مراد ان کی گنج ہے۔ توحید ایمانی اور توحید

۱۔ مقلدہن کن حقیقہ (ص ۳۰۶-۳۰۷)

۲۔ مذکورہ بالا بیان میں مولانا دہلوی ”وحدت الوجود“ سے حقیقہن عربی کی رائے اور مراد کو صحیح قرار دے رہے ہیں، جبکہ سرفراز زہریلی زنی پہلے یہ اعتراف کر چکے ہیں کہ ان کے مطالعے و بحث کن عربی والے مقید و وحدت الوجود کے بڑی شہرہ سے قائل تھے۔ (الحدیث ۳۹/۲۶)

لینن جب راقم الحروف نے ان کی کتاب ”ذہنی کے پیچھے نماز کا حکم“ کے جواب میں مولانا دہلوی کی مذکورہ بالا ملامت نقل کی تو زہریلی نے حسب عادت اپنے اس موقف کو یکسخت بدل دیا اور یہ کہا شروع کر دیا کہ:

مولانا دہلوی صاحب جاوید کے ارے سے جس وحدت الوجود کو ”عربوں کی گنج ہے“ قرار دے رہے ہیں وہ وہیں جہاں جہاں کا حقیقہ ہے۔ (الحدیث ۵۳/۲۹)

انہما ذکر میں کہ زہریلی زنی دہلوی کو یہ حق ثابت کرنے کے جنون میں کہ طرح تھا ہاں کھاد ہے ہیں، ابھی وہ کہتے ہیں کہ دہلوی کن عربی والے مقید و وحدت الوجود کے قائل ہیں، اور ابھی یہ راگ لاپ رہے ہیں کہ دہلوی کا ”وحدت الوجود“ سے حقیقہن عربی کن عربی والے وحدت الوجود سے تلف ہے۔

اب کن کی ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات سچ ہے اور کوئی بات جھوٹ ہے، اس کا فیصلہ وہ خود کر لیں۔ لیکن:

عہدہ زہریلی کا خدا کو دیکھ کر

علمی تو ظاہر ہے، تو حید حالی کا ذکر اس حدیث میں ہے: **أَنْ فَتَعِدَ اللَّهُ مَخَافَكَ**
فَرَأَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ فَرَأَاهُ فَلْيَلَهُ بِرَأَاهُ۔ یعنی: خدا کی اس طرح عبادت کر گویا
 کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے۔ یہ حالت چونکہ اکثر طور پر ریاضت اور عبادت سے تعلق
 رکھتی ہے اس لیے یہ عقل سے سمجھنے کی شے نہیں، ہاں اس کی مثال عاشق و معشوق
 سے دی جاتی ہے۔ عاشق جس پر معشوق کا تخیل اتنا غالب ہوتا ہے کہ تمام اشیاء
 اس کی نظر میں کالعدم ہوتی ہیں، اگر دوسری شے کا خدشہ اس کے سامنے آتا ہے تو
 محبوب کا خیال اس کے دیکھنے سے غائب ہو جاتا ہے، گویا ہر جگہ اس کو محبوب ہی
 محبوب نظر آتا ہے۔ خاص کر خدا کی ذات سے کسی کو مشتق ہو جانے تو چونکہ تمام
 اشیاء اور آثار اور صفات کا مظہر ہیں اس لیے خدائی عاشق پر اس حالت کا زیادہ
 اثر ہوتا ہے، یہاں تک کہ ہر شے سے اس کو خدا نظر آتا ہے، وہ شے نظر نہیں آتی۔
 جیسے شیشہ دیکھنے کے وقت چہرے پر نظر پڑتی ہے نہ کہ شیشہ پر..... الخ۔

اور تو میدانی (یعنی وحدۃ الوجود) کا صحیح مفہوم جان کرتے ہوئے سلا تار و پری کہتے ہیں:
 صحیح راستہ اس میں یہ ہے کہ اگر اس کا مطلب یہ سمجھا جائے کہ سوائے خدا کے کوئی
 شے حقیقتاً موجود نہیں، اور جو کچھ نظر آ رہا ہے یہ محض توہمات ہیں، جیسے ”سوسطانیہ
 فرقہ“ کہتا ہے کہ آگ کی گرمی اور پانی کی برودت وہی اور خیالی چیز ہے تو یہ
 سراسر گمراہی ہے۔ اور اگر اس کا یہ مطلب ہے کہ یہ موجودہ انسانی ایجادات کی
 طرح نہیں کہ انسان کے فنا ہونے کے بعد بھی باقی رہتی ہیں بلکہ ان کا یہ وجود خدا
 کے سہارے پر ہے، مگر ادھر سے تعلق فرض کیا جائے تو ان کا کوئی وجود نہیں۔
 تو یہ مطلب صحیح ہے، اس کی مثال ایسی ہے جیسے بجلی کا کرنٹ (برقی رو) تقوس
 کے لیے ہے۔ گویا حقیقت میں اس وقت بھی ہر شے قافی ہے مگر ایک علمی رنگ
 میں اس کو کہتا ہے اور ایک حقیقت کا سامنے آتا ہے۔ علمی رنگ میں تو سمجھنے والے
 بہت ہیں مگر حقیقت کا اس طرح سامنے آتا ہے جیسے آنکھوں سے کوئی شے دیکھی
 جاتی ہے، یہ خاص درباب بصیرت کا حصہ ہے۔ گویا قیامت والی ناک اس وقت ان

کے سامنے ہے۔ جس آیت کریمہ: **ثُمَّ لَمْ يَخُفْ وَلَا وَجْهًا** ان کے حق میں مقلد ہے نہ اوجہار۔^۱

اکثر شفیق الرحمان زیدی غیر مقلد نے نامور غیر مقلد مناظر پر و غیر عبداللہ بہادر پوری غیر مقلد کے حوالے سے لکھا ہے:

مہاں غریب حسین (جو غیر مقلدین کے شیخ النکل ہیں، باقی) اور ان کے شاگرد سب صوف کے قائل تھے، کوئی احمدہ الوجود کا شکار ہے اور کوئی احمدہ الشہود کا۔^۲
غیر مقلدین کے دیگر اکابرین نواب صدیق حسن خان، علامہ وحید الرحمان اور مولانا شاہ اہمہ قسری وغیرہ بھی عقیدہ وحدت الوجود کو درست و صواب قرار دیتے ہیں۔^۳
علامہ ازہر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے بھی ”وحدت الوجود“ کو صحیح قرار دیا ہے، چنانچہ موصوف لکھتے ہیں:

مسئلہ وحدت وجود حق ہے اور مطابق واقع ہے۔ اس واسطے کہ دلائل عقیدہ دیکھنے سے یہ ثابت ہے۔^۴

داخیج رہے کہ ہم نے حضرت شاہ صاحبؒ کے اس فتویٰ کو مطالعے غیر مقلدین کے اقوال کے ضمن میں اس لیے ذکر کیا ہے کیونکہ غیر مقلدین شاہ صاحبؒ کو ائمہ دین اور غیر مقلد قرار دیتے ہیں۔^۵

نیز خود مسخر زہیر علی زئی نے اپنی سند حدیث (جس کی ایک کڑی حضرت شاہ صاحبؒ ہیں) کو تصدیق بالحدیث کے طور پر ذکر کیا ہے، چنانچہ علی زئی، فیض الرحمان ثوری غیر مقلد کے حالات میں ”تصدیق حدیث“ کا عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں:

۱۔ تہذیب الہدایت (۱۵۵، ۱۵۴، ۱۵۳/۲)

۲۔ اہل حق کے لیے لکھنویہ (ص ۱۳)

۳۔ التاج المکمل (ص ۹۰)، حقیقۃ القوس (ص ۶۶) کا مطالعہ اب صدیقی: ہدیۃ الہدی (ص ۵۰، ۵۱)

۴۔ للسلامۃ، وحید الرحمان: تہذیب ثانیہ (۳۳۳/۱)

۵۔ تہذیب حق زہیر علی مسخر (ص ۱۳۷، ۱۳۸)

۶۔ خطا دیکھتے غیر مقلدین کی صفحہ ۱ کتاب ”تراجم مطالعے ائمہ دین“ (ص ۳۹-۶۲)

آپ نے مجھے سب حدیث اور اس کی اجازت اپنے دھوکے ساتھ ۱۴ صفر ۱۴۰۸ھ کو مرحمت فرمائی۔ آپ سولانا پور تائب عبدالنواب المسلمانی رحمہ اللہ اور وہ سیدنا پر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں۔^۱
جب کہ سیدنا پر حسین، حضرت شاہ اسماعیل دہلوی سے اور وہ حضرت شاہ عبدالعزیز سے روایت کرتے ہیں۔

نیز علی زئی نے بدیع الدین شاہ راشدی کے تذکرہ میں بھی تصریح کی ہے کہ آپ نے اپنے دھوکے ساتھ مجھے اجازت حدیث مطافرمائی، مادہ بکھر نکلا ہے کہ:
بدیع الدین شاہ شاہ، اللہ امر تسری سے، وہ مذہب حسین دہلوی سے، وہ محمد اسماعیل دہلوی سے، وہ شاہ عبدالعزیز دہلوی اور وہ شاہ ولی اللہ دہلوی سے روایت کرتے ہیں۔^۲

اس طرح حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی زئی کے بالواسطہ استاذ اور ان کی اس سند حدیث کا ایک واسطہ ہیں کہ جس کو علی زئی تصدیق و نصرت سے یاد کر رہے ہیں۔
اب جس شخص کی سب حدیث کو علی زئی اپنے لیے اللہ تعالیٰ کی ایک نصرت قرار دے رہے ہیں، وہ بھی ”وحدت الوجود“ کو حق کہہ رہے ہیں، لہذا علی زئی کا ”وحدت الوجود“ کو شرک اور بدعت کہنا دراصل حضرت شاہ عبدالعزیز کو شرک اور بدعتی قرار دینے کے مترادف ہے، مادہ بکھر اس سے خود علی زئی کا بھی شرک اور بدعتی ہونا لازم آتا ہے، کیونکہ شرک اور بدعتی کو اللہ کی نصرت قرار دینے والا خود سب سے بڑا شرک اور بدعتی ہے، لہذا علی زئی نے مٹائے دج بند کو بدعتی ثابت کرنے کے لیے جو جہال بچھا یا تھا اس میں وہ خود بچس گئے ہیں۔

ج لو آپ اپنے دام میں مبتلا آ گیا

الاملا علی زئی کا اپنے اکابرین، جو بڑے شہداء کے ساتھ عقیدہ وحدت الوجود کو صحیح قرار دے رہے ہیں، کو چھوڑ کر مٹائے دج بند پر طعن زنی کرنا اور اس کا غلط مطلب بیان کرنا محض ان کی حماقت اور جہالت ہے۔

۱۔ الحدیث (ش ۳۴ ص ۶۵)

۲۔ الحدیث (۳۴/۱۹)

اپنا چہرہ اگر تم بھی دیکھتے

بہر کسی میں نہ کوئی کی دیکھتے

اکابرین دہلیہ کی وحدت الوجود سے متعلق مہارات کی وضاحت

زہیر علی زئی غیر مقلد نے ”وحدت الوجود“ سے متعلق اکابرین دہلیہ کی کچھ مہارات بھی نقل کر کے ان سے لافلا مطلب کشید کرنے کی کوشش کی ہے، اس لیے ہم یہاں ان مہارات کی وضاحت اور ان کا اصل مفہوم پیش کرتے ہیں۔ اگرچہ ہم نے اپنی اس کتاب کے پہلے ایڈیشن میں ان مہارات پر کچھ لکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی، کیونکہ یہ مہارات ”وحدت الوجود“ سے متعلق ہیں، اور اس بابت ہم مطالعے دہلیہ کا مؤقف بیان کر چکے ہیں، جس سے خود بخود ان مہارات کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ مطالعے دہلیہ کے نزدیک ان مہارات کا کیا مطلب ہے۔ لیکن اس کتاب کی پہلی اشاعت کے بعد زہیر علی زئی نے اپنے ایک مضمون میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ ہم نے ان مہارات کی وضاحت اس لیے نہیں کی کیونکہ ہم ان کا جواب دینے سے عاجز تھے۔^۱

لہذا علی زئی کی اس لافلا فحی کو زور کرنے کے لیے ذیل میں ان مہارات کی وضاحت پیش خدمت ہے۔

(۱) حامی امداد اللہ کے قول: ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہونے کی وضاحت

زہیر علی زئی نے حامی امداد اللہ مہاراجی کے حوالے سے لکھا ہے:

اس مرتبہ میں خدا کا خلیفہ ہو کر لوگوں کو اس تک پہنچاتا ہے اور ظاہر میں بندہ اور

باطن میں خدا ہو جاتا ہے اس کو برزخ البرزخ کہتے ہیں۔^۲

وضاحت: زہیر علی زئی نے حضرت حامی صاحب کی جو مہارت نقل کی ہے، اس سے پہلے

مہارت یوں ہے:

اور اس کو مطلق معدوم محض اور خدا موجود مطلق معلوم ہوتا ہے، اور خدا کے علم کے

ذریعہ سے اپنے کو مطلق قید میں آیا ہوا تصور کرتا ہے، اور قیود کی وجہ سے اپنے کو

بندہ سمجھتا ہے، اور کہا کرتا ہے، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ...

۱۔ ایسا صالحہ ص ۵۳/۲۹

۲۔ بدلتی کے پیچھے لانا کا علم (ص ۱۴) محض علیا علیہ السلام (ص ۳۵/۳۶)

علی زئی کی ذکر کردہ عبادت اور اس مذکورہ عبادت کو طاکر پڑھنے سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ حافی صاحبؒ کے قول: ”ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہونے کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ وہ بندہ درحقیقت خدا بن جاتا ہے، بلکہ حافی صاحبؒ کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی ریاضات و مہلہات کرتے کرتے جب دنیا کی ہر چیز یہاں تک کاپی ہستی (۱) کو بھی اللہ و خذفہ لا خیر تک کی ہستی کے سامنے بالکل محروم سمجھنا شروع ہو جاتا ہے تو پھر وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا ظیف بن جاتا ہے، اور اس کے جسم سے کوئی عمل بھی اللہ کی رضا اور رضا کے بغیر صادر نہیں ہوتا۔ اور حافی صاحبؒ کا یہ قول مشہور حدیث قدسی سے اخوذ ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ما يزال عبدی يطرب النى بالنواطل حتى احبه فلا يكون اتا سمعه
الذى يسمع به و يصره الذى يصر به و لسانه الذى ينطق به و قلبه
الذى يعقل به، فاذا دعائى اجبته واذا سألنى اعطيته واذا
استصرنى نصرته۔^۱

میرا بندہ نواطل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب سمجھتا ہوں، پھر میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، میں اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے، میں اس کا دل بن جاتا ہوں جس سے وہ عقل مندی حاصل کرتا ہے، جب وہ مجھے پکارتا ہے تو میں اس کو جواب دیتا ہوں، جب وہ مجھ سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو میں اس کو وہ عطا کرتا ہوں، اور جب وہ مجھ سے مدد حاصل کرتا ہے تو میں اس کی مدد کرتا ہوں۔

اب اس حدیث کا کیا یہ مطلب ہے کہ بندے کے کان، آنکھ وغیرہ اعضاء درحقیقت اللہ کے اعضاء بن جاتے ہیں، نہیں! بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان اعضاء سے اللہ کی مرضی و رضا کے بغیر کوئی عمل صادر نہیں ہوتا۔ ظاہر ان اعضاء سے اللہ کا محبوب بندہ افعال سرانجام دے رہا ہوتا ہے، جبکہ باطن میں یہ سب کچھ اللہ کی مرضی سے ہو رہا ہوتا ہے۔ اسی نکتہ کو حافی صاحبؒ ”ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا“ ہونے سے تعبیر کر رہے ہیں۔ لیکن علی زئی اس سیدھی سی بات کو بھی غواہ بخواہ

لکھا، نگہ دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اور پھر حاجی صاحبؒ نے تو صرف بندے کے باطن میں خدا کا ہونا کہا ہے، جبکہ باہر غیر مقلد عالم سولانا محمد خلیفہؒ کوئی ہر بر شے کے باطن میں خدا کے ہونے کی تصریح کر رہے ہیں۔
پناہ پر مصروف لکھتے ہیں:

جاری و ساری خدا سے مقصود یہ ہے کہ نہ تو تخلیق و آخرت میں کا یہ قاشا ایسا ہے جو صرف اس کے حدود و علم و تصور ہی کے اندر جلوہ آگیا ہو، اور ہر طرح کی مصروفیت اور خارجی وجود سے محروم ہو، اور نہ اس کی حیثیت ایسے صانع و مصنوع کی ہے کہ جن کو زمان و مکان کے فاصلوں نے جدا جدا اور الگ کر رکھا ہو۔ بلکہ اس کی حیثیت ایسے داخلی مضمر، ایسے باطنی کا فرما اور فلسفے میں داخل و نہاں تحقیقی جو ہر کی ہے جو باہر رہ کر نہیں بلکہ ہر شے کی رگ و پے میں سا کر اور اندر رہ کر تربیت و پرورش کے کارِ عظیم کو انجام دینے میں مصروف ہے۔^۱

نیز حاجی صاحبؒ نے تو صرف باطن میں خدا ہونے کا کہا ہے، جب کہ غیر مقلدین کے مجھ اور محقق نواب صدیقی حسن خانؒ نے دعویٰ کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اللہس بھی تمام موجودات اور افراد ممکنات میں موجود ہیں، اور نمازیوں کی ذات (باطن) میں آپ حاضر ہوتے ہیں۔^۲

اب دیکھتے ہیں کہ علی زکیؒ مولانا محمد علی صاحبؒ اور نواب صاحبؒ پر کیا فحوی صادر کرتے ہیں؟ دیکھو! دیکھو!

(۲) حاجی صاحبؒ کے قول: ”اذا کر خود بخود ہو جائے، کی وضاحت

علی زکیؒ نے حاجی صاحبؒ کے حوالے سے یہ بھی لکھا ہے کہ:

اور اس کے بعد اس کو مضمحل کے ذکر میں اس قدر خنبک ہو جانا چاہیے کہ خود بخود
یعنی (اللہ) ہو جائے۔^۳

۱۔ مصلحانِ حق (ج ۲) ص ۳۰۹

۲۔ مسک الخاقانی شرح بلوغ المراد (ص ۳۳۳)

۳۔ حق کے پیچھے نماز کا حکم (ص ۱۲) مصلحانِ حق (ج ۲) ص ۱۸۸

وضاحت: ذاکر کے مذکور ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ کے ذکر کی وجہ سے اپنی ذات کو اللہ کی ذات کے سامنے فنا کر دے۔ چنانچہ حافی صاحب کی اس عبارت کے آگے صاف یہ لکھا ہوا ہے کہ:

اور فنا در فنا (اپنی ذات کو بالکل فنا کر دینا) کے بھی معنی ہیں۔ اس حالت کے حاصل ہونے کے بعد وہ سراپا نور ہو جائے گا اور مرتبہ ”ہی یسمع و ہی یبصر“ (یعنی اس کو خدا کے ساتھ ویسا تعلق خاص ہو جاتا ہے کہ وہ خدا ہی کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور خدا ہی کے کان سے سنتا ہے) حاصل ہو جائے گا۔

اس عبارت میں بھی حافی صاحب نے بالفعل ذکر کر کر دہ حدیث قدسی کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ذکر کی وجہ سے آدمی اپنی ذات کو جب بالکل مٹا دیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے، اور پھر اس کے جسم کا ہر عضو اللہ کی مرضی کے بغیر استعمال نہیں ہوتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ خود حافی صاحب کے نزدیک بھی ذاکر کے ذکر کو یعنی اللہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص تعلق ہو جائے۔ اور وہ اپنی ذات کو اللہ کی ذات کے سامنے گم کر دے۔ اور اسی کو ”فانی اللہ“ بھی کہتے ہیں۔ جیسا کہ غیر مقلدین کے شیخ النکل مولانا ذہیر حسین دہلوی نے اپنے شاگرد مولانا عبد اللہ غزنوی کے بارے میں کہا تھا:

وہ عبد اللہ فانی اللہ شد۔^۱

کہ عبد اللہ غزنوی ”فانی اللہ“ ہیں۔

تو کیا اب علی زئی کے نزدیک مولانا ذہیر حسین کے قول کا مطلب یہ ہے کہ عبد اللہ غزنوی اللہ تعالیٰ کی ذات میں فنا ہو کر خود بھی اللہ ہو گئے تھے، حالانکہ مولانا ذہیر نے اس قول کی کوئی وضاحت بھی نہیں کی کہ اس سے ان کی کیا مراد ہے؟ جبکہ حافی صاحب مذکور ہونے کی خود وضاحت کر رہے ہیں کہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص تعلق ہوتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود علی زئی ان پر تو تنقید کر رہے ہیں، جبکہ اپنے شیخ النکل کے لیے ان کی زبان پر اتنے لگے ہوئے ہیں۔ نیز مسئلہ ”وحدت الوجود“ کی وضاحت میں مولانا محمد حنیف ندوی غیر مقلد کا بیان گزرا چکا ہے، جس میں انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ:

۱۔ ایضاً اجداد لہذا (ص ۱۷۶) و الحدیث کے چادر و کرا (ص ۷۶)

عاشق و محبت کی دوا کی پر شوق میں ایک مقام ایسا بھی آتا ہے کہ جہاں سالک اپنی ذات کو بھول جاتا ہے اور اس (اللہ) کی وسیع و بکراں ذات میں جذب ہو جاتا ہے۔

تو اب یہاں بھی کیا علی زئی کے نزدیک مولانا ندوی کی مہارت کا مطلب یہ ہے کہ سالک حقیقۃً اللہ تعالیٰ کی ذات میں جذب ہو کر خود خدا میں جاتا ہے، اور اگر علی زئی کے نزدیک اس مہارت کا یہ مطلب نہیں تو پھر وہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کی اس مہارت سے یہ غلط مطلب کیوں کشید کر رہے ہیں؟

ع شرم تھ کو مگر نہیں آتی

علاوہ انہی نواب صدیقی حسن خان نے بھی صوفیاء کی اصطلاح ”قام دور فنا“ کو درست قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

قام مہارت ان اس سے کہ بواسطہ استیلائی عقور ہستی حق پر باطن ہما سوا کی اور شعور نماندہ فنا آنگہ آن لی شعوری ہم شعور نماندہ، دایں فنا کی فنا مسدود حق سے اور فنا زیرا کہ صاحب فنا اگر فنا کی خود شعور باشد صاحب فنا نباشد و بجہت آنگہ صلت فنا موصوف آن از قبیل ہما سوا حق بماند اند پس شعور باطن منافی فنا باشد۔^۱

”قام“ کا مطلب یہ ہے کہ بندہ کے باطن پر اللہ تعالیٰ کی ذات کا اس طرح استیلاء (غلبہ) ہو جائے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز کا شعور نہ رہے، اور ”قام دور فنا“ کا مطلب یہ ہے کہ اس کو غیر اللہ کے فنا ہونے کے شعور کا شعور بھی نہ رہے، اور یہ ”قام اللہ“ فنا میں شمار ہوتا ہے، اس لیے کہ صاحب فنا ہو گا اگر اپنے فنا ہونے کا شعور ہو تو وہ صاحب فنا نہیں ہے، اور یہ اس لیے بھی ہے کہ کونکے صاحب فنا دور اس کے ساتھ جو شخص موصوف ہے وہ بھی غیر اللہ کے قبیل سے ہے، لہذا اگر اس کو اپنے فنا ہونے کا شعور بھی ہو جائے تو وہ شخص صاحب فنا نہیں ہو سکتا۔

اب جس بات کو حاجی صاحب نے مختصراً بیان کیا ہے، اسی کو نواب صاحب تفصیل سے بیان کر رہے ہیں، لہذا زہریلی زئی کو چاہیے کہ وہ حاجی صاحب پر یہ اقوام جانے کرنے سے پہلے

اپنے خواب صاحب کی خبر لیں۔

غیر کی آنکھ کا سچا تھ کو نظر آتا ہے غافل

دیکھ اپنی آنکھ کا ذرا ہنسنے بھی

(۳) حضرت گنگوئی کے قول: میں اور تو خود شرک در شرک ہے، کی وضاحت

زہیر علی زئی لکھتے ہیں:

رشید احمد گنگوئی نے اللہ تعالیٰ کو مخاطب ہوتے ہوئے لکھا ہے: یا اللہ! صاف فرماتا

کہ حضرت کے ارشاد سے تحریر ہوا ہے۔ جہو؟ ہوں، یکہ نہیں ہوں۔ تیرا ہی عمل

ہے۔ تیرا ہی وجود ہے۔ میں کیا ہوں، یکہ نہیں ہوں۔ اور جو میں ہوں وہ تو ہے۔

اور میں اور تو خود شرک در شرک ہے۔ استغفر اللہ...

وضاحت: حضرت گنگوئی اپنی اس تحریر میں اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کا اظہار کر رہے

ہیں، اور آپ کی اس مہارت کا مطلب یہ ہے کہ: اے اللہ! میرے پاس جو کچھ ہے یہ سب تیرا کرم

اور مہربانی ہے، اگر میں اس کو اپنی ذات کا کمال سمجھوں تو میرا "میں اور تو" کہنا شرک در شرک

ہے۔

حضرت گنگوئی کی اس تحریر میں کوئی بات خلاف شریعت ہے، اور اس تحریر سے کیسے حضرت

گنگوئی کا خدا ہونا لازم آتا ہے؟ جیسا کہ علی زئی نے ایک دوسری جگہ حضرت کی اس مہارت پر

تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

معلوم ہوا کہ گنگوئی صاحب اپنے آپ کو خدا سمجھتے تھے۔

علی زئی کی اصل چونکا ہٹی ہے، اس لیے وہ حضرت گنگوئی کی اس سیدھی سی عبارت کو بھی اللہ

کی سمجھ رہے ہیں، حضرت تو اپنی اس تحریر میں اپنی ہستی کو اللہ کے سامنے بالکل متعارف ہیں، اور یہ

اپنی اصل اللہ شخص اس تحریر سے ان کو خدا ثابت کر رہا ہے۔

ج اپنی اصل بھی اللہ کسی کو نہ دے

طاہرہ ازہر حضرت گنگوئی کی اس تحریر کے الفاظ: "جہو؟ ہوں" کو بھی علی زئی نے نکالتے

۱۔ بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم (ص ۱۵) مولانا صاحب رشیدیہ (ص ۱۱) اور غیرہ

۲۔ اللہ بیٹ (۲۲/۲۳)

نہ ملایا ہے، اور اس سے یہ ثابت کرنے کی سعی بھرا دی ہے کہ: آپؐ جہونے تھے۔^۱
حالانکہ اس محل کے اندھے شخص کو یہ معلوم نہیں کہ حضرت گنگوئی سے یہ الفاظ کس نفس اور
شخص الٰہی کی ہج سے صادر ہوئے ہیں، اور اس طرح کے الفاظ کلی بزرگوں سے منقول ہیں۔ مثلاً
”عزتِ حلالہ کا یہ مشہور منقول ہے: ناقلِ حنظلہ، کہ حلالہ منافق ہے۔“^۲

اسی طرح حضرت مڑنے فرمایا یا حضرت! عذبتہ باللہ انا من المعاصین۔

اے عزیز! اللہ کی قسم! میں منافقوں میں سے ہوں۔

حافظ ابن قیمؒ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، اور لکھا ہے کہ:

فہذا صدر من عمر عند غلبۃ الخوف و عدم امن المعکر۔^۳

یہ جملہ حضرت مڑ سے (اللہ کے) خوف کے ظہر اور (شیطان کے) نکر سے امن

نہونے کی ہج سے صادر ہوا ہے۔

لہذا اگر حضرت گنگوئی کے مذکورہ قول سے ان کو مجموعہ قرار دیا جائے گا تو پھر ملی زلی کی
طرح کوئی سربراہ اس طرح کے جملوں سے صحابہ کے بارے میں بھی یہ کہہ دے گا کہ یہ صحابہ منافق
تھے، کیونکہ یہ خدا اپنے خالق کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ منتظر اللہ!

(۴) حضرت گنگوئی کے قول: ضامن ملی تو تو حیدری میں فرق تھے، کی وضاحت

ملی زلی لکھتے ہیں:

ضامن ملی جلال آبادی نے ایک زمانہ ہجرت کو کہا:

بی بی اتم شرماتی کیوں ہو؟ کرنے والا اور کرانے والا کون ہے؟ وہ تو وہی ہے۔

اس ضامن ملی کے بارے میں رشید احمد گنگوئی نے مسکرا کر کہا:

ضامن ملی جلال آبادی تو تو حیدری میں فرق تھے۔^۴

وضاحت: ملی زلی کا ضامن ملی کے قصہ کو طوائف و جہنم کے کھاتے میں ڈالنا انتہائی مسکھ

۱۔ ابن کثیرؒ کی کتاب (ص ۱۶)

۲۔ صحیح مسلم (ترمذی ص ۷۶۶)

۳۔ حیدری مقدمہ فتح آبادی (ص ۵۶۸)

۴۔ بی بی کے پیچھے ناز کاظم (ص ۱۵) اور تذکرہ الرشید (ص ۳۳/۴)

خیز ہے، اس لیے کہ خاصن علی کوئی دہلی ہندی عالم نہیں تھے کہ علمائے دہلی ہند ان کے اس قصہ کے اصرار ہوں۔ حضرت گنگوہی نے ان کے بارے میں جو کہا ہے کہ وہ تو حمیدی میں خرق تھے، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مسئلہ وحدت الوجود میں غلو رکھتے تھے۔ اس لیے حضرت نے ان کے اس غلو کو واضح کرنے کے لیے یہ دہلی (زانیہ عورت) کا قصہ بیان کیا، اور اس قصہ میں اس عورت نے خاصن علی کو جو جواب دیا تھا، حضرت نے اس کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا: یہاں صاحب (خاصن علی) تو شرمندہ ہو کر سرنگوں رہ گئے اور وہ اٹھ کر چل دی۔

حضرت کا اس قصہ کو سنانے کا مقصد یہ تھا کہ ایک زانیہ عورت نے بھی خاصن علی کو شرمندہ کر دیا۔ اگر حضرت گنگوہی، خاصن علی کی اس بات سے حلق ہوتے تو آپ ان کی اس شرمندگی کو اس طرح کیوں بیان کرتے۔ لہذا علی زہنی کا اس قصہ کو یہاں ذکر کرنا فضول ہے۔

الحاصل: علی زہنی نے "وحدت الوجود" سے لگلا مطلب کشید کرنے کے لیے علمائے دہلی ہند کے جو چار حوالے نقل کیے ہیں، ان میں سے ایک سے بھی علی زہنی کا مدعا ثابت نہیں ہو سکتا۔

مقیدہ وحدت الوجود کے سرخیل ابن عربی محدثین کی نظر میں

امام ابو حامد غلام ابن عربی (م ۶۳۸ھ) مقیدہ وحدت الوجود کے قائلین میں سے ایک ہے اور بلند مرتبہ شخصیت ہیں، ان کی مراد نہ سمجھنے یا ان کی کتب میں بعد کی تحریف کی وجہ سے ان کی مخالفت کی گئی، حافظ ابن تیمیہ وغیرہ محدثین ابن عربی کے مخالفین کی وجہ سے ان کے تحت مخالف ہیں۔ لیکن محدثین کی ایک بہت بڑی اکثریت ابن عربی کی انتہائی مذہب اور ان کے فضل و کمال کی بہت زیادہ معترف ہے۔ ذیل میں ان محدثین میں سے بعض نامور حضرات کے ابن عربی کے متعلق تاثرات ملاحظہ کریں۔

(۱) امام ابو حامد اسماعیل بن سدیق نورانی (م ۶۳۶ھ) جو کہ مشرخی حافظ عبدالقادر قرطبی (م ۷۷۷ھ) تفسیر، فاضل، محدث اور شاعر تھے، ان کے ترجمہ میں حافظ قرطبی نے یہ بھی لکھا ہے کہ: ”سب الشیخ ابی عبد اللہ محمد بن علی ابن العربی مدہ کتب من کثیر من تصانیف۔“
امام ابو حنیفہ کافی مرصع ابو عبد اللہ محمد بن علی ابن العربی کی صحبت میں رہے اور

۱۔ طائے غیر مقلدین کو بھی یہ بات تسلیم ہے کہ شیخ ابن عربی کو بدنام کرنے کے لیے ابن عربی کی کتب میں تحریف کی گئی ہے، چنانچہ غیر مقلدین کے شیخ اکل سلاطین و مفسرین، مولوی راقم فرماتے ہیں، امام کوکراہ کرنے کے لیے ستر لوگوں کی کتابوں میں اپنی طرف سے ہمارے شامل کی گئی ہیں، چنانچہ شیخ اکبر (ابن عربی) اور علامہ ابن عبد الوہاب شمرانی کی بعض کتابوں میں ایسی عبارتیں پائی جاتی ہیں، ”اور ہمہ“ ”سبھی انھی“ میں لکھا ہے کہ وہ عبارتیں بعض یہودیوں نے ان کتابوں میں شامل کی تھیں۔ (فتاویٰ ندویہ، ۱/۱۵۰: ۱۵۱: ۱۵۲: ۱۵۳: ۱۵۴: ۱۵۵: ۱۵۶: ۱۵۷: ۱۵۸: ۱۵۹: ۱۶۰: ۱۶۱: ۱۶۲: ۱۶۳: ۱۶۴: ۱۶۵: ۱۶۶: ۱۶۷: ۱۶۸: ۱۶۹: ۱۷۰: ۱۷۱: ۱۷۲: ۱۷۳: ۱۷۴: ۱۷۵: ۱۷۶: ۱۷۷: ۱۷۸: ۱۷۹: ۱۸۰: ۱۸۱: ۱۸۲: ۱۸۳: ۱۸۴: ۱۸۵: ۱۸۶: ۱۸۷: ۱۸۸: ۱۸۹: ۱۹۰: ۱۹۱: ۱۹۲: ۱۹۳: ۱۹۴: ۱۹۵: ۱۹۶: ۱۹۷: ۱۹۸: ۱۹۹: ۲۰۰: ۲۰۱: ۲۰۲: ۲۰۳: ۲۰۴: ۲۰۵: ۲۰۶: ۲۰۷: ۲۰۸: ۲۰۹: ۲۱۰: ۲۱۱: ۲۱۲: ۲۱۳: ۲۱۴: ۲۱۵: ۲۱۶: ۲۱۷: ۲۱۸: ۲۱۹: ۲۲۰: ۲۲۱: ۲۲۲: ۲۲۳: ۲۲۴: ۲۲۵: ۲۲۶: ۲۲۷: ۲۲۸: ۲۲۹: ۲۳۰: ۲۳۱: ۲۳۲: ۲۳۳: ۲۳۴: ۲۳۵: ۲۳۶: ۲۳۷: ۲۳۸: ۲۳۹: ۲۴۰: ۲۴۱: ۲۴۲: ۲۴۳: ۲۴۴: ۲۴۵: ۲۴۶: ۲۴۷: ۲۴۸: ۲۴۹: ۲۵۰: ۲۵۱: ۲۵۲: ۲۵۳: ۲۵۴: ۲۵۵: ۲۵۶: ۲۵۷: ۲۵۸: ۲۵۹: ۲۶۰: ۲۶۱: ۲۶۲: ۲۶۳: ۲۶۴: ۲۶۵: ۲۶۶: ۲۶۷: ۲۶۸: ۲۶۹: ۲۷۰: ۲۷۱: ۲۷۲: ۲۷۳: ۲۷۴: ۲۷۵: ۲۷۶: ۲۷۷: ۲۷۸: ۲۷۹: ۲۸۰: ۲۸۱: ۲۸۲: ۲۸۳: ۲۸۴: ۲۸۵: ۲۸۶: ۲۸۷: ۲۸۸: ۲۸۹: ۲۹۰: ۲۹۱: ۲۹۲: ۲۹۳: ۲۹۴: ۲۹۵: ۲۹۶: ۲۹۷: ۲۹۸: ۲۹۹: ۳۰۰: ۳۰۱: ۳۰۲: ۳۰۳: ۳۰۴: ۳۰۵: ۳۰۶: ۳۰۷: ۳۰۸: ۳۰۹: ۳۱۰: ۳۱۱: ۳۱۲: ۳۱۳: ۳۱۴: ۳۱۵: ۳۱۶: ۳۱۷: ۳۱۸: ۳۱۹: ۳۲۰: ۳۲۱: ۳۲۲: ۳۲۳: ۳۲۴: ۳۲۵: ۳۲۶: ۳۲۷: ۳۲۸: ۳۲۹: ۳۳۰: ۳۳۱: ۳۳۲: ۳۳۳: ۳۳۴: ۳۳۵: ۳۳۶: ۳۳۷: ۳۳۸: ۳۳۹: ۳۴۰: ۳۴۱: ۳۴۲: ۳۴۳: ۳۴۴: ۳۴۵: ۳۴۶: ۳۴۷: ۳۴۸: ۳۴۹: ۳۵۰: ۳۵۱: ۳۵۲: ۳۵۳: ۳۵۴: ۳۵۵: ۳۵۶: ۳۵۷: ۳۵۸: ۳۵۹: ۳۶۰: ۳۶۱: ۳۶۲: ۳۶۳: ۳۶۴: ۳۶۵: ۳۶۶: ۳۶۷: ۳۶۸: ۳۶۹: ۳۷۰: ۳۷۱: ۳۷۲: ۳۷۳: ۳۷۴: ۳۷۵: ۳۷۶: ۳۷۷: ۳۷۸: ۳۷۹: ۳۸۰: ۳۸۱: ۳۸۲: ۳۸۳: ۳۸۴: ۳۸۵: ۳۸۶: ۳۸۷: ۳۸۸: ۳۸۹: ۳۹۰: ۳۹۱: ۳۹۲: ۳۹۳: ۳۹۴: ۳۹۵: ۳۹۶: ۳۹۷: ۳۹۸: ۳۹۹: ۴۰۰: ۴۰۱: ۴۰۲: ۴۰۳: ۴۰۴: ۴۰۵: ۴۰۶: ۴۰۷: ۴۰۸: ۴۰۹: ۴۱۰: ۴۱۱: ۴۱۲: ۴۱۳: ۴۱۴: ۴۱۵: ۴۱۶: ۴۱۷: ۴۱۸: ۴۱۹: ۴۲۰: ۴۲۱: ۴۲۲: ۴۲۳: ۴۲۴: ۴۲۵: ۴۲۶: ۴۲۷: ۴۲۸: ۴۲۹: ۴۳۰: ۴۳۱: ۴۳۲: ۴۳۳: ۴۳۴: ۴۳۵: ۴۳۶: ۴۳۷: ۴۳۸: ۴۳۹: ۴۴۰: ۴۴۱: ۴۴۲: ۴۴۳: ۴۴۴: ۴۴۵: ۴۴۶: ۴۴۷: ۴۴۸: ۴۴۹: ۴۵۰: ۴۵۱: ۴۵۲: ۴۵۳: ۴۵۴: ۴۵۵: ۴۵۶: ۴۵۷: ۴۵۸: ۴۵۹: ۴۶۰: ۴۶۱: ۴۶۲: ۴۶۳: ۴۶۴: ۴۶۵: ۴۶۶: ۴۶۷: ۴۶۸: ۴۶۹: ۴۷۰: ۴۷۱: ۴۷۲: ۴۷۳: ۴۷۴: ۴۷۵: ۴۷۶: ۴۷۷: ۴۷۸: ۴۷۹: ۴۸۰: ۴۸۱: ۴۸۲: ۴۸۳: ۴۸۴: ۴۸۵: ۴۸۶: ۴۸۷: ۴۸۸: ۴۸۹: ۴۹۰: ۴۹۱: ۴۹۲: ۴۹۳: ۴۹۴: ۴۹۵: ۴۹۶: ۴۹۷: ۴۹۸: ۴۹۹: ۵۰۰: ۵۰۱: ۵۰۲: ۵۰۳: ۵۰۴: ۵۰۵: ۵۰۶: ۵۰۷: ۵۰۸: ۵۰۹: ۵۱۰: ۵۱۱: ۵۱۲: ۵۱۳: ۵۱۴: ۵۱۵: ۵۱۶: ۵۱۷: ۵۱۸: ۵۱۹: ۵۲۰: ۵۲۱: ۵۲۲: ۵۲۳: ۵۲۴: ۵۲۵: ۵۲۶: ۵۲۷: ۵۲۸: ۵۲۹: ۵۳۰: ۵۳۱: ۵۳۲: ۵۳۳: ۵۳۴: ۵۳۵: ۵۳۶: ۵۳۷: ۵۳۸: ۵۳۹: ۵۴۰: ۵۴۱: ۵۴۲: ۵۴۳: ۵۴۴: ۵۴۵: ۵۴۶: ۵۴۷: ۵۴۸: ۵۴۹: ۵۵۰: ۵۵۱: ۵۵۲: ۵۵۳: ۵۵۴: ۵۵۵: ۵۵۶: ۵۵۷: ۵۵۸: ۵۵۹: ۵۶۰: ۵۶۱: ۵۶۲: ۵۶۳: ۵۶۴: ۵۶۵: ۵۶۶: ۵۶۷: ۵۶۸: ۵۶۹: ۵۷۰: ۵۷۱: ۵۷۲: ۵۷۳: ۵۷۴: ۵۷۵: ۵۷۶: ۵۷۷: ۵۷۸: ۵۷۹: ۵۸۰: ۵۸۱: ۵۸۲: ۵۸۳: ۵۸۴: ۵۸۵: ۵۸۶: ۵۸۷: ۵۸۸: ۵۸۹: ۵۹۰: ۵۹۱: ۵۹۲: ۵۹۳: ۵۹۴: ۵۹۵: ۵۹۶: ۵۹۷: ۵۹۸: ۵۹۹: ۶۰۰: ۶۰۱: ۶۰۲: ۶۰۳: ۶۰۴: ۶۰۵: ۶۰۶: ۶۰۷: ۶۰۸: ۶۰۹: ۶۱۰: ۶۱۱: ۶۱۲: ۶۱۳: ۶۱۴: ۶۱۵: ۶۱۶: ۶۱۷: ۶۱۸: ۶۱۹: ۶۲۰: ۶۲۱: ۶۲۲: ۶۲۳: ۶۲۴: ۶۲۵: ۶۲۶: ۶۲۷: ۶۲۸: ۶۲۹: ۶۳۰: ۶۳۱: ۶۳۲: ۶۳۳: ۶۳۴: ۶۳۵: ۶۳۶: ۶۳۷: ۶۳۸: ۶۳۹: ۶۴۰: ۶۴۱: ۶۴۲: ۶۴۳: ۶۴۴: ۶۴۵: ۶۴۶: ۶۴۷: ۶۴۸: ۶۴۹: ۶۵۰: ۶۵۱: ۶۵۲: ۶۵۳: ۶۵۴: ۶۵۵: ۶۵۶: ۶۵۷: ۶۵۸: ۶۵۹: ۶۶۰: ۶۶۱: ۶۶۲: ۶۶۳: ۶۶۴: ۶۶۵: ۶۶۶: ۶۶۷: ۶۶۸: ۶۶۹: ۶۷۰: ۶۷۱: ۶۷۲: ۶۷۳: ۶۷۴: ۶۷۵: ۶۷۶: ۶۷۷: ۶۷۸: ۶۷۹: ۶۸۰: ۶۸۱: ۶۸۲: ۶۸۳: ۶۸۴: ۶۸۵: ۶۸۶: ۶۸۷: ۶۸۸: ۶۸۹: ۶۹۰: ۶۹۱: ۶۹۲: ۶۹۳: ۶۹۴: ۶۹۵: ۶۹۶: ۶۹۷: ۶۹۸: ۶۹۹: ۷۰۰: ۷۰۱: ۷۰۲: ۷۰۳: ۷۰۴: ۷۰۵: ۷۰۶: ۷۰۷: ۷۰۸: ۷۰۹: ۷۱۰: ۷۱۱: ۷۱۲: ۷۱۳: ۷۱۴: ۷۱۵: ۷۱۶: ۷۱۷: ۷۱۸: ۷۱۹: ۷۲۰: ۷۲۱: ۷۲۲: ۷۲۳: ۷۲۴: ۷۲۵: ۷۲۶: ۷۲۷: ۷۲۸: ۷۲۹: ۷۳۰: ۷۳۱: ۷۳۲: ۷۳۳: ۷۳۴: ۷۳۵: ۷۳۶: ۷۳۷: ۷۳۸: ۷۳۹: ۷۴۰: ۷۴۱: ۷۴۲: ۷۴۳: ۷۴۴: ۷۴۵: ۷۴۶: ۷۴۷: ۷۴۸: ۷۴۹: ۷۵۰: ۷۵۱: ۷۵۲: ۷۵۳: ۷۵۴: ۷۵۵: ۷۵۶: ۷۵۷: ۷۵۸: ۷۵۹: ۷۶۰: ۷۶۱: ۷۶۲: ۷۶۳: ۷۶۴: ۷۶۵: ۷۶۶: ۷۶۷: ۷۶۸: ۷۶۹: ۷۷۰: ۷۷۱: ۷۷۲: ۷۷۳: ۷۷۴: ۷۷۵: ۷۷۶: ۷۷۷: ۷۷۸: ۷۷۹: ۷۸۰: ۷۸۱: ۷۸۲: ۷۸۳: ۷۸۴: ۷۸۵: ۷۸۶: ۷۸۷: ۷۸۸: ۷۸۹: ۷۹۰: ۷۹۱: ۷۹۲: ۷۹۳: ۷۹۴: ۷۹۵: ۷۹۶: ۷۹۷: ۷۹۸: ۷۹۹: ۸۰۰: ۸۰۱: ۸۰۲: ۸۰۳: ۸۰۴: ۸۰۵: ۸۰۶: ۸۰۷: ۸۰۸: ۸۰۹: ۸۱۰: ۸۱۱: ۸۱۲: ۸۱۳: ۸۱۴: ۸۱۵: ۸۱۶: ۸۱۷: ۸۱۸: ۸۱۹: ۸۲۰: ۸۲۱: ۸۲۲: ۸۲۳: ۸۲۴: ۸۲۵: ۸۲۶: ۸۲۷: ۸۲۸: ۸۲۹: ۸۳۰: ۸۳۱: ۸۳۲: ۸۳۳: ۸۳۴: ۸۳۵: ۸۳۶: ۸۳۷: ۸۳۸: ۸۳۹: ۸۴۰: ۸۴۱: ۸۴۲: ۸۴۳: ۸۴۴: ۸۴۵: ۸۴۶: ۸۴۷: ۸۴۸: ۸۴۹: ۸۵۰: ۸۵۱: ۸۵۲: ۸۵۳: ۸۵۴: ۸۵۵: ۸۵۶: ۸۵۷: ۸۵۸: ۸۵۹: ۸۶۰: ۸۶۱: ۸۶۲: ۸۶۳: ۸۶۴: ۸۶۵: ۸۶۶: ۸۶۷: ۸۶۸: ۸۶۹: ۸۷۰: ۸۷۱: ۸۷۲: ۸۷۳: ۸۷۴: ۸۷۵: ۸۷۶: ۸۷۷: ۸۷۸: ۸۷۹: ۸۸۰: ۸۸۱: ۸۸۲: ۸۸۳: ۸۸۴: ۸۸۵: ۸۸۶: ۸۸۷: ۸۸۸: ۸۸۹: ۸۹۰: ۸۹۱: ۸۹۲: ۸۹۳: ۸۹۴: ۸۹۵: ۸۹۶: ۸۹۷: ۸۹۸: ۸۹۹: ۹۰۰: ۹۰۱: ۹۰۲: ۹۰۳: ۹۰۴: ۹۰۵: ۹۰۶: ۹۰۷: ۹۰۸: ۹۰۹: ۹۱۰: ۹۱۱: ۹۱۲: ۹۱۳: ۹۱۴: ۹۱۵: ۹۱۶: ۹۱۷: ۹۱۸: ۹۱۹: ۹۲۰: ۹۲۱: ۹۲۲: ۹۲۳: ۹۲۴: ۹۲۵: ۹۲۶: ۹۲۷: ۹۲۸: ۹۲۹: ۹۳۰: ۹۳۱: ۹۳۲: ۹۳۳: ۹۳۴: ۹۳۵: ۹۳۶: ۹۳۷: ۹۳۸: ۹۳۹: ۹۴۰: ۹۴۱: ۹۴۲: ۹۴۳: ۹۴۴: ۹۴۵: ۹۴۶: ۹۴۷: ۹۴۸: ۹۴۹: ۹۵۰: ۹۵۱: ۹۵۲: ۹۵۳: ۹۵۴: ۹۵۵: ۹۵۶: ۹۵۷: ۹۵۸: ۹۵۹: ۹۶۰: ۹۶۱: ۹۶۲: ۹۶۳: ۹۶۴: ۹۶۵: ۹۶۶: ۹۶۷: ۹۶۸: ۹۶۹: ۹۷۰: ۹۷۱: ۹۷۲: ۹۷۳: ۹۷۴: ۹۷۵: ۹۷۶: ۹۷۷: ۹۷۸: ۹۷۹: ۹۸۰: ۹۸۱: ۹۸۲: ۹۸۳: ۹۸۴: ۹۸۵: ۹۸۶: ۹۸۷: ۹۸۸: ۹۸۹: ۹۹۰: ۹۹۱: ۹۹۲: ۹۹۳: ۹۹۴: ۹۹۵: ۹۹۶: ۹۹۷: ۹۹۸: ۹۹۹: ۱۰۰۰: ۱۰۰۱: ۱۰۰۲: ۱۰۰۳: ۱۰۰۴: ۱۰۰۵: ۱۰۰۶: ۱۰۰۷: ۱۰۰۸: ۱۰۰۹: ۱۰۱۰: ۱۰۱۱: ۱۰۱۲: ۱۰۱۳: ۱۰۱۴: ۱۰۱۵: ۱۰۱۶: ۱۰۱۷: ۱۰۱۸: ۱۰۱۹: ۱۰۲۰: ۱۰۲۱: ۱۰۲۲: ۱۰۲۳: ۱۰۲۴: ۱۰۲۵: ۱۰۲۶: ۱۰۲۷: ۱۰۲۸: ۱۰۲۹: ۱۰۳۰: ۱۰۳۱: ۱۰۳۲: ۱۰۳۳: ۱۰۳۴: ۱۰۳۵: ۱۰۳۶: ۱۰۳۷: ۱۰۳۸: ۱۰۳۹: ۱۰۴۰: ۱۰۴۱: ۱۰۴۲: ۱۰۴۳: ۱۰۴۴: ۱۰۴۵: ۱۰۴۶: ۱۰۴۷: ۱۰۴۸: ۱۰۴۹: ۱۰۵۰: ۱۰۵۱: ۱۰۵۲: ۱۰۵۳: ۱۰۵۴: ۱۰۵۵: ۱۰۵۶: ۱۰۵۷: ۱۰۵۸: ۱۰۵۹: ۱۰۶۰: ۱۰۶۱: ۱۰۶۲: ۱۰۶۳: ۱۰۶۴: ۱۰۶۵: ۱۰۶۶: ۱۰۶۷: ۱۰۶۸: ۱۰۶۹: ۱۰۷۰: ۱۰۷۱: ۱۰۷۲: ۱۰۷۳: ۱۰۷۴: ۱۰۷۵: ۱۰۷۶: ۱۰۷۷: ۱۰۷۸: ۱۰۷۹: ۱۰۸۰: ۱۰۸۱: ۱۰۸۲: ۱۰۸۳: ۱۰۸۴: ۱۰۸۵: ۱۰۸۶: ۱۰۸۷: ۱۰۸۸: ۱۰۸۹: ۱۰۹۰: ۱۰۹۱: ۱۰۹۲: ۱۰۹۳: ۱۰۹۴: ۱۰۹۵: ۱۰۹۶: ۱۰۹۷: ۱۰۹۸: ۱۰۹۹: ۱۱۰۰: ۱۱۰۱: ۱۱۰۲: ۱۱۰۳: ۱۱۰۴: ۱۱۰۵: ۱۱۰۶: ۱۱۰۷: ۱۱۰۸: ۱۱۰۹: ۱۱۱۰: ۱۱۱۱: ۱۱۱۲: ۱۱۱۳: ۱۱۱۴: ۱۱۱۵: ۱۱۱۶: ۱۱۱۷: ۱۱۱۸: ۱۱۱۹: ۱۱۲۰: ۱۱۲۱: ۱۱۲۲: ۱۱۲۳: ۱۱۲۴: ۱۱۲۵: ۱۱۲۶: ۱۱۲۷: ۱۱۲۸: ۱۱۲۹: ۱۱۳۰: ۱۱۳۱: ۱۱۳۲: ۱۱۳۳: ۱۱۳۴: ۱۱۳۵: ۱۱۳۶: ۱۱۳۷: ۱۱۳۸: ۱۱۳۹: ۱۱۴۰: ۱۱۴۱: ۱۱۴۲: ۱۱۴۳: ۱۱۴۴: ۱۱۴۵: ۱۱۴۶: ۱۱۴۷: ۱۱۴۸: ۱۱۴۹: ۱۱۵۰: ۱۱۵۱: ۱۱۵۲: ۱۱۵۳: ۱۱۵۴: ۱۱۵۵: ۱۱۵۶: ۱۱۵۷: ۱۱۵۸: ۱۱۵۹: ۱۱۶۰: ۱۱۶۱: ۱۱۶۲: ۱۱۶۳: ۱۱۶۴: ۱۱۶۵: ۱۱۶۶: ۱۱۶۷: ۱۱۶۸: ۱۱۶۹: ۱۱۷۰: ۱۱۷۱: ۱۱۷۲: ۱۱۷۳: ۱۱۷۴: ۱۱۷۵: ۱۱۷۶: ۱۱۷۷: ۱۱۷۸: ۱۱۷۹: ۱۱۸۰: ۱۱۸۱: ۱۱۸۲: ۱۱۸۳: ۱۱۸۴: ۱۱۸۵: ۱۱۸۶: ۱۱۸۷: ۱۱۸۸: ۱۱۸۹: ۱۱۹۰: ۱۱۹۱: ۱۱۹۲: ۱۱۹۳: ۱۱۹۴: ۱۱۹۵: ۱۱۹۶: ۱۱۹۷: ۱۱۹۸: ۱۱۹۹: ۱۲۰۰: ۱۲۰۱: ۱۲۰۲: ۱۲۰۳: ۱۲۰۴: ۱۲۰۵: ۱۲۰۶: ۱۲۰۷: ۱۲۰۸: ۱۲۰۹: ۱۲۱۰: ۱۲۱۱: ۱۲۱۲: ۱۲۱۳: ۱۲۱۴: ۱۲۱۵: ۱۲۱۶: ۱۲۱۷: ۱۲۱۸: ۱۲۱۹: ۱۲۲۰: ۱۲۲۱: ۱۲۲۲: ۱۲۲۳: ۱۲۲۴: ۱۲۲۵: ۱۲۲۶: ۱۲۲۷: ۱۲۲۸: ۱۲۲۹: ۱۲۳۰: ۱۲۳۱: ۱۲۳۲: ۱۲۳۳: ۱۲۳۴: ۱۲۳۵: ۱۲۳۶: ۱۲۳۷: ۱۲۳۸: ۱۲۳۹: ۱۲۴۰: ۱۲۴۱: ۱۲۴۲: ۱۲۴۳: ۱۲۴۴: ۱۲۴۵: ۱۲۴۶: ۱۲۴۷: ۱۲۴۸: ۱۲۴۹: ۱۲۵۰: ۱۲۵۱: ۱۲۵۲: ۱۲۵۳: ۱۲۵۴: ۱۲۵۵: ۱۲۵۶: ۱۲۵۷: ۱۲۵۸: ۱۲۵۹: ۱۲۶۰: ۱۲۶۱: ۱۲۶۲: ۱۲۶۳: ۱۲۶۴: ۱۲۶۵: ۱۲۶۶: ۱۲۶۷: ۱۲۶۸: ۱۲۶۹: ۱۲۷۰: ۱۲۷۱: ۱۲۷۲: ۱۲۷۳: ۱۲۷۴: ۱۲۷۵: ۱۲۷۶: ۱۲۷۷: ۱۲۷۸: ۱۲۷۹: ۱۲۸۰: ۱۲۸۱: ۱۲۸۲: ۱۲۸۳: ۱۲۸۴: ۱۲۸۵: ۱۲۸۶: ۱۲۸۷: ۱۲۸۸: ۱۲۸۹: ۱۲۹۰: ۱۲۹۱: ۱۲۹۲: ۱۲۹۳: ۱۲۹۴: ۱۲۹۵: ۱۲۹۶: ۱۲۹۷: ۱۲۹۸: ۱۲۹۹: ۱۳۰۰: ۱۳۰۱: ۱۳۰۲: ۱۳۰۳: ۱۳۰۴: ۱۳۰۵: ۱۳۰۶: ۱۳۰۷: ۱۳۰۸: ۱۳۰۹: ۱۳۱۰: ۱۳۱۱: ۱۳۱۲: ۱۳۱۳: ۱۳۱۴: ۱۳۱۵: ۱۳۱۶: ۱۳۱۷: ۱۳۱۸: ۱۳۱۹: ۱۳۲۰: ۱۳۲۱: ۱۳۲۲: ۱۳۲۳: ۱۳۲۴: ۱۳۲۵: ۱۳۲۶: ۱۳۲۷: ۱۳۲۸: ۱۳۲۹: ۱۳۳۰: ۱۳۳۱: ۱۳۳۲: ۱۳۳۳: ۱۳۳۴: ۱۳۳۵: ۱۳۳۶: ۱۳۳۷: ۱۳۳۸: ۱۳۳۹: ۱۳۴۰: ۱۳۴۱: ۱۳۴۲: ۱۳۴۳: ۱۳۴۴: ۱۳۴۵: ۱۳۴۶: ۱۳۴۷: ۱۳۴۸: ۱۳۴۹: ۱۳۵۰: ۱۳۵۱: ۱۳۵۲: ۱۳۵۳: ۱۳۵۴: ۱۳۵۵: ۱۳۵۶: ۱۳۵۷: ۱۳۵۸: ۱۳۵۹: ۱۳۶۰: ۱۳۶۱: ۱۳۶۲: ۱۳۶۳: ۱۳۶۴: ۱۳۶۵: ۱۳۶۶: ۱۳۶۷: ۱۳۶۸: ۱۳۶۹: ۱۳۷۰: ۱۳۷۱: ۱۳۷۲: ۱۳۷۳: ۱۳۷۴: ۱۳۷۵: ۱۳۷۶: ۱۳۷۷: ۱۳۷۸: ۱۳۷۹: ۱۳۸۰: ۱۳۸۱: ۱۳۸۲: ۱۳۸۳: ۱۳۸۴: ۱۳۸۵: ۱۳۸۶: ۱۳۸۷: ۱۳۸۸: ۱۳۸۹: ۱۳۹۰: ۱۳۹۱: ۱۳۹۲: ۱۳۹۳: ۱۳۹۴: ۱۳۹۵: ۱۳۹۶: ۱۳۹۷: ۱۳۹۸: ۱۳۹۹: ۱۴۰۰: ۱۴۰۱: ۱۴۰۲: ۱۴۰۳: ۱۴۰۴: ۱۴۰۵: ۱۴۰۶: ۱۴۰۷: ۱۴۰۸: ۱۴۰۹: ۱۴۱۰: ۱۴۱۱: ۱۴۱۲: ۱۴۱۳: ۱۴۱۴: ۱۴۱۵: ۱۴۱۶: ۱۴۱۷: ۱۴۱۸: ۱۴۱۹: ۱۴۲۰: ۱۴۲۱: ۱۴۲۲: ۱۴۲۳: ۱۴۲۴: ۱۴۲۵: ۱۴۲۶: ۱۴۲۷: ۱۴۲۸: ۱۴۲۹: ۱۴۳۰: ۱۴۳۱: ۱۴۳۲: ۱۴۳۳: ۱۴۳۴: ۱۴۳۵: ۱۴۳۶: ۱۴۳۷: ۱۴۳۸: ۱۴۳۹: ۱۴۴۰: ۱۴۴۱: ۱۴۴۲: ۱۴۴۳: ۱۴۴۴: ۱۴۴۵: ۱۴۴۶: ۱۴۴۷: ۱۴۴۸: ۱۴۴۹: ۱۴۵۰: ۱۴۵۱: ۱۴۵۲: ۱۴۵۳: ۱۴۵۴: ۱۴۵۵: ۱۴۵۶: ۱۴۵۷: ۱۴۵۸: ۱۴۵۹: ۱۴۶۰: ۱۴۶۱: ۱۴۶۲: ۱۴۶۳: ۱۴۶۴: ۱۴۶۵: ۱۴۶۶: ۱۴۶۷: ۱۴۶۸: ۱۴۶۹: ۱۴۷۰: ۱۴۷۱: ۱۴۷۲: ۱۴۷۳: ۱۴۷۴: ۱۴۷۵: ۱۴۷۶: ۱۴۷۷: ۱۴۷۸: ۱۴۷۹:

ان سے ان کی بکثرت کتب لکھیں۔

(۲) امام نصر بن سلمان مثنیٰ (م ۱۹۷ھ) جو حافظ ابن حبیہؒ کے معاصر اور بقول ذہبیؒ: شیخ الاسلام، مہتمم، دانا، سخی، مالک، شاعر، راوی، العابد، العارف، والرحمہ فی اور قریۃ السلف تھے۔ ان کے بارے میں حافظ ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ:

دکان صغالی فی ابن عمری۔^۱

یعنی موصوف ابن عمری سے ملو کی حد تک محبت کرتے تھے۔

(۳) امام صلاح الدین محمد بن شاکر دمشقی (م ۷۶۳ھ)، جو بلند پایہ مؤرخ اور نامور محدث ہیں،^۲ نے اپنی تاریخ میں امام ابن عمریؒ کا شمار درج کر رکھا ہے، اور آخر میں ان کے حلقہ تفریح کی ہے کہ:

دلی الجملة مکان رجلا صالحا حقیقا۔^۳

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ابن عمریؒ ایک نیک اور عظیم شخص تھے۔

(۴) امام احمد بن ایک السمرقانیؒ (م ۴۹۹ھ) بھی حدیث اور تاریخ وغیرہ علوم کی ایک مہتری شخصیت ہیں۔ موصوف ابن عمریؒ کے بارے میں اس کا نام فرماتے ہیں:

دکان اور عازاد۔ مگر آپ ایک پارسا اور پرہیزگار شخص تھے۔

(۵) امام عز الدین احمد بن ابراہیم القاروٹی (م ۶۶۳ھ) جو امام ابن سید الناس (م ۷۳۳ھ) وغیرہ جیسے نامور محدثین کے استاد ہیں، حافظ ذہبیؒ نے ان کو ”الامام الکبیر“ قرار دیا ہے۔ لیکن حافظ قحی الدین القاسمیؒ ان کو ”دافر الفضل والخیر“ قرار دیتے ہیں، اور ان کے بارے میں یہ تصریح کرتے ہیں کہ:

واسع من الامام محمد بن الدین ابن عمری، لبس من خرقۃ البصوف۔^۴

انہوں نے امام محمد بن الدین ابن عمریؒ سے حدیث کا سامع کیا، اور ان سے تصوف کا فرقہ

۱۔ سیر اعلام النبلاء، (۳/۳۲۸)

۲۔ ایضاً ۳۔ ان کے حالات کے لیے دیکھئے فتاویٰ رضویہ، (۱/۳۰۲)

۴۔ فتاویٰ رضویہ، (۲/۳۰۰) ۵۔ ذیل تاریخ بغداد، (۲/۲۱۱)

۶۔ تذکرۃ الفقہاء، (۳/۱۷۷) ۷۔ ذیل التبیان، (۱/۲۹۲)

ہے۔

گو یا کہ امام قادریؒ کی جیسے "الامام الکبیر" اور "ذوالفضل والحقیر" شخص بھی امام ابن عربی کے لئے ممکن اور ان کے حقیقتیں میں سے تھے۔

(۶) امام صلاح الدین ظہیر بن ابی صلیب (م ۶۳۷ھ) جو کہ حافظہ ذہنی کے مشہور تاجر ہیں، حافظہ ذہنی نے اپنے اس لائق شاگرد کے مہمانہ مقام کو برا سراہا ہے۔^۱
موصوف نے ابن عربی کا بہت ہی سادہ اور بڑا شاعر اور ترجمہ لکھا ہے، اور آخر میں ان کے بارے میں یہ فیصلہ صادر کیا ہے کہ:

دلی بالجللہ فکان رجلاً عظیمنا۔^۲

الغرض آپ ایک عظیم انسان تھے۔

نیز موصوف مدین عربی کی مشہور کتاب "فتوحات مکیہ" کی تخریف میں لکھتے ہیں:

ومن وقف حد الکتاب علم قدرہ، وحوسن اجل معنیاتہ۔^۳

جو شخص بھی اس کتاب کا مطالعہ کرے گا وہ ابن عربی کی قدر و منزلت کو جان لے گا، اور یہ آپ کی سب سے زیادہ عظیم القدر کتاب ہے۔

(۷) امام عزالدین عبدالعزیز بن عبدالاسلام دمشقی (م ۶۶۶ھ) جو کہ امام دمشق العیثیٰ وغیرہ جیسے نہایت محدثین کے استاد اور شیخ الاسلام، الامام، العارف، وحید العصر اور سلطان العلماء کے القاب سے یاد کیے جاتے ہیں۔ انہوں نے امام ابن عربی کو اپنے زمانے کا قلب قرار دیا ہے۔^۴

(۸) امام محمد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی (م ۸۱۷ھ) جو کہ لغت کی مشہور کتاب "لغات موسیٰ" کے مصنف ہیں۔ مولانا عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں کہ: صاحب قاموس الجہد ہے ہیں۔^۵

موصوف بھی ابن عربی کے آشد حلقوں میں سے ہیں، چنانچہ امام ابن ابی عمیر و بحوالہ امام

۱۔ حکیم محمد ثانی الدہلوی (م ۶۷۷ھ) ۲۔ اربانی (۱۰۶۳/۳-۱۰۷۰)

۳۔ مینا ۴۔ دیکھئے فتوحات مکیہ (۳۰۱/۵)

۵۔ مینا (۱۹۳/۵) ج ۱، لکھنؤ (م ۱۷۷۷ھ)

۶۔ ترجمہ ترجمان (م ۸۹۹ھ)

مناویٰ لکھتے ہیں:

دکان المجد صاحب القاموس عظیم الاستقواء فی ابن عربی، وجمعی کلام علی الحلال
الحسن، وطرز شرح البخاری یکثیر من کلام۔^۱

مجد الدین صاحب القاموس، ابن عربی کے بارے میں بہت اعتبار رکھتے تھے، اور
ان کے کلام کو اچھے کمال پر محمول کرتے تھے، اور انہوں نے اپنی ”شرح بخاری“
کو ابن عربی کے بہت زیادہ اقوال سے حاشیہ کر دیا ہے۔

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد، ابن عربی کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:
وقد تعدی لنا نقارہ الامامان لفظ من لول الامام النجم المظہر مہم شیخ الاسلام
قاضی القضاۃ محمد الدین الفخر وزیر آبادی۔^۲

ابن عربی کی حمایت اور ان کی فضیلت کو منوانے میں بڑے بڑے علماء کا ایک جم
غیر پیش پیش تھا، جن میں سے شیخ الاسلام، قاضی القضاۃ محمد الدین غیر وزیر آبادی
بھی ہیں۔

(۹) امام عبداللہ بن اسعد یافعی (م ۷۶۸ھ) جو حافظہ عربی وغیرہ محدثین کے استاذ اور
صاحب تصانیف محدث ہیں۔ حافظہ ابن جریر مقلاتی نے ان کے ترجمہ میں لکھا ہے:
ونظمت تعظیم ابن العربی والہدائی ذلک۔^۳
ان سے محفوظ (حاجت) ہے کہ وہ بہت زیادہ ابن عربی کی تعظیم کرتے تھے۔

نیز نواب صدیق حسن خان غیر مقلد نے بھی امام موصوف سے ابن عربی کی بہت زیادہ
تعریف نقل کی ہے، اور ان سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ وہ ابن عربی سے منسوب قابل اعتراض کلام کی
تین توجیہات پیش کرتے تھے:

اول: ان سے وہ کلام حاجت ہی نہیں ہے۔ ثانی: اگر بالفرض حاجت بھی ہے تو اس کی کوئی
تاویل تلاش کی جائے اور اگر ہم ظاہری طور پر اس کی تاویل سے واقف نہ بھی ہوں تو باطنی طور پر
اس کی ضرورت کوئی تاویل ہے جس کو ماریفین تصوف جانتے ہیں۔ ثالث: یہ کلام ان سے خارج مکر

۱۔ فتاویٰ القضاۃ (۱۹۳/۵)

۲۔ انوار الکلام (۱۵۲/۲)

۳۔ انوار الکلام (۱۵۶/۱)

۱۱. ثبوت میں سرزد ہوا جو کہ قابل مواخذہ ہے۔^۱

(۱۰) امام شمس الدین محمد بن مژہ الغنائی (م ۸۳۳ھ) جو کہ نویں صدی میں بلاروم کے "۱۰۰" عالم، وزیر اور صاحب تصانیف تھے، یہ بھی ابن عربی کے پیروں میں سے ہیں، اور انہوں نے آپ کی کتاب "نصوص الحکم" کی چار جلدوں میں شرح بھی لکھی ہے۔^۲

(۱۱) امام محبت الدین محمد بن محمود بلداوی المعروف بہ "ابن انجاز" (م ۶۳۳ھ) جو کہ امام ابن عربی کے شاگرد و سمور ایک بلند پایہ محدث و مؤرخ ہیں، ان سے امام صوفی نے ابن عربی کے بارے میں نقل کیا ہے کہ:

اجتہد بہ در مشق فی رد مطلق اقصا و کتبہ و من شعروہ و جمہارہ جل جلالہ۔^۳

میں نے جب دمشق کا سفر کیا تو وہاں میں ابن عربی سے ملا تھا اور میں نے آپ سے آپ کے کچھ اشعار لکھے تھے، آپ بہت ہی اچھے آدمی ہیں۔

(۱۲) امام کمال الدین الزمکائی (م ۷۷۷ھ) جو کہ بقول نو اب صدیقی غیر مقلد: شام کے انتہائی عظیم القدر و مشائخ میں سے ہیں، شہنام صوفی اور نو اب صدیقی حسن خان نے ابن عربی کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ شیخ کمال الدین زکائی نے ابن عربی کی بہت عظمت بیان کی ہے، اور آپ کو معرفت کے "المحرر الاثر" (سوجرن سندھ) قرار دیا ہے۔^۴

(۱۳) امام شمس الدین ذہبی (م ۷۴۸ھ) جو کہ کی تعداد کے کچھ بڑے شخص ہیں، انہوں نے بھی ابن عربی کی بہت زیادہ تعریف کی ہے، اور ان کی عبارات اور اشعار میں جو قابل اعتراض مواد

۱۔ الذیج المکمل (ص ۱۱۷۸)

۲۔ ترویج المصوب (۴/۳۲۲) ابن ہامر الدین بن علی الدماہ (۹۳۱/۱) السیسی، قنی، نیز دیکھئے صہبہ المصوب (۳/۱۱۵۵) ابن حجر

۳۔ مہسوف، ابن عربی کی مشہور کتاب "نوامات کیم" کے رد میں بھی ہیں۔ چنانچہ خاصی شہ کائی غیر مقلد نے "نوامات کیم" کی اپنے سے لے کر ابن عربی تک جو سند ذکر کی ہے، اس میں ابن عربی سے اس کو روایت کرنے والے "ابن انجاز" ہیں۔ (اتحاف طاکرہ بانوار اللہ ق ۲ ص ۱۸۸)

۴۔ اربانی بانوارات (۳/۶۰) ۵۔ الذیج المکمل (ص ۱۷۷۷)

۶۔ اربانی بانوارات (۳/۵۸)، الذیج المکمل (ص ۱۷۷۷)

پایا جاتا ہے، اس کے بارے میں ذہنی آزمائشیں ہیں:

لعل ذلک وقع من حال سکر و غیوہ غیر فی لہ الخیر۔^۱

شاید کہ یہ ان سے صاحب سکر اور غیبت (جو حالت بھول نواب صدیقی: صاحب سراج ہے، اور اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے) نہیں واقع ہوا ہے، لہذا ان کے لیے (اللہ سے) خیر کی امید ہے۔

(۱۳) امام قسیمی الدین محمد بن احمد القاسمی الحنفی (م ۸۳۳ھ) جو کہ حافظ ابن حجر کے معاصر اور محدث ہیں، بھی ابن عربی کی تہذیب میں رطب اللسان ہیں۔ چنانچہ وہ آپ کو: الامام الادب... صاحب تصانیف المفیدہ و تراجم الامارات العبدیہ و ایضاً القابات سے یاد کرتے ہیں۔^۲

(۱۵) امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) جو مشہور صاحب تصانیف محدث ہیں، انہوں نے ابن عربی کے دفاع میں مستقل ایک کتاب ”حبیبا النبی عن تہذیب ابن عربی“ لکھی ہے۔^۳

(۱۶) امام ابو بکر بن عبد اللہ المعروف بہ ”قاضی ابن مغلہ“ (م ۹۲۸ھ) جو کہ حافظ ابن حجر وغیرہ محدثین کے شاگرد اور، تہذیب امام محمد بن عربی، شیخ مشائخ الاسلام، اپنے زمانے کے سب سے بڑے فقیہ اور معاصرین و اقران میں سب سے زیادہ مجتہد تھے، بھی ابن عربی کا دفاع کرنے والوں میں سے ہیں، چنانچہ حافظ جلالی نے جب ابن عربی کی تحفیری تو مصروف نے اس پر جاتی کا سختی سے رد کیا، اور ان سے قطع تعلق کر لیا۔^۴

(۱۷) امام ذکریا بن محمد انصاری (م ۹۳۶ھ) جو کہ شیخ مشائخ الاسلام، علامۃ المتقین،

علامۃ المتقین اور سید المتقین، وغیرہ جیسے عظیم القاب سے یاد کیے جاتے ہیں، شیخ بھی

۱۔ اربعۃ بانویات (۱۵۸/۳)

۲۔ اربعۃ المتکمل (ص ۱۷۸)

۳۔ دیکھئے مجمع الماسک للشمس المشرقی (ص ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹) ابن حجر

۴۔ اربعۃ القیود فی رد القاسم، السانید (۱۸۳/۴)

۵۔ فتاویٰ المتقین (۱۹۱/۵)، اربعۃ المتکمل (ص ۱۷۷)

۶۔ کتاب المناقب، ماہان الدین العاشری (۱/۱۶۷، ۱۷۷)

۷۔ ایضاً ۸۔ ایضاً (۱۹۸/۱-۲۰۳)

امام ابن عربی کے اصحابی مذاہب اور ان کے کلام کو بھی تاویل پر محمول کرتے تھے۔^۱

(۱۸) امام عبد الوہاب شعرائی (م ۹۷۳ھ): آپ بقول مولانا ابراہیم سیالکوٹی: شیخ طریقت، شریعت و طریقت ہر دو کے جامع، صاحب کرامات اور ائمہ دین کا ادب طوع و کرہ والے تھے۔ لفظ نے بھی ابن عربی کی بہت زیادہ تعریف کی ہے، اور ان کے دفتار میں کئی کتب تصنیف کی ہیں۔^۲

(۱۹) امام عبد الرؤف السنادی (م ۱۰۳۱ھ) جو نامور متاخرین محدثین میں سے ہیں، انہوں نے اپنی کتاب ”طبقات الاولیاء“ میں ابن عربی کا جسوط ترجمہ لکھا ہے جس میں انہوں نے آپ کے فضل و کمال کو تفصیل سے بیان کیا اور آپ پر وارد محترفات کو بڑے احسن انداز میں رفع کیا۔ امام ابن السناد نے اپنی تاریخ میں امام سنادی کے اس ترجمہ کا خلاصہ ذکر کر دیا ہے۔^۳

(۲۰) امام احمد بن محمد القسائی السمرقانی (م ۱۰۳۶ھ) جو کہ حافظہ السرب اور عظیم الکتاب محدث و مؤرخ ہیں، انہوں نے اپنی تاریخ میں امام ابن عربی کا بڑا جسوط اور شاندار ترجمہ لکھا ہے جس میں انہوں نے خود بھی ابن کی بہت تعریف کی ہے، اور دیگر محدثین سے بھی ابن کی تعریف نقل کی ہے۔^۴

(۲۱) امام عبد الحی ابن السنادی صلی (م ۱۰۹۹ھ) بھی نامور متاخرین محدثین میں سے ہیں، انہوں نے بھی اپنی تاریخ میں ابن عربی کی خود بھی بہت تعریف کی ہے، اور دیگر اہل علم سے بھی ابن کی تعریف نقل کی ہے۔^۵

۱۔ الکواکب المذہبة: میان اللہ العاشرة (۱۹۸-۲۰۳)

۲۔ تاریخ المذہب (ص ۳۳۷)

۳۔ شذرات الذہب (۱۹۵/۵) ۴۔ شذرات الذہب (۱۹۰/۵-۲۰۲)

۵۔ ان کے کلمات کے لیے دیکھئے ”مختصر تصانیف ابن عربی“ (۳۳۹-۳۳۹/۱)

۶۔ الخطیب من المائتات (۱۱۱-۹۰/۵) ۷۔ شذرات الذہب (۱۹۰/۵-۲۰۲)

ابن عربی اور علمائے غیر مقلدین

موجودہ غیر مقلدین ابن عربی کی مخالفت میں پیش پیش ہیں اور بعض ناما قبلت اندیش تو ان کی تحریک کر رہے ہیں۔ دور حاضر کے غیر مقلدین مثلاً ذہیر علی ذلی اور ان کے استاد طالب الرحمن غیر مقلد ابن عربی بکھٹے کی سخت سے سخت مخالفت کرتے ہیں اور ان کو کافر تک کہنے سے نہیں چھتکتے۔ حالانکہ ان کے اکابرین شیخ ابن عربی بکھٹے کے بڑے مداح ہیں اور ان کو "عالم الولاية المحمدية" وغیرہ القاب سے یاد کرتے ہیں۔

مثلاً غیر مقلدین کے شیخ اعلیٰ مولانا تریہ حسین دہلوی (م ۱۹۰۳ء) کے حالات میں امام خان نوشہرونی غیر مقلد (جنہیں مولانا محمد جونا گڑھی غیر مقلد جماعت اہل حدیث کے مقتدر عالم اہل فہم مولانا امام خان صاحب نوشہروی مقیم لاہور سے یاد کرتے تھے) اور کامنر مانتے ہیں: میاں صاحب مرحوم علمائے حنفیہ میں کی بہت عزت کرتے، شیخ علی الدین ابن عربی بکھٹے کا نام "شیخ اکبر" اور اکثر "عالم الولاية المحمدية" کے خطاب کے ساتھ پکارتے۔ اس پر علامہ قاضی بشیر الدین قوی (استاد جناب سید نواب صدیق حسن خان صاحب دلی بھوپال) کہ ابن عربی کے اشد مخالفین میں سے تھے، اور ابن عربی بکھٹے کی برتری و بزرگی کے رد و ادارہ نہ تھے، میاں صاحب سے صرف "شیخ اکبر" پر مناظرہ کرنے کے لیے دلی تشریف لائے، وہ بے منتہا متواتر گفتگو جاری رہی، مگر میاں صاحب نے شیخ اکبر کا احترام اچھا سے نہ جانے دیا، اور آخر کار قاضی صاحب بھی آپ سے حلق ہو گئے۔

اسی طرح علامہ خس الحق لیا نوبی نے بھی کئی روز شیخ اکبر پر آپ کے ساتھ مناظرہ کیا، اور دوران گفتگو میں "نصوص الفکر" پیش کرتے رہے، میاں صاحب نے پہلے تو اور طریقوں سے سمجھایا مگر جب دیکھا کہ آپ کسی طرح نہیں ماننے تو فرمایا

۱۔ علی لہوی (م ۲۰۰۰ء)

کہ ”لغات مکتبہ“ شیخ اکبر کی آخری تصنیف ہونے کی وجہ سے ان کی تمام کتابوں کی تاریخ ہے۔ اس پر مولانا غسٹ الحق حقیقت کو پا کر خاموش ہو گئے۔^۱
مولانا میاں غزیر حسین دہلوی صاحب کے سوانح نگار اور شاگرد مولانا فضل حسین صاحب بہارتی ان کے حالات میں لکھتے ہیں:

آپ جس وقت ”کتاب الرقاق“ پڑھتے اور کلمات تصوف کو بیان فرماتے تو خود کہتے، صاحبو! ہم تو احیاء العلوم کو یہاں دیکھتے ہیں۔ اسی لیے طبقہ علماء کرام میں شیخ اکبر کی الدین ابن عربی کی بڑی تعظیم کرتے اور (شیخ ابن عربی کو) ”عظیم الولاية المحمدية“ فرماتے۔^۲
مولانا فضل حسین اس حوالہ کو نقل کرنے کے بعد اس پر اپنا تبصرہ کرتے ہوئے شیخ ابن عربی کے حلق لکھتے ہیں:

اور بات بھی یہی ہے کہ علم ظاہر و باطن کی ایسی جامعیت عدوت سے خالی نہیں ہے۔^۳

نیز مولانا غزیر حسین صاحب لکھتے ہیں:

اور تاخر میں شیخ امام غزالی، اور امام رازنی اور شیخ نعمی الدین ابن عربی... نے اسی دفعہ شریک اور بدعت میں اور اثبات توحید ذاتی اور صفاتی میں اور احکامائے حکمت اللہ اور احیائے سنجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں طرح طرح سے مضامین رنگ رنگ بیان فرمائے ہیں، جو کچھ شبہ ہو ان صاحبین لوگوں کی کتابیں ملاحظہ کرے۔^۴

غیر مقلدین کے مجدد اور محقق اعظم نواب صدیق حسن خان (م ۱۸۹۰ء) نے علامہ ابن

۱۔ تراجم طائے حدیث جلد (۱۳۶) نیز دیکھئے ”امایا بعد الحرات“ سوانح مولانا غزیر حسین (ص ۱۳۳) (۱۳۳)

۲۔ امایا بعد الحرات (ص ۱۳۳)

۳۔ ایضاً (ص ۱۷۸)

۴۔ تہذیبی تذکرہ (۱/۱۰۵، ۱۰۶)؛ تہذیبی طائے حدیث جلد (۲۵۲/۹)

مرتی کا بڑا جھوٹا اور شاذ اور تہرہ لکھا ہے، اور ان کی بڑی تعریف کی ہے، اور موصوف ابن مرتی کی خوبیاں و کمالات بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

و بالجلۃ فقال من الثنات والکرامات لا تحصر و جلدات، و مر جید اللہ لفظ ہرۃ و آیت الہامیۃ۔^۱

خلاصہ کلام یہ ہے کہ شیخ ابن مرتی کے خواہوں اور کراستوں کا احاطہ کئی جلدوں میں بھی نہیں ہو سکتا، وہ اللہ کی ایک ظاہری رحمت اور واضح نشانوں میں سے ہیں۔

نیز نواب صاحب بحوالہ امام مہتری لکھتے ہیں:

میں نے شیخ ابن مرتی کی زیارت کی ہے اور کئی بار اس سے تحریک حاصل کیا ہے، آپ کی قبر انوار و برکات کے آثار نمایاں نظر آئے، اور وہاں مشاہدہ کیے جانے والے عظیم احوال سے کوئی منصف حراج آدمی انکار نہیں کر سکتا۔^۲

نواب صاحب نے ابن مرتی کے بارے میں حافظ ابن حبیہ اور حافظ ابن القیم وغیرہ کے مؤلف کو رد کرتے ہوئے لکھا ہے:

والمدبہ الراخ فی علی بازہب الیہ العلماء، المحققون المہجرون بنی العظم و المصل والشرع والسلوک المسکوت فی حوائد و صرف کلام الخالف لقاہرہ لشرع الی محال حدیث مدکف اللسان من تحفیر۔^۳

ابن مرتی کے بارے میں رائج مذہب وہی ہے جو کہ محققین اور علم، عمل و شریعت اور سلوک کے جامع علماء کا ہے کہ ان کی توحین سے سکوت کیا جائے، ان کا جو کلام ظاہری طور پر شریعت کے خلاف معلوم ہوتا ہے، اس کو اجماعی محال پر محمول کیا جائے، اور ان کی تحفیر سے اپنی زبان کو روکا جائے۔

غیر مقلدین کے محدث اعظم مولانا عبد اللہ روپڑی (م ۱۹۶۳ء) شیخ ابن مرتی اور دیگر صوفیاء کی طرف سے دفاع کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

۱۔ تاریخ الکمل (ص ۱۱۸)

۲۔ ایضاً

۳۔ ایضاً

ابن عربی، روئی اور جانی کے کلمات اس توحید (احدۃ الوجود) میں مشتبہ ہیں۔ اس لیے بعض لوگ ان کے حق میں اچھا افتاد رکھتے ہیں، بعض بُرا۔ ابن عربیؒ وغیرہ ابن عربی سے بہت بدعین ہیں۔ اسی طرح روئی اور جانی کو بھی علماء بُرا کہتے ہیں، مگر میرا خیال ہے کہ جب ان کا کلام محفل ہے جیسے جانی کا کلام، ہر نقل ہو چکا ہے اور وہ درحقیقت ابن عربی کا ہے کیونکہ ابن عربی کی کتاب ”معارف المعارف“ سے ماخوذ ہے تو پھر ان کے حق میں سوء نقلی ٹیک نہیں۔ اسی طرح روئی کو خیال کر لیتا چاہیے۔ فرض حتی الوسع فتویٰ میں احتیاط چاہیے۔ جب تک ہماری نقل نہ ہو فتویٰ نہ لگانا چاہیے، خاص کر جب وہ گزر چکے اور ان کا معاملہ خدا کے پرہیزگاروں کا توپ کر دینا کی ضرورت؟ بلکہ صرف اس آیت پر کفایت کرنی چاہیے **بَلِّغْ أُمَّةً قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَرَبُّكَ مَا كَسَبَتْمْ وَأَنَّا لَا نَسْأَلُكَ عَمَّا تَخْتَارُ بِغَضَبٍ مِنَّا**۔

۱۔ یہ سلاطین و چڑچڑی کا تبار ہے، اصل میں طاہرہ ابن عربی کی کتاب کا نام ”المعارف“ ہے، نہ کہ ”معارف المعارف“ چنانچہ دوسری جگہ سلاطین و چڑچڑی نے اس کا کج نام لیا ہے، معصوف لکھتے ہیں: **ابن عربی، شیخ الشیخ کے لقب سے مشہور ہیں، تصوف وغیرہ میں انہوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں، تصوف میں ان کی ایک کتاب ”المعارف“ ہے۔ اس میں لکھتے ہیں:۔۔۔ (توحید الرحمن، ص ۵۵)** زہرا علی زنی نے سلاطین و چڑچڑی کے اس تبار پر غیور لکھے ہوئے یہ روئی کر دیا کہ: **ما ظہر لہم من راجی صاحب ابن عربی کی کتابوں سے کج طور پر واقف نہیں تھے، لہذا ان کی تاویلات میں حلالی باتوں پر مشتمل ہیں۔ (الحدیث، ۲۱/۵۳)**

گو اصل زنی کے نزدیک راجی صاحب الحدیث نہیں، بلکہ مقلد تھے، کیونکہ وہ قبول علی زنی، بلا دلیل اور بغیر سبب کے، محل انہیں نہ کر کے لوگوں کی سنی حلالی باتوں پر غور و فکر کرتے تھے، اور علی زنی نے تنبیہ کی یہی طرف کی ہے کہ:

غیر لی کی ہے، اصل بات کو انکے بند کر کے، بے سبب کہے مانے کو تنبیہ کہتے ہیں۔ (دین میں توحید کا مسئلہ ص ۴)

زہرا علی زنی نے دو بندوں کی دشمنی میں اپنے ایک اعلیٰ معیار عالم کو بھی غیر احمدیہ ثابت کر دیا ہے۔ =

ترجمہ: وہ ایک جماعت تھی جو گزری تھی، ان کے واسطے ہے جو انہوں نے کیا اور تمہارے واسطے ہے جو تم نے کیا اور تم سے کچھ بچے نہیں ان کے کاموں کی۔
 نیز مولانا درود پڑھتی نے شیخ ابن عربی کو متحد مقامات پر "شیخ الطیور" کے عظیم لقب سے لقب کیا ہے۔^۱

۱۔ مولانا صاحب آہستہ آہستہ اپنے اکابرین پر ہاتھ صاف کر رہے ہیں، پہلے انہوں نے مولانا عبدالمطلب اور اب صدیق حسن خان وغیرہ کو غیر ائمہ دین کہا، اب مولانا درود پڑھتی کو ائمہ دین کی صف سے باہر نکال دیا اور کہتے ہیں اس کے بعد کسی کی باری آتی ہے۔ (دہ بڑے)۔

اور پھر مولانا درود پڑھتی نے اگر ان میں سے کسی کتاب کا یہاں نام (الطہار کی بجائے احوال الطہار) لکھا ہے تو دوسری جگہ انہوں نے اس کی تصحیح کر دی ہے اس کے باوجود مولانا درود پڑھتی نے ان کی باتوں کا ذکر کرنے میں کوئی خالی باتوں پر فخر نہ دینے کا طعنہ دے رہے ہیں، لیکن خود مولانا درود پڑھتی نے ایک دہ بڑے عالم مولانا محمد عباس فیصل صاحب کو حدیث میں غلطی لکھا، اور ضعیف ثابت کرنے کے لیے یہ دلیل دی ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب "تلاذ ظہیر" میں درود اور انبی کا حوالہ "کج بھاری" دینے کی بجائے "کج مسلم" سے دیا ہے۔ (جہتہ المستقیم، ص ۳۲) حالانکہ خود مولانا درود پڑھتی یہاں مولانا فیصل کی کتاب کا نام غلط لکھ رہے ہیں، اس لیے کہ ان کی کتاب کا نام "تلاذ ظہیر صلی اللہ علیہ وسلم" ہے، نہ کہ "تلاذ ظہیر"۔ تو کیا اب مولانا درود پڑھتی نے بھی ان کی اصل کتاب کو نہ سے بغیر اصل بنی خالی باتوں پر عمل کرتے ہوئے ان پر فخر کیا دیا ہے؟

یہ مولانا درود پڑھتی کے شاگرد مولانا محمد صدیق کے حوالے سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرنا کہ مولانا درود پڑھتی نے ان میں سے کسی کی جو قریب کی ہے، یہ صرف ان کی ذاتی رائے ہے، بھی انہیں ان کے شاگردوں سے اس لیے کہ مولانا درود پڑھتی ان میں سے کسی کی قریب کرنے میں حذر نہیں ہیں، بلکہ مولانا درود پڑھتی نے ان میں سے کسی کو غیر ائمہ دین کی سمیت تمام اکابرین غیر ائمہ دین بھی ان کی قریب میں دھب لگایا ہے، لہذا آج کل غیر ائمہ دین کی فتنہ پوری (اہل حدیث) سمورے کے حلقہ کو لٹا کر دینے اور ان سے مرادات حاصل کرنے کے لیے اپنے اکابرین کے برعکس ان میں سے کسی کو لٹا کر دی ہے۔

۲۔ فتاویٰ اہل حدیث (۱/۱۵۵ ص ۳۳)

۱۔ خطا دیکھئے "توحید الرحمن" (ص ۵۶-۵۵)

مشہور غیر مقلد علامہ وحید الزمان (۱۹۲۴ء) لکھتے ہیں:

اللہ کے سب ولیوں اور ایمانوں اور مجتہدوں اور دین کے عالموں سے محبت رکھنا چاہیے اور کسی ولی یا امام یا مجتہد یا دین کے عالم کی توحین نہ کرنا چاہیے۔ اگرچہ انہوں نے کسی مسئلہ میں خطا بھی کی ہو تو یوں کہنا چاہیے **عَفْوُ اللّٰہِ لَہٗ**۔ سہ پست اور زبان اور از لوگ بے ساختہ کلمات ناشائستہ علماء کی نسبت نکال دیتے ہیں، اس کا انجام بہت برا ہے۔ ہم کو شیخ ابن عربی سے محبت ہے اور ابن عربیؒ اور شوکانیؒ سے بھی، ابن جوزیؒ سے بھی اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے بھی، ہم کسی اگلے عالم کو انہیں کہتے۔ اگر ان سے خطا ہوئی ہے تو اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے۔ یہی طریقہ اسلم ہے۔^۱

نیز لکھتے ہیں:

ہمارے (غیر مقلدین۔ باطل) اصحاب میں سے نواب صدیق حسن خان نے فرمایا کہ: شیخ علی الدین ابن عربیؒ اور شیخ احمد سرہندیؒ کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ دونوں اللہ تعالیٰ کے چیدہ بندوں میں سے ہیں، اور جن اعتراضات کا انہیں نشانہ بنایا گیا ہے ہمیں ان کی کوئی پروا نہیں۔ ہمارے اصحاب میں سے علامہ شوکانیؒ بھی اسی طرح کے بزرگ ہیں جنہوں نے بالآخر شیخ ابن عربیؒ کی خدمت سے رجوع کر لیا تھا، اور کہا تھا کہ میں نے ”فوتحاوہ یکہ“ کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ”مضمون“ میں شیخ کے کام کو صحیح معنی و محل پر محمول کیا جاسکتا ہے۔^۲

موصوف نے حافظ ابن تیمیہؒ اور حافظ ابن العجمؒ وغیرہ کی ابن عربیؒ پر تنقید کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے:

وہندی اہلہم لم یفہموا مراد شیخ ولم یسموا بغيرہ۔^۳

میرے نزدیک یہ لوگ شیخ (ابن عربیؒ) کی کام کو کبھی نہیں سمجھے، اور نہ ہی انہوں نے اس میں کچھ زیادہ غور و فکر کیا۔

۱۔ صحاح اللہیت (جلد اول، کتاب ب، ص ۴۸)

۲۔ جہانگیری (ص ۵۰) ۳۔ ایضاً (ص ۵۱)

نیز علامہ وحید الزمان نے شیخ ابن عربی رحمہ اللہ کو طوائف اہل حدیث کا پیشوا قرار دیا ہے۔^۱
 غیر مقلدین کے امام العصر مولانا ابراہیم سیالکوٹی (م ۱۹۵۶ء) شیخ موصوف کی کتاب
 ”نصوص الحکم“ سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضرت شیخ اکبر قدس سرہ ”نصوص الحکم“ میں فرماتے ہیں۔^۲
 علامہ محمد جمال الدین قاسمی دہلوی فیہ مقلد (م ۱۹۱۳ء) شیخ ابن عربی کی کتاب ”توحافات
 یکہ“ سے ایک عبارت نقل کرتے ہوئے ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

الشیخ الاکبر، معنی الدین بن عربی للامن اللہ بسره۔^۳
 غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا شامہ اللہ امرتسری (م ۱۹۳۸ء) نے شیخ ابن عربی اور ان
 کی تصانیف سے متعلق ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے:

سیدہ پختہ شیخ ابن عربی بہت بزرگ ہے۔ مولانا نواب (صدیقی حسن) صاحب
 بھوپال مرحوم ”تکذاب“ میں علامہ شوکانی سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے چالیس
 سال تک شیخ کی تکفیری۔ آخر میری رائے غلط معلوم ہوئی تو میں نے رجوع کیا،
 نواب صاحب مرحوم شیخ مروج کفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور مولانا غازی
 حسین المعروف حضرت میاں صاحب دہلوی شیخ مروج کو ”شیخ اکبر“ لکھتے ہیں۔
 (میدار الحق، ص ۱۳۸) حضرت مجدد سرہندی بھی شیخ موصوف کو فخرِ اہل انبیاء سے
 لکھتے ہیں۔ جی ہذا آپ کی مخالفت کی مسئلہ وحدۃ الوجود ہے، سواس کی تفسیر پر
 مدار ہے، جیسا اس کی تفسیر کی جائے ویسا ہی اس کا اثر ہوگا۔ خاکسار کے نزدیک
 اس کی صحیح تفسیر بھی ہو سکتی ہے، جس کا ذکر کبھی کبھی اہل حدیث میں کیا گیا ہے۔
 دوسری وجہ غلطی کی ایمانِ فرعون ہے، مگر شیخ کا قول مندرجہ ”توحافات“ اس غلطی کا
 ازالہ کرتا ہے۔ شیخ موصوف نے ”توحافات“ میں فرعون کو ندی الودیعہ لکھ کر
 ابدی چٹانی لکھا ہے، اور کسی مقام پر اس کے خلاف ملتا ہے تو وہ متروک ہے یا

۱۔ طوائف اہل حدیث (ج ۲، کتاب ص ۱۳)

۲۔ واضح ایمان (ص ۳۳)

۳۔ قواعد اہل حدیث (ص ۵۰)

ماڈل۔ اس لیے غلام علی دہلوی کے بارے میں بھی شیخ محمد صالح عیسیٰ نے فرمایا کہ:

مولا غلام علی صاحب، جن کے بارے میں مولا غلام احمد رحمانی غیر مقلد نے تصریح کی ہے کہ وہ غیر مقلد عالم تھے، لکھتے ہیں:

شیخ محمد علی الدین ابن عربی، رضی اللہ عنہ جو علمائے اہل اہل اور صوفیاء کہار میں سے ہیں۔^۱

مولا غلام احمد مبارکپوری (م ۱۹۳۳ء) شیخ ابن عربی کے بارے میں لکھتے ہیں:

صوفی سانی امام محمد بن ابی الدین ابن عربی۔^۲

نیز لکھتے ہیں:

صوفی وقت علامہ محمد بن ابی الدین ابن عربی جیسے صاف طینت۔^۳

مولا غلام احمد مبارکپوری غیر مقلد (م ۱۹۶۲ء) اذکار فرماتے ہیں:

حضرت امام الصوفیاء محمد بن ابی الدین ابن عربی جن کو مولا غلام احمد غلامی نے "خاتم الاولیاء" لکھ دیا ہے۔^۴

مولا غلام احمد غلامی لکھتے ہیں کہ مولا غلام احمد رحمانی دہلوی کے علاوہ میں سے ہیں، شیخ ابن عربی کو غیر مقلد اور اہل حدیث قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

امام محمد بن ابی الدین ابن عربی صاحب فتوحات، آپ بھی مجتہد تھے اور اجماع حدیث اور ترک تقلید میں بے نظیر تھے، اور علم حدیث کے ایسے دریا تھے جس کا کنارہ نہ ہو اور قیاس کے ایسے منکر جس کا کچھ جان نہیں ہو سکتا۔^۵

مولا غلام احمد غلامی معارف اسلامیہ کے نامور محقق، شیخ محمد صالح عیسیٰ نے فرمایا کہ:

۱۔ تہذیبیاتی (۲۳/۱)

۲۔ اہل حدیث اور سیاست (ص ۲۷)

۳۔ حیرت انگیزی (ص ۲۰۹)

۴۔ خانہ خٹک (ص ۲۷)

۵۔ اہل حدیث (ص ۲۷)

ان کے بارے میں لکھتے ہیں: حضرت ابن عربیؒ۔^۱

مولانا محمد اسماعیل سہلی غیر مقلد (م ۱۹۶۸ء) نے ابن عربی کو متحقق اہل علم میں شمار کیا ہے۔^۲

زہیر علی زئی کے حووسر استاذ مولانا محبت اللہ راشدی غیر مقلد (م ۱۹۹۵ء) نے ابن عربی کو امام قرار دیا ہے۔^۳

اسی طرح علی زئی کے دوسرے حووسر استاذ اور محبت اللہ شاہ کے بھائی مولانا بدیع الدین راشدی (م ۱۹۹۶ء) نے ابن عربی کو بزرگ اولیاء میں شمار کیا ہے، اور ”شیخ اکبر“ کے لقب سے ان کو لقب کیا ہے۔^۴

قادر مبین! اکابرین غیر مقلدین کی ان عبارات میں آپ نے ملاحظہ کر لیا کہ یہ حضرات کس قدر شیخ ابن عربیؒ جو عقیدہ وحدۃ الوجود کے سب سے بڑے طہرہ دار ہیں، کی تعریف و توصیف میں رعب الممان ہیں اور کس طرح ان کی طرف سے وافت کر رہے ہیں اور کتنے بڑے بڑے القاب ”شیخ اکبر“ اور ”عالم الولایۃ المحمدیۃ“ وغیرہ سے ان کا تذکرہ کر رہے ہیں، لیکن زہیر علی زئی وغیرہ غیر مقلدین اپنے گمراہی کرنے کی بجائے علمائے دوح بندہ پر خواہ مخواہ کچڑا پھال رہے ہیں۔ چنانچہ زہیر علی زئی لکھتے ہیں:

مسئلہ وحدت الوجود اور ابن عربی کے بارے میں اکابر علمائے دوح بندی تصریحات ”علمائے دوح بندت“ پر مبنی نہیں ہیں۔^۵

زہیر علی زئی صاحب سے عرض ہے کہ علمائے دوح بندی فکر چھوڑیں، اپنے مذہب کے ان باتوں کی ان ابن عربیؒ اور وحدت الوجود کی بابت مذکورہ تصریحات ملاحظہ کریں اور پھر غصہ سے دماغ سے اپنے اس دعویٰ کا خبیث غیر مقلدیت پر غور و فکر فرمائیں کہ:

مذہب اہل حدیث ہی حق ہے، اس کے علاوہ باقی تمام مذاہب باطل ہیں، چاہے وہ دوح بندیوں کا مذہب ہو، یا شیعوں یا مجوسیوں کا۔ واللہ، ہمیں تو اپنے مذہب

۱۔ محمد یحییٰ بکنت بک (م ۵۷۳ھ) ۲۔ تحریک آزادی فکر (م ۲۵۹ھ)

۳۔ مقالہ رشیدیہ (۲۵/۱) ۴۔ مقالات رشیدیہ (۱۵۸/۲)

۵۔ فتاویٰ کلمات قیام رمضان (م ۳۳)

نے اصل سماج کو کاہنہ رایتیں ہے۔^۱

اتنا نہ بڑھا پاکی داناں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ، ذرا بند تھا دیکھ

دہرِ مہرِ زنی کا ہر رنگ

اور پھر زہرِ مہرِ زنی کا اپنے ان اکابرین کے بارے میں یہ ہر رنگ بھی ملاحظہ کریں کہ:
یہ علماء دین عربی اور اس کی کتابوں سے صحیح طور پر واقف نہیں تھے۔^۲
سبحان اللہ! اعلیٰ زنی نے اپنے اکابر کا دفاع کرنے کے لیے کتنا اچھا ٹکٹو پھوڑا ہے کہ وہ
ابن عربی اور اس کی کتابوں سے صحیح طور پر واقف نہیں تھے۔

مہرِ زنی صاحب اللہ سے ڈریں۔ لوگوں کی آنکھوں میں کیوں خاک بھونک رہے ہیں؟
کیا آپ نے ہمارے ذکر کردہ حوالوں میں سے پہلے حوالہ نہیں پڑھا کہ مولانا نذیر حسین اور کاظمی
شیر اللہ بن قحوی کے درمیان ابن عربی کے بارے میں مسلسل دو ہفتے مناظرہ ہوتا رہا، اب اگر یہ
دلوں حضرت ابن عربی کی کتابوں سے واقف ہی نہیں تھے، تو پھر یہ دو ہفتے مسلسل مناظرہ کس
دلیل کی بنیاد پر کرتے رہے؟

اسی طرح میاں نذیر صاحب نے اپنے شاگرد مولانا حسن الحق غیر مقلد کے ساتھ
مناظرے میں بھی (جب انہوں نے "فصوص الحکم" قریش کی ان کو "فتوحات کبیرہ" دکھائی اور یہ کہہ
کر ان کو خاموش کر دیا کہ یہ کتاب ابن عربی کی آخری تصنیف ہونے کی وجہ سے ان کی تمام کتابوں
کے لیے نسخ ہے۔

اور کیا آپ نے خواب صدیقی حسن خان کا حوالہ بھی ملاحظہ نہیں کیا جس میں وہ بحوالہ کاظمی
شیرکائی فرماتے ہیں کہ: میں نے "فتوحات کبیرہ" کو غور سے دیکھا ہے۔ اسی طرح آپ نے مولانا
ابراہیم سیالکوٹی کا حوالہ ملاحظہ کرنے کی بھی زحمت گوارہ نہیں کی جس میں وہ ابن عربی کی "فصوص
الحکم" کا حوالہ دے رہے ہیں۔ اسی طرح مولانا امیر تسرنی وغیرہ نے بھی اپنے بیانات میں ابن عربی
کی کتب کا حوالہ دیا ہے۔

۱۔ ابن ابی کازم کی کتاب (ص ۶۵)

۲۔ طلحہ بیضا (ش ۵۲، ص ۳۱)

ان سب واضح حوالہات کے باوجود آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ لوگ ابنِ عربی اور ان کی کتابوں سے صحیح طور پر واقف نہیں تھے۔ گویا یہ لوگ تو ابنِ عربی کی اصل کتابوں سے حوالے پیش کر کے بھی آپ کے ہاں ابنِ عربی کی کتابوں سے ناواقف ثابت ہو رہے ہیں، جبکہ خود آپ ابھی تک ابنِ عربی کی کسی کتاب سے اس بارے میں کوئی ایک حوالہ بھی پیش نہیں کر سکے، اور نہ ہی آپ میں ابنِ عربی کی کتابوں کو سمجھنے کی اہلیت ہے، اس کے باوجود آپ ابنِ عربی کو کچھ کئے، لیکن آپ کے اکابر ان کی اصل کتابوں پر مطلع ہونے کے باوجود اس کو سمجھنے میں ناکام رہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنے اکابرین سے زیادہ لاعلمی ہیں۔

ملاوہ انہی زہر علی زئی نے اپنے اکابرین کی ان مہارتات سے جان چھڑانے کے لیے ایک توجہ یہ بھی ذکر کی ہے کہ:

ان کی یہ مہارتات ان سے بڑے اور جمہور (ابنِ حبیہ وغیرہ) علماء کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہیں۔^۱

لیکن علی زئی کا یہ عذر کچھ بھی محض دفع الوقتی ہے، اس لیے کہ ہم ابنِ عربی کی حمایت میں متعدد حقائق و تصدیقیں پیش کر کے حوالے ذکر کرتے ہیں، ابنِ عربی کے یہ حقائق کھدائیں تھیں اور میں بھی زیادہ ہیں، اور علم و فضل میں بھی ناقدین ابنِ عربی سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔ نیز علی زئی سے ہمارا سوال یہ ہے کہ آپ کے اکابرین، ابنِ حبیہ وغیرہ، ان علماء کی مہارتات پر مطلع ہونے کے باوجود، جیسا کہ عہدِ افتخار و بڑی و فیرہ نے اپنے بیانات میں ابنِ حبیہ کا حوالہ دے کر ان کے خلاف ابنِ عربی کا ساتھ دیا ہے، تو پھر آپ اپنے اکابرین کی صرف ان مہارتات کو کیوں مردود کہہ رہے ہیں، خود ان اپنے اکابرین کو مردود کیوں نہیں قرار دیتے؟

یہ آپ کا عجیب انصاف ہے کہ اگر ملائے دوج بندہ ابنِ عربی کی تعریف کریں تو آپ ان پر فتوٰں کو بوجھنا شروع کر دیتے ہیں، لیکن جب آپ کے سامنے ابنِ عربی کی تعریف میں آپ کے اپنے علماء کے حوالے پیش کیے جاتے ہیں تو پھر آپ کو ساپ سگھ جاتا ہے، اور آپ کو یہ کہنے کی بھی جرأت نہیں ہوتی کہ ہمارے علماء بھی ابنِ عربی کی تعریف و تائید کرنے کی وجہ سے بدعتی ہیں۔

شرم! شرم! شرم!

(۲)

مسئلہ ”امکانِ نظیر“

ذہیر علی ذئی کا علمائے دوحہ ہند کا دوسرا اعتراض مسئلہ ”امکانِ نظیر“ ہے (کہ اللہ تعالیٰ حضرت محمد ﷺ کا ہم مثل اور نظیر پیدا کرنے پر قادر ہیں) ذہیر علی ذئی نے اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے اس کو گندہ عقیدہ قرار دیا ہے۔ لہذا یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ یہ عقیدہ علمائے دوحہ ہند کا اختراع ہے اور اسی وجہ سے دوحہ ہندی اور بریلوی اختلاف پیدا ہوا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

بریلوی دوحہ ہندی کا لفظ ”آقا زانس“ وقت شروع ہوا جب دوحہ ہندیوں نے امکانِ

نظیر (یعنی نبی ﷺ کا ہم مثل نظیر ممکن ہے) کا مسئلہ بھی باجیزا ہے۔^۱

مسئلہ ”امکانِ نظیر“ اور غیر مقلدین

ذہیر علی ذئی کا علمائے دوحہ ہند پر یہ سراسر جھوٹ اور بہتان ہے، کیونکہ علمائے دوحہ ہند سے بھی پہلے حضرت مولانا محمد اسماعیل دہلوی شہید رحمہ اللہ (م ۱۳۶۲ھ)، جن کو غیر مقلدین غیر مقلد اور اعلیٰ حدیث قرار دیتے ہیں، بھی اسی نظریے کے قائل تھے، اور ان کے اور مولانا فضل حق خیر آبادی کے درمیان اس مسئلے پر کافی بحث مباحثہ ہوا تھا۔ مولانا امام خان نوشہرہ دینی غیر مقلد مولانا شہید کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

صاحب الہ فاضل علامہ فضل حق خیر آبادی سے مسئلہ ”اللہ رب المصرت حضرت محمد

ﷺ“ سا دوسرا پیدا کرنے پر قادر ہے“ پر بحثیں ہو رہی ہیں۔ فاضل خیر آبادی

رسالت مآب ﷺ جیسا پیدا کرنے پر خداوند آفریں و جاو کو غیر قادر بتاتے، جنہیں

۱۔ الحدیث (۲۷: ۲۳)

۲۔ ابنِ اوزاعہ ذی القادسی (ص ۹)

۳۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل دہلوی شہید رحمہ اللہ صحیح العقیدہ اور عقلی المذہب تھے، وہ اس پر علمائے دوحہ ہندی کی تحقیقات

مطہور ہیں۔ البتہ غیر مقلدین ان کو ”غیر مقلد“ اور اعلیٰ حدیث کہتے ہیں۔ دیکھئے نزاجم علمائے حدیث

ہند (۶۹-۱۱۲)

یہاں تاہم اس آیت سے پیش کے لیے مہربان کردیا: اَوَلَيْسَ الَّذِي
حَلَّلَ السَّخَنَتِ وَالْاَوْحِى بِفَاوِجٍ عَلٰى اَنْ يُّخَلِّقَ بِمِثْلِهِمْ نٰثِي وَفَوْزِ
الْعَلَّاقِ الْعِلْمِ۔

ترجمہ جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا وہ ایسے ہی اور آسمان اور اسی قسم کی
اور زمینیں پیدا نہیں کر سکتا، کیوں نہیں اس عاجز مطلق کے لیے کیا مشکل ہے۔

اس بھست کے بعد علامہ غیر آبادی ثم ٹھوک کر میدان میں اتر آئے۔^۱

نیز مولانا نوشہروی کی تصریح کے مطابق علامہ شہید نے مسئلہ ”امکان نظیر“ کے اثبات میں
ایک کتاب لکھی ہے جس کو ایک روز میں قلمبند فرمایا تھا اور اسی مناجات سے اس کا نام ”یک
روزی“ رکھا۔^۲

سید امیر احمد فاضل غیر مقلد نے مولانا شہید رحمہ اللہ کے دفاع میں اور ”امکان نظیر“ کے
اثبات میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ”تفصیل الابطال من اشباح الاسامیل“^۳ ہے۔

نیز غیر مقلد محدث مولانا سید امیر احمد سہروردی کا مسئلہ ”امکان و افتناع نظیر“ میں مشہور
ہے، اے عالم مولوی محمد فضل رسول بدایونی کے بیٹے مولوی محمد عبدالقادر کے ساتھ مناظرہ بھی ہوا تھا،
اس کو ان کے شاگرد مولانا محمد نذیر فاضل نے ”مناظرہ احمدیہ“ کے نام سے طبع کرایا۔^۴

غیر مقلدین کے شیخ النکھ مولانا میاں نذیر حسین اور ان کے حلقہ و بھی ”امکان نظیر“ کے
کاٹل ہیں اور اس شخص کو کافر قرار دیتے ہیں جو اس کا منکر ہے۔ ذیل میں ان کا ایک فتویٰ ملاحظہ
کریں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس باب میں کہ نذیر کہتا
ہے کہ اللہ تعالیٰ کو قدرت نہیں کہ مثل آنحضرت ﷺ کے پیدا کر سکے، اور عمر کہتا
ہے کہ اللہ تعالیٰ کو قدرت تو ہے مگر موافق اپنے وعدہ کے پیدا نہ کرے گا۔ ان

۱۔ ترجمہ طائے حدیث (ص ۸۰، ۸۱)

۲۔ ایضاً (ص ۹۳)

۳۔ ایضاً (ص ۱۲۵)

۴۔ ایضاً (ص ۱۳۳)

دونوں میں کون سچا ہے۔ یہ تو انھوں نے جھوٹا جواب دیا۔
 الجواب: در صورت مرقوم معلوم کرنا چاہیے کہ زیادہ اپنے قول میں جھوٹا ہے۔ اور
 دہلوی اس کا خلاف عقائد مسلمین کے ہے۔ اور مرد اپنے دہلوی میں سچا ہے اور
 اعتقاد اس کا موافق عقائد اہل سنت والجماعت کے ہے۔ اور اعتقاد زیادہ کا گمراہی
 ہے۔ ایسے شخص کو گمراہ اور قطعی بدعت سے سمجھنا چاہیے۔ ایسے شخص کے کفر اور عدم
 کفر میں علماء مختلف ہو رہے ہیں اور قریب کفر کے ہونے میں کچھ شک و شبہ نہیں
 ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ سید محمد حسین علی مدظلہ

اس فتویٰ پر دیگر علمائے غیر مقلدین خود بنیاء الدین، محمد اسد علی اور حفیظ اللہ کے
 بھی دستخط ہیں۔^۱

اب دہلوی ذی صاحب سے ہمارا سوال ہے کہ آپ تو عقیدہ "امکانِ نظیر" کو کلمہ عقیدہ
 قرار دے رہے ہیں، اور اس کی وجہ سے علمائے دہلی کو مصلحتوں کو رہے ہیں۔ لیکن آپ کے
 اکابر آپ جیسے "مکرمین امکانِ نظیر" کو گمراہ اور کافر تک قرار دے رہے ہیں، لہذا آپ کو چاہیے
 کہ آپ یہ "مذہب غیر مقلدین" کو ترک کر کے اس سے زیادہ ترقی یافتہ کوئی مذہب اختیار کر
 لیں اور یہ ہو جائے۔

نیز مولانا عبد اللہ امرتسری غیر مقلد نے مولودی صاحب کے جواب میں لکھا ہے:
 اور یہ نہیں سمجھئے کہ خدا کی خدائی میں کیا نہیں ہو سکتا۔ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
 مثل یا آپ کی اتباع سے نیا نبی اب نہیں ہو سکتا؟ اتباع سے نیا ہو سکتا ہے، کیا
 خدا اب کا اور نہیں رہا؟ سوال تو ہونے سے ہے نہ (کہ) ہو سکتے۔^۲

۱۔ فتاویٰ تحریریہ (۱/۵۲)

۲۔ فتاویٰ احمدیہ (۱/۳۹۹)

زبیر علی زئی کا علمائے دیوبند پر تیسرا الزام: مسئلہ امکان کذب

✚ مسئلہ امکان کذب کا مفہوم

✚ امکان کذب اور غیر مقلدین

(۳)

مسئلہ امکان کذب

ذہریلی زنی علمائے دہلیہند سے دشمنی میں آتا آ کے نکل چکے ہیں کہ وہ ان کے مقابلے میں اہل بدعت اور بریلویوں کی حمایت کرنے میں بھی فخر محسوس کر رہے ہیں۔ چنانچہ مسئلہ ”امکان کذب“ جو علمائے دہلیہند اور بریلویوں کے درمیان معرکہ الآراء مسئلہ ہے، میں بریلی کی نقطہ نظر کی حمایت کرتے ہوئے نظر آ رہا ہے۔

مسئلہ ”امکان کذب“ کا سادہ سا مفہوم یہ ہے کہ:

اللہ تعالیٰ جس طرح ہر چیز پر قادر ہے، اسی طرح اپنے دیے ہوئے حکم کے خلاف کرنے پر بھی قادر ہے، اللہ تعالیٰ کو کوئی مجبور نہیں کر سکتا، اپنی بات کے خلاف کرنا عام حالات میں مجبوت کہلاتا ہے، مگر جب اللہ تعالیٰ ایسا کریں تو اسے مجبوت نہیں کہہ سکتے۔ اس کا مفہوم سمجھانے کے لیے اس کا عنوان کذب نہیں بلکہ ”امکان کذب“ رکھا جاتا ہے۔

علمائے دہلیہند کے استاذ کل قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مسئلہ ”امکان کذب“ کی وضاحت کرتے ہوئے اور علمائے دہلیہند کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ذات پاک حق تعالیٰ جلالت کی پاک منزہ ہے، اس سے کہ متصف بخلۃ کذب کیا جاوے (معاذ اللہ تعالیٰ!) اس کے کلام میں ہرگز ہرگز ثابۃ کذب کا بھی نہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں):

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اللَّهُ قِيلَ: (نساء: آیت ۱۲۲)

ترجمہ: بات میں کوئی اللہ تعالیٰ سے زیادہ گمراہ نہیں۔

ہر شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے، یا زبان سے کہے کہ وہ کذب (مجبوت) ہوتا ہے، وہ قطعاً کافر (د) ملعون ہے، اور مخالف قرآن وحدیث کا اور ارجاع امت کا ہے، اور ہرگز مؤمن نہیں:

فَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُفْكَرُونَ الْكَافِرُونَ غُلُّوا عَنَّا

ترجمہ: اللہ تعالیٰ غالموں کی بات سے بہت ہی اونچا ہے۔

یہ عقیدہ اہل ایمان سب کا ہے، کہ خدا تعالیٰ نے مثلا فرعون و ہامان و ابلیس کو قرآن مجید میں بُنی ہوئے کا ارشاد فرمایا ہے، وہ ظلم قلمس ہے، اس کے خلاف ہرگز ہرگز نہ کرے گا۔ وہ تعالیٰ اور ہے اس بات پر کہ ان کو جنت دے دے، عاجز نہیں ہوئے گا، قادر ہے، اگر چاہیہ (اپنے اختیار سے) انہیں کرے گا۔ قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں):

وَلَوْ جِئْنَا بِآلِهِنَا كُلِّ نَفْسٍ مُّذَاهِبًا وَلَكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْعَذَّةِ وَالنَّاسِ الْمُنْفِقِينَ. (المجمدہ: ۱۳)

ترجمہ: اور اگر ہم چاہتے تو سمجھا دیتے ہرئی کو اس کی راہ، لیکن ٹھیک چہ بھی ہے میری مکی بات، کہ کھٹک کو بھرنی ہے دوزخ جنوں سے اور آدمیوں سے اکٹھے۔

اس آیت سے واضح ہو گیا کہ اگر حق تعالیٰ چاہتا اس کو سزا سن کر دیتا، مگر جو فرما چکا ہے اس نے خلاف نہ کرے گا، اور سب اختیار سے ہے، خطرہ سے نہیں۔ وہ مامل علیٰ رفقائنا لبنا یُہیند ہے، یہ عقیدہ تمام علمائے امت کا ہے۔^۱

ذیل زنی مسئلہ "امکان کذب" میں بریلویوں کی وکالت میں علمائے دین کے خلاف برہنہ ہرئی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ان لوگوں کو اس بات سے شرم نہیں آئی کہ امکان کذب باری تعالیٰ کا باطل عقیدہ اللہ تعالیٰ سے منسوب کرتے ہیں۔^۲

حالانکہ خود ذیل زنی کو شرم آتی چاہیے کہ جس عقیدہ میں ان کے اپنے اکابر بریلویوں کے مقابلے میں علمائے دین کے ہم نوا ہیں، اسی عقیدہ کو وہ باطل اور گستاخانہ قرار دے رہے ہیں۔

ع شرم تم کو کر نہیں آتی
مسئلہ "امکان کذب" اور "غیر مقلدین"

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا محمد امجد علی (م ۱۹۳۸ء) نے تصریح کی ہے کہ بریلوی "امکان کذب باری تعالیٰ" کے عقیدے کو کفر سمجھتے ہیں، اور حاراً (یعنی غیر مقلدین کا) عقیدہ اس کے برعکس ہے۔^۳

۱۔ باقیات النبی و شیعہ (ص ۱۰۷-۱۰۸)

۲۔ اللہ عجل (ص ۲۳)

۳۔ دلائل ثانیہ (ص ۷۷)

غیر مقلدین کے محدث اعظم مولانا عبد اللہ روڈی صاحب (م ۱۹۶۳ء) ایک بریلوی عالم کی عبارت ”بعض بدعتیہ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود باطل جھوٹ بولنے پر قادر ہے“ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مسئلہ ”امکان کذب“

تبصرہ: صاحب رسالہ کو لکھنا نہیں آتا۔ مقابلہ کا لحاظ کرتے ہوئے میں لکھنا چاہیے تھا کہ: اللہ تعالیٰ کی ذات جھوٹ بولنے پر قادر نہیں، کیونکہ خالص و محبوب سے پاک تو سب ہی مانتے ہیں۔ اگر کہا جائے کہ ”او جھوٹ بولنے پر قادر نہیں“، یہ نقص اور عیب ہے۔ اس بناء پر مقابلہ صحیح ہو گیا تو اس کے جواب میں دوسرا فریق کہہ سکتا ہے کہ ”جھوٹ پر قدرت نہ رکھنا، یہ نقص و عیب ہے“ اس لیے خدا کی ذات کو اس سے پاک ماننا چاہیے۔ اس صورت میں مقابلہ ایک اور چیز میں ہو گیا۔ یعنی جھوٹ پر قدرت رکھنا، یا قدرت نہ رکھنا، ان دونوں میں سے کونسا ”عیب“ اور کونسا ”کمال“ ہے۔ پس صاحب رسالہ کو اس کا فیصلہ کرنا چاہیے تھا، تاکہ رسالہ بند ہونے والا کسی نتیجہ پر پہنچتا، ویسے لکھنے سے کیا فائدہ؟ اب ہم اس مسئلہ پر روشنی دالتے ہیں۔

بریلویہ دوحہ بندی اور مسئلہ امکان کذب

بریلویہ دوحہ بندیہ میں ”امکان کذب“ کے بارے میں بحث جلی خلی یعنی خدا جھوٹ بولنے پر قدرت رکھتا ہے یا نہیں؟ فریقین کی طرف سے اس پر بہت کچھ لکھا تھا، جس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ مختصر یہ ہے کہ بریلویہ نے یہ کہا کہ ”جھوٹ عیب ہے“ اور عیب پر قدرت ہو تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ اللہ کی ذات میں عیب ہو سکتا ہے، حالانکہ اللہ کی ذات میں عیب ہونا محال ہے۔ دوحہ بندیہ نے اس کے مقابلہ میں کئی پہلو اختیار کیے۔ ایک یہ کہ جب ایک شے پر ایک مقام میں ایک نتیجہ مخرّب ہو، اور دوسرے مقام میں دوسرا تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کی ذات کو کوئی بھی لازم نہیں، کیونکہ جو شے ذات کو لازم ہوتی ہے وہ جہاں ذات ہوگی وہاں وہ ہوگی۔ مثلاً ایک ملک کے لوگ ”سیاہ“ ہیں، ایک

ملک کے "سفید" ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ "سیاہی"، "سفیدی" انسانیت کی ذات کو لازم نہیں اور نہ سارے سیاہ ہوتے یا سارے سفید ہوتے۔ جب یہ بات سمجھ آگئی تو اب جھوٹ کو دیکھنے کی یہ "فی نفسہ" میب ہے یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ فی نفسہ میب نہیں کیونکہ اگر "فی نفسہ" میب ہوتا تو شرع اس کو کسی موقع پر مستحسن نہ سمجھتی۔ حالانکہ ابراہیم علیہ السلام کے تین جھوٹ مشہور ہیں اور وہ مخصوص کے درمیان صلح کرانے کے لیے جھوٹ بولنا جائز ہے۔ ایسے ہی کسی موقع میں جہاں جھوٹ کی اجازت ہے بلکہ کی دلدارہ واجب ہو جاتا ہے۔ اسی لیے کافر خالم سے مسلمان بھائی کی جان بچانے کے لیے جھوٹ بولنا جائز ہے۔

یہی مظلوم ہوا اگر مہرب ہو گا جھوٹ کی ذلت کو لازم نہیں تو اس پر قدرت ہونے سے خدا کی ذات میں کوئی نقص بھی نہیں پیدا ہو سکتا۔

دوسرا پہلو جو بند یہ ہے کہ یہ اختیار کیا کہ یہاں یہ دو چیزیں ہیں، ایک اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ، جسے اللہ کا "حقِ قیوم، سب سے بھیر" ہونا، عالم الغیب ہونا وغیرہ، اور

صحیح زہر علی زنی، حضرت سولہ قاسم ہاتھوں ہاتھوں حضرت قاضی صاحب اور حوالے نقل کرنے کے بعد ان سے ایک خطا مطلب کلیہ کرنے ہوئے لکھتے ہیں: یعنی ہاتھوں صاحب اور قاضی صاحب کے نزدیک جھوٹ ہلکا سہارا ہے۔ (ایسی لہذا زنی کا خائب مہم ۵۰) حالانکہ یہ علی زنی کا ان حضرات پر بڑھتا ہے اور ان کی مہارت سے خطا مطلب کلیہ کرنا ہے۔ لیکن اگر یہ کلیہ مطلب صحیح بھی باور کر لیا جائے تو اس سے صرف یہی لازم آتا ہے کہ ان کے نزدیک یہ جھوٹ ہلکا سہارا ہے۔ لیکن اس کے بالقابل زہر علی زنی صاحب کے جھوٹ اعظم سولہ قاسم ہاتھوں ہاتھوں قاضی صاحب اور حوالے نقل کرنے کے بعد جھوٹ ہلکا سہارا ہے۔

اب دیکھتے ہیں کہ فل رزل صاحب اس پر کیا فتویٰ صادر کرتے ہیں؟ اور وہ یہ ہے۔۔

جس شکل بہت چمکی واری کی جوت ہے

نیز زور ملی زندگی کے طوائف و عجم کے خلاف ہرزہ و ہرقی کرتے ہوئے نکلا ہے کہ ہمیں اصل راج ہند ہے یہ
 ۱۹۵۷ء کے کہ وہ صحت یو لیتے ہیں۔ (ماہنامہ صحت ۵۵/۴۲)

ملاو کا غیر مسلم بن کے مشہور عالم سوانا ساکیل خلق سانی سہر سمیت اہل حدیث نے یہ قرار دیا ہے کہ: ”حضرات اربع ہنگامیاں، چنے سے تیار جھوٹ کر لئے سے محفوظ ہیں۔“ (تحریک آزادی اہل حق، ص ۳۲۸)

لہذا اہل حق کی صاحب خود ہی ایسا کر لیں کہ خود جھوٹ کر لیں، سے ہیں یا یہ مشہور غیر مسلم عالم؟

ع می الزام ان کو دینا تھا قصور بہا لکل آیا

ایک اللہ تعالیٰ کے افضل: جیسے پیدا کرنا اور ذوق دینا، مارنا اور زندہ کرنا، دو غیر وہمیرہ اور
 "افضل" ارادہ کے تحت ہوتے ہیں اور جو چیز "ارادہ" سے ہو اس پر قدرت ضروری
 ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام کرنا بھی اسی قسم سے ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کلام پر قادر ہوا۔

کلام کی القام

کلام کی دو قسمیں ہیں، لہجی اور بھولی۔ جو اصل پر قادر ہوتا ہے وہ اس کے افراد پر بھی قادر
 ہوتا ہے۔ بلکہ اصل پر قادر ہونے کے معنی ہی افراد پر قادر ہونا ہے، کیونکہ شے کا وجود انہی افراد سے
 ہوتا ہے، جیسے صرف انسان خارج میں کوئی شے نہیں، بلکہ زید، عمرو، نکر کا وجود ہی انسانی وجود ہے۔
 پس بھوت پر قدرت سے کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔

تیسرا پہلو یہ ہے کہ بھوت "میب" ہو تو اس سے پتہ کمال ہوگا اور کمال اسی
 صورت میں ہوگا کہ اس پر قدرت ہو۔ اگر قدرت نہ ہو تو اس سے بچنے کے کچھ
 معنی ہی نہیں، حفاظت کوڑے میں پائی نہ ہو تو اس سے بچنے کے کیا معنی۔ "اکل سنت"
 اس پر حلق ہیں کہ "خیر اور شر کا خالق" خدا ہے، اور اس میں شر نہیں کہ "شر" میب
 ہے۔ لیکن اللہ کا اس کو پیدا کرنا "میب" نہیں تو اس سے لازم آتا ہے کہ بھولی
 کلام کرنا بھی اللہ کے لیے میب نہ ہو۔ چہ جائیکہ اس پر قدرت میب ہو۔

فرض اس قسم کی وجہ بہت ہیں جو "دوحہ ہند" کے نظریہ کو ترجیح دیتے ہیں۔^۱
 مولانا دوحہ ہندی کے اس طویل تیسرے کے بعد زہرِ علی زلی صاحب خود فیصلہ کر لیں کہ
 علمائے دوحہ ہند بے شرم ہیں یا آپ خود؟

ج میں اِثْرَام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا
 نیز غیر متعلقہ بحث مولانا محمد گوندلوی نے بھی تشریح کی ہے کہ:
 "امکان کذب" سے وقوع کذب لازم نہیں آتا۔^۲

لہذا زہرِ علی زلی کا علمائے دوحہ ہند پر یہ اعتراض بھی ان کے دوسرے اعتراضات کی طرح
 فضول ہے۔

۱۔ توحید الرحمن بحکاب محمد اور محمد الرحمن (ص ۱۳۶-۱۳۸)

۲۔ خیر الکلام (ص ۳۶۷)

زیر علی زنی کا علمائے دیوبند پر چوتھا الزام: غیر اللہ سے استعانت

✦ مسئلہ استعانت بغیر اللہ کی وضاحت

✦ غیر مقلدین اور استعانت بغیر اللہ

✦ وظیفہ "یا عبدالقادر شینا للہ" اور غیر مقلدین

(۴)

غیر اللہ سے استعانت کا اہرام

علمائے دج بند کا یہ عقیدہ ہے کہ غیر اللہ میں سے کسی کو کامل مستقل یا قادر بلات یا مختار علمائے اہل بیت یا ان کے اہل بیت سے مدد مانگنا شرک ہے، البتہ صرف اسباب کے درجہ میں کسی کو مددگار یا مشکل کشا کہنا یا بحسن شرک نہیں ہے۔ علمائے دج بند کا یہ عقیدہ ان کی کتب میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔^۱

۱۔ خلافت حکیمہ سے حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی دمراد ایک اختلاف کے جواب میں لکھتے ہیں:

جو استعانت و استمداد بالخلق باعتماد علم و قدرت مستقل مستند ہو شرک ہے۔ اور جو باعتماد علم و قدرت غیر مستقل ہو مگر وہ علم و قدرت کسی دلیل سے ثابت نہ ہو، مصیبت ہے۔ اور جو باعتماد علم و قدرت غیر مستقل ہو، اور وہ علم و قدرت کسی دلیل سے ثابت ہو، جائز ہے، مولانا دمراد مستند مذہبی ہو یا سنی، اور جو استمداد باعتماد علم و قدرت نہ ہو، مستقل نہ غیر مستقل، پس اگر طریق استمداد منہی ہو، تب جائز ہے، جیسے استمداد بالانار، والطار، والواہات، والارواح، و غیرہ۔

یہاں پانچ قسمیں ہیں، پہلی استمداد اہل ایمان سے صاحب کشف و کرامت کے لیے قسم ثالث ہے، اور غیر صاحب کشف کے لیے محض ان معجزات کے تصور و ذکر سے قسم رابعی ہے، لیکن اگر اچھے لوگوں کے خیال کرنے سے ان کو اجازت کی امت ہوئی ہے، اور طریق منہی بھی ہے، اور غیر صاحب کشف کے لیے قسم خاص ہے۔ (فتاویٰ لدینیہ، ج ۵، ص ۳۱۶، ۳۱۷)

یہ حضرت تھانوی دمراد فرماتے ہیں: اِنْ فَلَقُوا فُحْمًا لَا يَنْسِفُوْا فُحْمًا ط وَ لَوْ سَبَفُوْا فَا لَا يَنْسِفُوْا فُحْمًا ط وَ لَوْ سَبَفُوْا فَا لَا يَنْسِفُوْا فُحْمًا ط وَ لَوْ سَبَفُوْا فَا لَا يَنْسِفُوْا فُحْمًا ط وَ لَوْ سَبَفُوْا فَا لَا يَنْسِفُوْا فُحْمًا ط وَ لَوْ سَبَفُوْا فَا لَا يَنْسِفُوْا فُحْمًا ط

سہارن میں ہمارے بھائی ہیں جو خدا و مخلوق، استعانت بالخلق کی شرانگہ جہاز کا فیصلہ کر رہے ہیں، بلکہ وہی سے شرانگہ علم اور جان سے اشتراک قدرت، اور جان سے اشتراک تصرف مستقل کا (کفر) ہے (شرک کی) انتقاد اور رہبر سے فرج مسیح صلی اللہ علیہ وسلم سے علم و قدرت کا ثبوت، اور یہی شرانگہ عقلی بھی ہیں، جہاں وہ اشتراک بھی منگی ہو گا، خدا، استعانت نہ جائز ہو گا۔ بلکہ ہم جہاز کے مراتب حسب اختلاف اولیٰ و ثانی ہیں گے کہیں شرک ہو گا، کہیں مصیبت، بلکہ کہیں خواہ مخیف ہو گا مگر تمام کے لیے منہ و بننے کے جب شدہ ہو جاوے گا، اور یہ سب تفصیل دعا، حقیقی یعنی قصد اقبال مادی میں ہے۔ اور دعا مادی یعنی محض ذکر یا تصور غیر خاص اگر کوئی منہ نہ ہو، جائز ہے، اور نہ جائز ہے۔ (ایضاً، ج ۵، ص ۳۳۳) خود علی بن ابی طالب نے منہی مگر حقیقت خالصہ دج بند کی صاحب کمال کی تہنیتی نقل کیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اصل اور ذات کے اعتبار سے مددگار اور مشکل کشا اللہ تعالیٰ ہے لیکن اسباب کے درجہ میں کسی کو مددگار اور مشکل

۱۰۔ جو وہ غیر مقلدین جو خوفِ خدا سے بالکل عاری ہیں، علمائے دہلی ہند کی اس وضاحت سے کہ ہمارے ان حضرات کی بعض عبادات اور ان کے چند ذوقیہ اشعار کو لے کر، اعلیٰٰ اللہ، ان کو سزا دے اور وہ عقیدہ قرار دے کر اپنی عاقبت پر پاؤں کرتے ہیں۔ مثلاً زہیر علی زئی حضرت حاتی امداد علیہما بر علی غلطی کے چند اشعار ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

حاتی صاحب نبی کریم ﷺ کو "مشکل کشا" کہتے ہیں اور لکھتے ہیں اور آپ کی وفات کے بعد آپ کو مد کے لیے پکار رہے ہیں۔ حاتی صاحب کا یہ عقیدہ "وَأَهْلًاكَ نَسْتَعِيزُ" اور اے اللہ! ہم تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں (الفتح: ۵) کے سراسر خلاف ہے۔^۱

اسی طرح زہیر علی زئی نے دیگر اکابرین (مولانا فتویٰ بخشہ غیرہ) کے اشعار اور ان کی عبادات سے بھی تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ ان کا عقیدہ قرآن کے خلاف ہے۔^۲

علمائے غیر مقلدین اور استغانت بغیر اللہ

حالانکہ اس طرح کے اشعار اور عبادات سے اگر زہیر علی زئی کے نزدیک علمائے دہلی ہند عقیدہ ہیں تو پھر غیر مقلدین کے اکابرین ان سے بڑھ کر یہ عقیدہ ہیں کہ ان کے پاس یہ سب یقیناً بہت سارے اضافوں کے ساتھ موجود ہیں۔ چند حوالے لائش قارئین ہیں۔

علامہ وحید الزمان غیر مقلد لکھتے ہیں:

ان خواہیوں سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ کی ارداح سے بعد سوت بھی عزم و مرضی الٰہی تصرقات ہوتے ہیں، اور طرح طرح کے فحش و برکات بھی۔ حضرات صوفیہ کا اس پر اتفاق ہے۔ اور اتفاق کے ساتھ یہ تو اتر ان سے اس قسم کے

کھانا کھانا جائز ہے۔ زہیر علی زئی صاحب اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: یہیں بھی عقیدہ دہلیوں کا ہے۔ (دہلی کے پیچھے نماز کا عزم میں ۱۷) حالانکہ خود علی زئی ایک سکرمدیٹ جس نے حضرت مولانا غلام ابراہیم گاماکا کہ انہوں نے غیر مذہبی سے مدد مانگی تھی، کے جواب میں لکھتے ہیں: ناقتی اسباب مدد مانگنا اور ایک دوسرے کی مدد کرنا شرک نہیں ہوتا۔ شرک تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مناسبت خاص میں کسی کو شریک کہا جائے یا سمات سے اتفاق اسباب مدد مانگی جائے لہذا سکرمدیٹ کی طرف سے سیدنا مولانا غلام شرک کا اقرار مانگنا ہے۔ (اللہ مدیت ۱۳، ۱۴، ۱۵) اس سے معلوم ہوا کہ زہیر علی زئی بھی علمائے دہلی ہند کے خلاف وہی پالیسی اختیار کیے ہوئے ہیں جو پالیسی حضرات انبیاء، پیغمبر کے خلاف سکرمدیٹ کی ہے۔

۱۔ اللہ مدیت (۱۳/۱۴) ۲۔ دہلی کے پیچھے نماز کا عزم (۱۵-۱۷)

واقعات منقول ہیں جن کا انکار نہیں ہو سکتا۔

مگر بعض اہلِ ظاہر نے، جو سخت تشدد اور غلو رکھتے ہیں، ملّی امور کا انکار کیا ہے۔^۱
نیز لکھتے ہیں:

انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ سے ان کی قبروں پر دُعا کا سوال کر سکتے ہیں اسی طرح خواب میں، اعمال کے انقطاع سے یہ مراد ہے کہ مرنے کے بعد ان کا کوئی عمل جاری اعمال میں شریک نہیں کیا جاتا۔ نہ یہ کہ وہ کوئی عمل ہی نہیں کر سکتے۔ احادیثِ صحیحہ سے انبیاء کے عمل بعد از موت ثابت ہیں اور اولیاء اللہ سے بعد از موت بھی طرح طرح کے فیوض اور برکات ہونا متواتر منقول ہے۔ ثابتِ حلالی کی قبر میں جہاں انکا (گیا) تو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ حضرت نظام الدین اولیاء اللہ نے اپنی والدہ کی قبر پر جا کر کہا ملاں! اسی وقت پر دروگاہ کی بارگاہ میں جاؤ اور اس عظمیٰ سلطان کا علاج کراؤ جس نے مجھے تنگ کر دیا ہے۔ یہ واقعہ مصر کے وقت ہوا اور اسی روز مغرب کے بعد سلطان مارا گیا۔^۲
موصوف نے یہ بھی لکھا ہے کہ:

اس سے یہ بات بدیہی طور پر معلوم ہو گئی کہ جن امور پر مخلوق کو قدرت حاصل ہے ان میں غیر اللہ سے مدد طلب کرنا، پکارنا اور اس کی طرف متوجہ ہونا اسی طرح ان میں غیر اللہ سے نفع نقصان کا عقیدہ رکھنا، شرک اکبر نہیں ہے۔ نیز غیر اللہ سے اگر نفع اور نقصان کا خیال اس عقیدہ کے ساتھ ہو کہ جو کچھ بھی ہوگا، اللہ کی اجازت اور حکم سے ہوتا ہے بھی شرک اکبر نہیں ہے۔^۳
حاشیہ میں لکھتے ہیں:

اور یہ کیسے شرک ہو سکتا ہے جبکہ اللہ جلّ شانہ کا ارشاد ہے: **وَمَا خَلَقْنَا بَشَرًا مِّنْ شَيْءٍ** (اور وہ لوگ اللہ کی اجازت کے بغیر اس کے ذریعے سے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے) معلوم ہوا کہ اللہ کے حکم سے وہ نقصان پہنچا

۱۔ صحاح طبعیہ (کتاب ۲/۱۷۱)

۲۔ بیضا (کتاب ۱/۲۵۱)

۳۔ بیہدی من اللہ الحمدی (ص ۴۰)

ملے تھے۔ اسی "جامع البیان" کے مؤلف نے اپنی تفسیر کی ابتدا میں نبی کریم ﷺ سے مدد طلب کی ہے تو اگر غیر اللہ سے مدد طلب کرنا مطلقاً شرک ہو تو تفسیر "جامع البیان" کے مؤلف کا شرک ہو نا لازم آئے گا۔ پھر کیسے ان کی تفسیر پر احتجاج کیا جا سکے گا، جبکہ تمام ائمہ حدیث ان کی تفسیر کو مستحکم مانتے ہیں۔^۱

علامہ حیدر الزمان "غیر مقلد" غیر اللہ سے مانگے اور انہیں پکارنے کے جواز پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أو دعاء غير الله تعالى بغلبة الحب والاستغراق دعاء لغو یا بمعنى النداء وتنزيل الغائب منزلة الحاضر مثل قوله يا رسول الله أو يا علي أو يا حمزة الكوثر أو يا مدار أو يا سلاز أو يا محبوب أو يا غوث... والاستعانة والاستغاثة في أمور يقدر عليها العباد بالصالحين من الأموات كالأنبياء والأولياء... لهذا وامثلة لا يخرج المؤمن الاسلام.^۲

اسی طرح غلبہ محبت یا استغراق کی کیفیت میں اللہ کے سوا کسی کو پکارا اور غائب کو حاضر کے درجہ میں سمجھا گیا مثلاً یا رسول اللہ، یا حیدر، یا علی، یا مدار، یا سالار، یا محبوب، یا غوث جیسے الفاظ کہے... یا ان امور میں غیر اللہ سے مدد طلب کی جن پر اللہ کے نیک بندے قادر ہوتے ہیں... تو یہ اور اس طرح کی دوسری چیزیں آدمی کو خارج از اسلام نہیں کرتی ہیں۔

غیر مقلدین کے شیخ اہل سولانا سہا بن محمد بن حسین صاحب "لکھتے ہیں کہ: ہاں اگر کبھی غلبہ محبت کی بنا پر یا رسول اللہ، یا غوث الاعظم زبان سے نکل جائے تو جائز ہے۔"^۳

مولانا عبدالحمید سوہدرونی غیر مقلد (جن کے بارے میں غیر مقلد مؤرخ مولانا اسحاق بھٹی لکھتے ہیں: انہوں نے بڑی عمر کی سے بعض اہل حدیث ملائے کرام کی کرامتوں کا تذکرہ فرمایا تھا) نے غیر مقلد عالم مولانا قاضی سلیمان منصور چودہ کی کرامات جان کرتے ہوئے لکھا ہے:

- ۱۔ ایضاً (ماشیہ) ۲۔ جید الہدیٰ سن ۱۳۵۵ھ (۱۹۳۵ء)
- ۳۔ (ذاتی ذریعہ) (۱۳۳۵ھ) ۴۔ تذکرہ سولانا قاضی سلیمان منصور چودہ (۱۹۸۸ء)

صوفی حبیب الرحمن صاحب کا بیان ہے کہ ۱۹۱۰ء میں جب حضرت ضیاء مصوم صاحب مرشد امیر حبیب اللہ خان شاہ کاشی پٹیل تشریف لائے تو انہوں نے سر ہند جانے کے لیے قاضی بی (سلیمان منصور چوہدری) کو اپنے ساتھ لے لیا، حضرت ضیاء مصوم جب روضہ حضرت مجدد الف ثانی پر مراقبہ کے لیے بیٹھے تو قاضی بی نے دل میں کہا کہ شائد ان بزرگوں نے آپس میں کوئی راز کی بات کہنی ہو، ان سے الگ ہو جانا چاہیے۔ ابھی آپ اپنے بی میں یہ خیال لے کر اٹھے ہی تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی نے آپ کو ہاتھ سے پکڑ لیا، اور فرمایا: سلیمان! بیٹھے رہو، ہم کوئی بات تمھ سے راز میں نہیں رکھنا چاہتے، صوفی صاحب کا بیان ہے کہ قاضی صاحب نے بعض دوستوں سے ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ واقعہ مراقبہ یا مکاشفہ کا نہیں، بلکہ بیداری کا ہے۔^۱

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین کے نزدیک اولیاء اللہ مرنے کے بعد بھی دل کے راز بھی جانتے ہیں، اور ہر قسم کے تصرف پر قادر بھی ہوتے ہیں۔ غیر مقلدین کے حلق میں علامہ نواب صدیقی حسن خان اپنی کتاب ”الدرج المکمل“ میں ذکر کردہ بزرگوں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

اگرچہ یہ لوگ کیت میں کم ہیں تاہم کیفیت میں بہت زیادہ ہیں، اس لیے کہ یہی لوگ کمال مدد کا ذریعہ ہیں۔^۲

نیز نواب صاحب کے ایک طویل قصیدہ کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیے:

باسمہ دی باعرونی و سلسلی	و باعنتی فی شدۃ و رعایتی
للدجۃ ہلک خلوعا مضطربا	مناوہا بنفس الصعداء
ملفی و زلفک مستطاب فرحینی	بارحمۃ للعالمین بکاتی

ترجمہ اشعار: اے میرے آقا! اے میرے سہارے اور وسیلہ! اور اے بدعالی و فرشتہ خالی میں میری محتاج! میں روتا گزرتا آتا اور غصہ می آہیں بھرتا آپ کے در پر آیا ہوں۔ آپ کے علاوہ میرا کوئی فریاد رس نہیں۔ سو اے رحمت العالمین! میری گریہ و زاری پر رحم فرمائیں۔^۳

۱۔ کتاب الحدیث (ص ۱۹) ۲۔ الدرج المکمل (ص ۲۰)

۳۔ دیۃ الہدی (ص ۲۰): تاؤ صدیقی (۲۰/۲)

نواب صاحب اپنے ان اشعار میں نبی کریم ﷺ سے دوا مانگ رہے ہیں اور صاف اصرار کر رہے ہیں کہ آپ کے علاوہ میرا کوئی فریاد رس نہیں۔

”غیر مقلدین“ غیر اللہ سے دوا مانگنے میں ایسے ظلو کا شکار ہوئے ہیں کہ خود اپنے اسلاف کو اسی مابعدہ و مشکل کشا یاد کیا۔ نواب صدیقی حسن خان ”غیر مقلد“ کے اشعار ملاحظہ ہوں:

شیخ سنت دے دے قاضی شکرانی دے دے

غولہ دین صلہ قلبہ پاکاں دے دے^۱

یہ نواب صاحب کہتے ہیں:

قلبہ دین دے دے کعب ایمان دے دے

دن قلم دے دے قاضی شکرانی دے دے^۲

زہری زلی کو ان اشعار میں کوئی غرابی نظر نہیں آ رہی لیکن اکابرین دہلیہ کے کلام میں کتنا اہم ان کو سمجھنا ضروری ہے۔ چنانچہ حضرت نانوتوی صاحبؒ کے اشعار پر تبصرہ کرتے ہوئے علی زلی لکھتے ہیں:

ان اشعار میں نانوتوی صاحب یہ عقیدہ بتا رہے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے سوا کوئی

بھی نانوتوی صاحب کے حامی کار نہیں ہیں، لہذا وہ نبی ﷺ کو افاقہ الاسباب بخار دے رہے ہیں۔^۳

کاش! علی زلی صاحب دیگر لوگوں پر کیچڑ اچھالنے سے پہلے اپنے اکابر کی یہ مہارت اور ان کے کہے گئے یہ اشعار دیکھنے کی زحمت کو ادا کر لیتے تو ممکن ہے کہ وہ اس طرح کے فتویٰ سازی اور فحش بازی کا مظاہرہ نہ کرتے۔ اسی موقع کے لیے کہا گیا ہے۔

اے چشم انگبار ذرا دیکھئے تو دے

ہوتا ہے جو خراب وہ میرا ہی گھر نہ ہو

اور پھر غیر مقلدین کا وہ نظریہ ملاحظہ ہو کہ وہ ایک طرف تو اکابرین دہلیہ کے ذوق و

۱۔ مدار کو شرک قرار دیتے ہیں، اور ملتان دہلیہ کے ان اشعار کی جو تاویل پیش کرتے ہیں ان کو یہ لوگ

۱. تلخ غلیب سن ذکر المہول والحبیب (ص ۶۳) ۲. ایضاً (ص ۴۷)

۳. اذہیت (۴۳: ۴۳)

حکیم نہیں کرتے، لیکن اپنے اکابرین کے اس طرح کے اشعار کو وہ شرک قرار دینے کی بجائے ان کی تاویلات بیان کرتا شروع کر دیتے ہیں۔ مثلاً غیر مقلدین کے ”کلی سلیط“ مہر بیکس ندوی نے نواب صدیق حسن خانؒ کے مذکورہ بالا اشعار (خاصی شوکانی مدد سے وغیرہ) کی جر تاویل پیش کی ہے، وہ ذرا ملاحظہ کریں۔

موصوف لکھتے ہیں:

اشعار میں بڑی نازک خیالی پیش کرنے کی شعراء کی عادت ہے، یہاں نواب صاحب کی بات کا مطلب یہ ہے کہ الہمدیٹ کے ساتھ فرقہ دہل رائے فتنہ پردازی میں مصروف ہے، ان کے مقابلہ کے لیے ہمیں امام شوکانی جیسے حافی سنت کی کتابوں سے مدد لینے کی ضرورت پیش ہے، تھکید پرستی کے بھاری بوجھ سے لوگوں یعنی تھکید پرستوں کی کمریں نیچیں ہو چکی ہیں، ان کے خلاف سنت نبویہ و قرآن مجید کی درقی گردانی سے مدد لینے کی ضرورت ہے۔ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محسراتی میں نواب (یہ نواب صاحب کا تھکس ہے) نے یہ فزول لکھی ہے، اسے خوب دین اور پاک باز لوگوں کے مرجع! آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھکید پرستوں کے خلاف ہماری مدد کیجیے۔ یعنی سنت نبویہ اور قرآن مجید کی درقی گردانی سے ہم مقلدین کے خلاف مدد حاصل کر کے ان کا طبع پاک زدیں گے۔^۱

نیز مصنف نے ان اشعار کی تاویل میں یہ بھی لکھا ہے:

امی اس مہارت میں دمج بند یہ نے حضرت الامام الطائریہ صدیق حسن قحوی بھرپالی پر مذکورہ بالا اشعار، بھتان ان کی کتاب ”مع الطیب من ذکر المہول والحبیب“ کے ص ۷۳، ۷۴ کے حوالہ سے کی ہے۔ یہ معلوم ہے کہ نواب صاحب کی یہ کتاب اکثر و بیشتر منکوم ہے اور شاعرانہ کلام سے لوگ واقف ہیں کہ اس کا ظاہری معنی کچھ اور، حقیقی معنی کچھ اور ہوتا ہے۔ ان کے جملہ اشعار میں سے ایک شعر یہ بھی ہے:

۱۔ مجموعہ مقالات پرستی حقیقی جانور (ص ۹۶۸)

اپنا پادشہ طیب سنت دے کن
دل کی مراد دست مرا پاد و من ہا
یعنی اسے طیب کے بادشاہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری مدد فرمائیے،
میرا دل و من کی یاد سے چھوٹا جا رہا ہے۔ اس شعر میں سنت نبویہ کے عزیز مدینہ
منورہ کے بادشاہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بظاہر مدد و طلب کی گئی ہے،
حالانکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ سنت نبویہ سے میری مدد کی جائے۔^۱
اب اگر اکابرین غیر مقلدین کے اشعار کی یہ تاویلات ہو سکتی ہیں تو پھر موجودہ غیر مقلدین
اکابر میں دوح بندہ کے اشعار کی یہ تاویلات کیوں قابل قبول نہیں ہیں۔۔۔
اہل گمشدہ کے لیے بھی باپ گمشدہ بندہ ہے
اس قدر کم طرف کوئی بانہاں دیکھا نہیں
بکھلہ "باعد القادر شہنا اللہ" اور غیر مقلدین

زہریل زئی نے حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ میں پڑھ کر یہ بھی لکھا
ہے کہ آپ باعد القادر جیلانی شہنا اللہ کے بھی قائل تھے۔^۲ حالانکہ یہ طالع زئی کا علامہ
کشمیری پر محض بیہوشی ہے، علامہ موصوف نے تو بڑے واضح الفاظ میں تصریح کی ہے کہ ان
الفاظ کا چمکا ہوا نکلنا جائز ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

وکللیک بالشیخ عبدالقادر الجیلانی شہنا اللہ لم یقل ذکرہ، فلا
یغرب علیہ اجر، بل هو لغو بعضی ان یغرب علیہ وزر، سبھا اذا
اعتقد بہ منا مخالف الشرع۔۔۔^۳

اسی طرح "یا شیخ عبدالقادر جیلانی شہنا اللہ" کا چمکا ہوا بھی ذکر میں شمار نہیں ہوتا، اور نہ
اس پر کوئی اجرت ہے، بلکہ یہ ایک فضول کلام ہے، اور اس پر گناہ مرتب ہونے کا
خوشی ہے، بالخصوص جب اس کے ساتھ یہ اعتقاد رکھا جائے جو مخالف شرع ہو۔

۱. جینا (۱۰۰-۱۰۱/۲)

۲. فتاویٰ کلمات قیام رمضان (۱۵۶) موطع فیض الہادی (۲/۳۶۶)

۳. فیض الہادی (۲/۱۵۳)

اور زہری زنی کی بددیانتی کی انتہاء ہے کہ انہوں نے علامہ موصوف کی اصل عبارت نقل کرنے کی بجائے محض "فیض الہاری" (۲/۳۶۹) کا حوالہ دے کر یہ دعویٰ کر دیا کہ: آپ "ہا عبد القادر جیلانی حبیب اللہ" کے قائل تھے۔ حالانکہ "فیض الہاری" کے حوالہ منصف پر اس طرح کی کوئی بات نہیں ہے، بلکہ وہاں صرف یہ لکھا ہوا ہے کہ واعلم ان الوظیفة الموعودۃ ہا شیخ عبد القادر جیلانی حبیب اللہ، ان حملناھا علی العوازل للارباب اللہ لا اجر لہا اصلاً۔ کہ "شیخ عبد القادر جیلانی حبیب اللہ" کے دخیلہ کو اگر ہم جواز پر محمول کر بھی لیں تو پھر بھی بلاشبہ اس کو کہنے میں بالکل اجر نہیں ہے۔

اب اس عبارت سے یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ علامہ عظیمی اپنی اس دخیلہ کے قائل تھے، وہ تو اس عبارت سے قلمی صراحۃً فرما رہے ہیں کہ یہ دخیلہ پڑھنا ناجائز ہے، اور یہاں بھی وہ یہ تصریح کر رہے ہیں کہ اگر اس کو ہم جائز بھی مان لیں تو پھر بھی اس کے پڑھنے کا کوئی اجر و ثواب نہیں ہے۔ لہذا اعلیٰ زنی کا یہ کہنا کہ آپ اس دخیلہ کو پڑھنے کے قائل تھے، یہ اعلیٰ زنی کا آپ پر سراسر بہتان ہے۔

اب اعلیٰ زنی صاحب کے اپنے اکابرین اس کو جائز کہتے ہیں۔ چنانچہ مولانا غزنوی لکھتے سابق امیر جماعت اہلحدیث پاکستان کے حالات میں لکھا ہے کہ:

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مولانا غزنوی پر جب مقدمہ چلا تو عدالت میں جلسہ منبر نے آپ سے سوال کیا کہ کیا آپ "ہا شیخ عبد القادر جیلانی حبیب اللہ" کہنے والے کو مشرک قرار دیتے ہیں؟ مولانا غزنوی نے فرمایا: اس کا انحصار کہنے والے کی نیت پر ہے، ہر افس فیض کو جو یہ الفاظ زبان سے نکالتا ہے، مشرک نہیں قرار دیا جاسکتا۔ ابھی آپ نے یہ الفاظ زبان سے نکالے مگر آپ کو مشرک نہیں کہا جائے گا۔^۱

اس بیان سے واضح ہو گیا کہ خود غیر مقلدین کے نزدیک صحیح نیت کے ساتھ یہ دخیلہ پڑھنا جائز ہے اور اس کے پڑھنے سے آدمی مشرک نہیں بنتا، لہذا اعلیٰ زنی کو چاہیے کہ وہ علمائے دوحہ ہند کی بجائے اپنے اکابرین کی خبر لیں۔ دوحہ ہند۔

۱۔ نغوش صحت، روزنامہ اسلام آباد، ۱۱ مئی ۱۹۵۶ء، (۵۹، ۵۶)۔ غزنوی، خاندان، از مہر الدیوبہ، ص ۱۰۷۔

زیر علی زئی کا علمائے دیوبند پر پانچواں الزام: جہمیہ اور مرجہ کی موافقت

✦ علمائے دیوبند کا موقف

✦ غیر مقلدین کی جہمیہ، مرجہ اور شیعہ سے موافقت

✦ غیر مقلدین کے عقائد

(۵)

”سمجھنے و مرجھ“ کی موافقت کا الزام

زہیر علی زئی کا علمائے دوح بندہ پر پانچواں الزام ”سمجھنے“ اور ”مرجھ“ کی موافقت ہے جتنا کہ علمائے دوح بندہ کھنڈہ نہ ”سمجھنے“ ہیں، نہ ”مرجھ“۔ بلکہ علمائے دوح بندہ ”اہل السنۃ والجماعت“ کے مسلک اعتدال کے ترجمان ہیں۔

زہیر علی زئی نے ”سمجھنے“ اور ”مرجھ“ کی موافقت کے عنوان کے ذیل میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ علمائے دوح بندہ ”سمجھنے“ کی طرح صفات باری تعالیٰ میں تاویلات کرتے ہیں، اور ”مرجھ“ کی طرح ایمان میں زیادتی و نقصان کے قائل نہیں ہیں۔ نیز وہ ”سمجھنے“ کے فرقہ ”مترجمہ“ کی طرح خدا کو ہر جگہ موجود مانتے ہیں۔^۱

”غیر مقلدین“ کی ”سمجھنے و مرجھ“ شیعہ سے موافقت

زہیر علی زئی سے ہمیں یہ لگتا ہے کہ وہ اپنے گمراہی کرنے کی بجائے دوسروں پر پکڑ اُچھالتے ہیں۔ خود اپنی جماعت کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھنے کی کبھی تکلیف گوارا نہیں کرتے کہ یہ نام نہاد اہلحدیث جماعت خود کتنے اہل بدعت فرقوں کی آراء و افکار کا مجموعہ ہے۔

مولانا عبدالعزیز غیر مقلد سابق نیکرزئی اہلحدیث بندہ اس نام نہاد اہلحدیث جماعت پر تہرا کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

آہ! آج اہلحدیث کی حالت یہ ہے کہ جو شخص مذہب اہلحدیث میں معتزلہ و شیعین کی تاویلات و تحریکات کی آمیزش کر کے اس کو اہلحدیث کی طرف سے پیش کرے اس کے لیے کوئی علامت نہیں، جو شخص صحابہ کرام کی تفسیر چھوڑ کر جو مسلم معتزلہ کی تفسیر کو اپنی کتاب کے لیے ماپہ ناز سمجھتا ہو اس پر کوئی انکار نہیں ہے، جو شخص صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین اور محدثین کے مسلک کے خلاف صفات باری تعالیٰ میں معتزلہ اور شیعین کی تاویلات کو رائج کرتا ہو اس کے لیے کوئی زجر

۱۔ ملخصاً: بدعتی کے پیچھے ناز کا علم (ص ۱۱۸، ۱۱۹)

ارتق نہیں ہے۔ اپنی ابتدا اور موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے بے ساختہ زبان سے کہتا ہے:

یا دل پہ کوئی رزم نہ تھا جز صودہ داغ
یا اب بڑھ گیا ہے کہ ناسور ہو گیا

نیر سوسوف لکھتے ہیں:

آج جماعت الہمدیٹ ایک جسم بلا روح روگنی بلکہ جسم کہتے ہوئے بھی قلم رن ہے۔ آج ہم میں تفرق و تھک کی یہ حالت ہے کہ شاید ہی کسی جماعت میں اس قدر اختلاف و افتراق ہو۔ مذہبی اساسات و عقائد کی جھگی کا مضر مضیر بھی نظر نہیں آتا۔

اسی طرح سوسوف نے اپنی جماعت کے علماء کے بارے میں تفرق کی ہے کہ: ان لوگوں کو شرم کرنی چاہیے جو اپنے آپ کو الہمدیٹ کہتے ہیں اور تقریروں میں جب مذہب الہمدیٹ جان کرتے ہیں تو حدیث نبوی کی تخریج کرتے ہوئے خاص طور پر نکزی کی چھٹی بنا کر دکھاتے ہیں کہ یہ سیدی چھٹی مذہب الہمدیٹ ہے جو صحابہ کرام، تابعین، ائمہ دین کے وقت سے برابر چلا آتا ہے اور یہ نیز مہی چلچالیں دوسرے فرقے والے ہیں جو اسلام کے عہد مبارک اور صدر ازل کے بعد ظاہر ہوئے لیکن جب عمل کا وقت آتا ہے تو وہی لوگ صحابہ کرام اور ائمہ حدیث کا مسلک چھوڑ چھاڑ کر کہیں حکمیں کی خوش چینی کرتے ہیں، کہیں معجزہ جمنے کی تھیلہ کرتے ہیں اور کہیں حارثین مقلدین کے در پر کار گدائی لیے کھڑے ہوتے ہیں۔ شرم، شرم، شرم!

مولانا عبید اللہ رحمانی غیر مقلد ہی دسوزی سے یہ اقرار کرتے ہیں کہ: انہوں نے کہ جن خرافات سے الہمدیٹ پرہیز کرتے تھے، اور جو بدعتوں کے

۱۔ فیملی (ص ۴۴)

۲۔ بیٹا (ص ۴۴)

۳۔ تھکنا (ص ۲۶)

شعار بھی کہے جاتے ہیں، اب اللہ بیٹ موام ہی نہیں بلکہ ہمارے بعض علماء نے بھی بغیر کسی جھجک کے ان کو اختیار کرنا شروع کر دیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ ذریعہ معاش بن گیا ہے۔^۱

یہ سہو غیر مقلد عالم مولانا عبدالحق درہمادری مرحوم لکھتے ہیں:

لیکن افسوس ہے کہ اللہ بیٹ کہلانے والے آج اہل بدعت کے ساتھ ہر دینی کام، نماز، سلام، جنازہ، نکاح، مجالست وغیرہ میں اشتراک کر کے ان میں ایسے جذب ہوئے ہیں کہ ان کا صیغہ بن گئے ہیں۔^۲

نیز لکھتے ہیں:

افسوس ہے اس زمانے کے تمام علماء اللہ بیٹ حسب نسب، مال، جمال پر فریفتہ ہو کر نکاح کرتے ہیں، اور ذات پرستی کا اس قدر رواج ہے کہ ہندوؤں کا نمونہ بنے ہوئے ہیں۔^۳

نیز لکھتے ہیں:

یہ تمام علماء ایسے بے وقوف ہیں کہ قبر پرستوں سے، تقویٰ پرستوں سے، بے نماز کافروں سے، ہر قسم کے بددینوں سے مٹاکت کر لیتے ہیں اور کچھ غیرت مذہبی نہیں رکھتے۔^۴

نیز لکھتے ہیں:

جب قرآن وحدیث سے یہ ثابت ہو گیا کہ مشرکین کو نکاح نہ دوا اور نہ مشرکہ عورتوں سے نکاح کرو تو پھر اس زمانہ کے مدعیان عمل باللہ بیٹ کسی منہ سے اللہ بیٹ بنتے ہیں، جو اہل بدعت حق تعالیٰ مذہب والوں کو اپنی لڑکیاں دے رہے ہیں۔ یہ بدعت و اہانت قرآن وحدیث کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ اپنے دھوکوں

۱۔ مابنا مسند دہلی (ج ۲، ش ۲): قدیمی ملائے حدیث (۹۰/۲)

۲۔ سیاح الہمان بمنا کوئلہ لایمان (ص ۱۳)

۳۔ ایضاً (ص ۱۸)

۴۔ ایضاً (ص ۱۹)

میں تقریروں میں، مجلسوں میں تو یہ کہہ رہے ہیں کہ نئی مذہب جموٹا ہے، نئی بدعتی ہیں، مشرک ہیں، اور کتابوں، رسالوں، اخباروں میں یہ سب کہہ لکھ رہے ہیں لیکن جب جایا کا موقع آتا ہے تو لڑکی دے بھی دیجے اور لے بھی لیتے ہیں۔۔

حرم و شہوت مراد اہم حق کھد

صل رہا ہے نور و ہے روٹی کھد

اسی طرح مولانا عبدالاحد غیر مقلدہ غیرہ کے حوالے گزر چکے ہیں کہ سوجودہ غیر مقلدہ بن شکل ”جمنہ اور جمنہ“ وغیرہ باطل لڑکوں کے ہیں۔

غیر مقلدہ بن کے عقائد

زہیر علی زئی کی جماعت کا عقائد خود ان کے اپنے اکابرین سے کرانے کے بعد اب ہم ان عقائد و نظریات سے حقائق ان کے اکابرین کے اقوال و ارشادات نقل کرتے ہیں کہ جن کی وجہ سے زہیر علی زئی نے ملائے دوج بند کو ”مرجہ و جمنہ“ کی موافقت کا طعن دیا ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ کا ہر جگہ موجود ہونا

”مرجہ اور جمنہ“ کی موافقت کے ذیل زہیر علی زئی نے ملائے دوج بند پر یہ الزام لگایا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ موجود مانتے ہیں۔ اس پر خود ”غیر مقلدہ بن“ کے اکابر کے خیالات ملاحظہ ہوں:

(۱) علامہ محمد شوکانی رحمہ اللہ (م ۱۲۵۵ھ)، جن کے حقائق مولانا بنالوی غیر مقلدہ لکھتے ہیں:
فرما فرما فرما ہم محمد بن علی شوکانی، جن کا علم و کمال و اہمیت و اہمیت اہل حدیثان زمانہ حال میں ہر اتفاق مسلم ہے۔^۱

موصوف کے مناسبات ہادی تعالیٰ سے حقائق عربی حوالہ کا مولانا بنالوی غیر مقلدہ لکھتے ہیں کہ ہم سے مترجم اقتباس ملاحظہ فرمائیے:

۱۔ بیاد الہیمان، ص ۱۱۱، اہل اللہ ایمان (ص ۱۶، ۱۵)

۲۔ اشک و الہ (۱/۱۳)

خدا کی جن صفات کو سلف صالحین نے ظاہر پر جاری رکھا ہے بھی قرآن و حدیث میں آئی ہیں، ان میں سے ایک صفت استواء ہے۔ کتاب و سنت کی دلیلیں اس میں بہت ہیں۔ جیسا ہم استواء اور اس جہت میں ہونے کے حطلق کہتے ہیں، اسی طرح ہم آیات معیت: وَهوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ وغیرہ میں کہتے ہیں۔ یعنی ہم انکی آیات میں وہی کہتے ہیں جیسا قرآن میں آیا ہے کہ اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے۔ ہم اس کی تاویل میں تکلف نہیں کرتے جیسا کہ ہمارے غیر کرتے ہیں کہ اس سے مراد علم ہے، کیونکہ یہ ایک تاویل ہے جو مذاہبِ حلق کے مخالف ہے۔ اور صحابہ و تابعین اور تاجِ تابعین کے بھی بالکل خلاف ہے۔ جب تو سلامتی کے راست پر پہنچ گیا۔ جس کا ہم نے ذکر کیا ہے تو اس سے آگے نہ گزر۔^۱ سولہ ناٹا ماذہ غیر مقلدہ ذکر و حوالہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس عبارت کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ امام شاکافی نہ تو استواء کی تاویل کرتے ہیں اور نہ معیت خداوندی کی تاویل کے قائل ہیں بلکہ ہر قسم کی تاویل پر صحابہ اور سلف صالحین کے مذاہب کے خلاف بتاتے ہیں۔ یعنی ان کے نزدیک ہو معکم کی تاویل علم کے ساتھ کرنے والے مذاہبِ سلف کے ایسے ہی مخالف ہیں جیسے وہ لوگ جو استواء علی العرش کی تاویل کرتے ہیں۔^۲

(۲) نواب صدیقی حسن خان صاحب (م ۱۸۹۰ء) جن کے حطلق سولہ ناٹا سرسری لکھتے ہیں: ہندوستان کے نامور سنی ائمہ محدث مصنفین میں سے سولہ ناٹا نواب صدیقی حسن صاحب بھوپالی مشہور ترین ہیں۔ نواب صاحب مہسول کا اس مسئلہ میں سولہ ناٹا ماذہ سرسری غیر مقلدہ کے قلم سے ایک مزجم اقتباس ملاحظہ فرمائیے:

ہمارے نزدیک رائج بات یہ ہے کہ استواء علی العرش اور اللہ کا آسمان پر ہونا اور مخلوق سے مباہن ہونا اور اس کا قرب اور معیت اور جو بھی صفات آئی ہیں، کیفیت بتانے اور علم و قدرت کے

۱۔ رسالہ تصفیٰ فی مذاہبِ سلف (ص ۱۳، ۱۴)

۲۔ مکالمہ مذی (ص ۱۳)

۳۔ ایضاً

نامہ تاویل کرنے کے بغیر ظاہر پر جاری ہیں۔ کیونکہ تاویل کرنے کی کوئی دلیل شرعی وارد نہیں ہوئی۔^۱

مولانا امیر قسری اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

میں کہتا ہوں کہ یہ عبارت چاضی شوکانی کی عبارت سے بھی واضح تر ہے۔ مطلب اس کا وہی ہے کہ خدا تعالیٰ جیسا کہ عرش پر ہے ویسا ہی زمین پر ہے۔ وہ پایا سر کہ کیسے ہے؟ سو یہ سوال کیفیت سے ہے جو حوالہ بخدا ہے۔^۲

اسی طرح مولانا امیر قسری نے جماعت غیر مقلدین کے وکیل اعظم مولانا محمد مسین ٹالوٹی سے بھی یہی عقیدہ نقل کیا ہے۔^۳

خود مولانا امیر قسری غیر مقلدانہ عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

میں خدا کی صفت قرب و سمیت کو اور اللہ تعالیٰ کا آسمانوں اور زمینوں میں ہونا بلاتا ویل یقین کرتا ہوں۔^۴

نیز مولانا امیر قسری لکھتے ہیں:

قرآن شریف میں ”استوی علی القروش“ بھی ہے، اور ”هَذَا لَفْظٌ لِّلشَّوْابِ وَالْأَزْهَى“ بھی ہے۔ دونوں کو بجائے خود رکھنا چاہیے۔ امام شوکانی نے اپنے رسالہ ”عقیدۃ المسلم“ میں اس کا ذکر منقول کیا ہے۔^۵

مولانا عبدالباق غزنوی غیر مقلد نے بھی بڑی تفصیل سے یہ ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر اور ہر جگہ بذاتہ موجود ہیں۔^۶

اب جس عقیدہ کو یہ اکابرین غیر مقلدین حق کہہ کر اس پر جسے ہوئے ہیں اور اس کو سلف

۱۔ کتاب الجواز والاصلاح (ص ۲۶۲)

۲۔ مطالعہ ودی (ص ۱۳)

۳۔ بیضا (ص ۱۵)

۴۔ بیضا (ص ۱۱)

۵۔ فتاویٰ ثنائیہ (۱/۱۹۹)

۶۔ انصاف (ش ۳۳)۔ فتاویٰ طائے مدینہ (۵/۵۱۱)

مسلحین کا مسلک قرار دے دے ہیں، مٹی زہنی اس عقیدہ کو باطل باور کرا کے مٹانے و بچنے کو اس کا الزام دے دے ہیں۔

ج بریں عقل و دانش بیاہر گریست

(۲) ایمان میں کمی و زیادتی

زہریلی ذہنی نے دھوکہ دیتے ہوئے ایمان میں زیادتی اور کمی کے مسئلہ کو صرف "مرجھ" کا مسلک قرار دے کر مٹانے و بچنے پر تنقید کی ہے، حالانکہ اہل السنۃ والجماعت کے کئی عظیم القدر ائمہ بھی اسی کے قائل ہیں اور اس بابت حنفیہ اور مرجھ کے درمیان آسمان اور زمین کا فرق ہے۔ باقرہ مٹانے غیر مقلد بن حنفیہ کے مسلک کی تائید میں قرآن وحدیث سے دلائل موجود ہیں۔ چنانچہ مولانا ابراہیم سیالکوٹی صاحب فرماتے ہیں:

ایمان میں کمی بیشی کے مسئلہ کا مدار ایمان و اعمال صالحہ کی درمیانی نسبت ہے۔ اس کے حقائق مٹانے اسلام میں اختلاف ہے جس کی تفصیل امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے شرح صحیح بخاری میں لکھ دی ہے۔^۱ نیز لکھتے ہیں:

جس امر میں بزرگان دین کا اختلاف ہو، اس میں ہم جیسے باتھوں کا حاکم کرنا نئی بات ہے۔ لیکن چونکہ بزرگوں سے سننا تادب کی وجہ سے ہمارا فرض ہے کہ ان کے کلام کے صحیح محمل بیان کر کے ان سے الزام و اعتراض کو دور کریں اور محض اپنی شخص رائے سے نہیں بلکہ بزرگوں ہی کے اقوال سے جو قرآن وحدیث سے مستحکم ہیں، جس کی تفصیل مختصر ایہ ہے کہ اعمال کے جزو ایمان ہونے یا نہ ہونے یعنی داخل ماہیت ایمان ہونے یا نہ ہونے کی بنا پر ایمان و اسلام کی درمیانی نسبت کے سمجھنے پر ہے کہ ہر دو ایک ہیں یا ان میں کچھ اختلاف ہے۔ اور اس امر میں ائمہ دین میں جو اختلاف ہے وہ معلوم ملتا ہے۔ جیسے امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اور علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی شرح صحیح بخاری میں نہایت بطل سے بیان کر دیا ہے۔ اس کے مطالعہ سے صاف معلوم ہو

مسکے ہے کہ ہر فریق کے پاس قرآن وحدیث سے دلائل ہیں۔ پس کسی فریق کو بھی ملامت نہیں کر سکتے۔^۱

اس پر حاشیہ میں لکھتے ہیں:

خاکسار ناپاکار کہتا ہے کہ ایمان بحسب لقت تصدیق کو کہتے ہیں جو دل کا کام ہے۔^۲

نیز مولانا یاکوئی حضرت امام اعظم رحمہ اللہ اور آپ کے تلامذہ پر اہل جاہلی قہمت کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

بعض معصقین نے سیدنا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو بھی اہل جاہل مرحجہ میں شمار کیا ہے۔ حالانکہ آپ اہل سنت کے بزرگ امام ہیں۔ اور آپ کی زندگی اعلیٰ درجے کے تقویٰ اور تورع پر گزری، جس سے کسی کو بھی انکار نہیں۔

اور چاہا اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ

بے شک بعض معصقین نے (خدا ان پر رحم کرے) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور آپ کے شاگردوں امام ابو حنیفہ، امام محمد، امام زفر اور امام حسن بن زیاد رحمہم اللہ کو اہل جاہل مرحجہ میں شمار کیا ہے، جس کی حقیقت کو نہ سمجھ کر اور حضرت امام صاحب مودع کی طرز زندگی پر نظر نہ رکھتے ہوئے بعض لوگوں نے اسے خوب اچھا ہے۔ لیکن حقیقت اس تلامذہ نے اس کا جواب کئی طریق پر دیا ہے۔^۳

پھر اس کے بعد موصوف نے بڑی تفصیل اور مستند حوالہ جات سے آپ پر اور آپ کے تلامذہ پر اس الزام کو دفع کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ آپ کے مسلک اور فرقہ مرحجہ کے مسلک میں بہت فرق ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مرحجہ کے نزدیک جس شخص نے زبان سے اقرار کر لیا اور دل سے تصدیق کر لی، اس کو کوئی معصیت بالکل ضرر نہ دے گی۔ جب کہ امام صاحب اور دیگر بعض اہل سنت والجماعت کا یہ مسلک ہے کہ عمل ایمان کا جز نہیں مگر ثواب و عتاب اس پر حسب

۱۔ تاریخ الامم و ملوک (ص ۸۸)

۲۔ ایضاً (ص ۷۷-۷۸)

ہوتا ہے۔^۱

اور آخر میں مولانا نے بحوالہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اور نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ غیر مقلدہ مرحومہ کی دو قسمیں بیان کی ہیں:

(۱) مرحومہ البدیع، (۲) مرحومہ السنۃ (جو مسلک ائمہ اہل سنت والجماعت کی طرف منسوب ہے) اور یہ وضاحت کی ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے اسماعیل بن حنیفہ رحمہ اللہ کو "مرحومہ" کی جس قسم میں شمار کیا ہے اس سے مراد قسم ثانی ہے۔^۲

جن ائمہ کے نزدیک ایمان قول اور عمل کا نام ہے اور ایمان کم اور زیادہ ہوتا ہے، ان میں سے امام بخاری بھی ہیں۔ مولانا مہد اسلام مبارک پور دینی غیر مقلدہ آپ کے نظریہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ہم یہ مانتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کو الایمان قول و عمل میں خاص قسم کا کوا اور تھوڑا، جس کی شہادت صحیح بخاری کی کتاب الایمان سے بھی ملتی ہے۔^۳

(۳) صفات باری تعالیٰ میں جائز تاویلات

زہری علیہ زکی نے "مرحومہ" اور "بہیمہ" کی موافقت کے ذیل میں علمائے دوح بندہ رحمہم اللہ پر جو تیسرا الزام لگایا ہے وہ صفات باری تعالیٰ میں (جائز) تاویلات کرتا ہے، اور اس کی وجہ سے انہوں نے علمائے دوح بندہ کو ہمین فرقہ کا مذہب اختیار کرنے کا طعن دیا ہے۔ حالانکہ یہ زہری علیہ زکی کی جہالت ہے اور نہ خود ان کے اپنے علماء نے بھی صفات باری تعالیٰ میں جائز تاویلات کرنے کو درست کہا ہے اور اس کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اہل حدیث کا مذہب قرار دیا ہے۔ ذیل میں مسئلہ صفات باری تعالیٰ کی تاویل کے بارے میں علامہ شاکانی رحمہ اللہ غیر مقلدہ کی ایک عبارت کا ترجمہ مولانا ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلدہ کے قلم سے ملاحظہ کریں۔

۱۔ تاریخ المدینہ ص ۷۷-۷۵ (ص ۷۷-۷۵)

۲۔ ایضاً (ص ۹۳، ۹۵)

۳۔ سیرت النبی (ص ۱۳)

۴۔ ہفتی کے چھ روز کا حکم (ص ۱۸)

چنانچہ اسے شک کائی فرماتے ہیں:

اس قسم میں (آیات منفات کی تاویل میں) طاہرے امت کے تین مذہب ہیں۔
(اول) یہ کہ ان میں تاویل کو کوئی دخل نہیں بلکہ ان کو ان کے ظاہر پر جاری کیا
جاوے اور ان میں سے کسی کی بھی تاویل نہ کی جائے۔ اور یہ قول مشہین کا ہے۔
(دوسرا) یہ کہ ان کی کوئی تاویل تو ضرور ہے لیکن اس تاویل سے رکے رہتے ہیں
اور اس کے ساتھ یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تشریح (کسی کی طرح ہونے)
اور قطعی (منفات سے معطل و خالی ہونے) سے پاک ہے۔ بدیں قول ائمہی:
وَمَا يَنْظُرُ قَائِلُهُ إِلَّا اللَّهُ. انہی برہان نے کہا، ملف کا بھی قول ہے۔ (اور تیسرا
مذہب یہ ہے) کہ یہ آیات قائل تاویل ہیں، انہی برہان (مذکور) نے کہا، ان
مذہب (مذکورہ بالا) میں سے پہلا مذہب یعنی تشریح تو باطل ہے اور دوسرے
دونوں صحابہ سے منقول ہیں۔ اور یہ تیسرا مذہب یعنی تاویل والا حضرت علی اور ان
مستود اور ابن عباس اور ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے
منقول ہے۔^۱

اس کے بعد مولانا سیالکوٹی صاحب اپنی رائے کا اظہار میں کرتے ہیں:
بعض لوگوں کا خیال اب بھی ہے اور پہلے بھی رہا ہے کہ ائمہ بیٹ مطلقاً (منفات
باری تعالیٰ کی) تاویل کے قائل نہیں ہیں۔ لیکن ان کی یہ رائے مستحکات کو
تصنیف نہ کیجئے اور ان ائمہ بیٹ کی تصریحات و تخریجات کو نہ جاننے کے سبب
ہے۔ بلکہ منفات فعل میں جہاں کوئی قطعی دلیل متعلیٰ یا غلطی تاویل پر مجبور کرے
وہاں ائمہ بیٹ بھی تاویل کرتے ہیں۔^۲

نیز اس بابت حافظ ابن خزم رحمہ اللہ اور امام بیہقی رحمہ اللہ وغیرہ کے حوالے ذکر کرنے کے
بعد لکھتے ہیں:

ان ہر دو ائمہ ائمہ بیٹ کی تصریحات سے صاف ثابت ہو گیا کہ ائمہ بیٹ کو تاویل

۱۔ ارشاد اجماع (ص ۱۶۲)

۲۔ تاریخی ائمہ بیٹ (ص ۳۳۳)

سے ہر صورت انکار نہیں۔ بلکہ وہ صرف ان باطل تاویلوں سے انکار کرتے ہیں۔ ارجحاً

مولانا سیالکوٹی صاحبؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ:

ایک صفات (جو حقوق کی سنت و عہد میں بھی مشتمل ہیں) کے حلق ملائے سنت کے دو مسلک ہیں۔ تقریباً یعنی ان کی حقیقت پر دغدا کرنا اور تاویل یعنی ظاہری معانی کو چھوڑ کر بھاری وغیرہ معنی مراد لینے۔^۱

پس جب خود غیر مقلدین کے اپنے اکابر اقرار کر رہے ہیں کہ صفات باری تعالیٰ میں جائز تاویل کرنے کا نہ سب بعض صحابہ کرام اور بعض اہل سنت کا بھی ہے اور خود ائمہ عہد کو بھی اس سے انکار نہیں تو پھر اگر ملائے دوج بندہ نے یہ لکھ دیا کہ صفات باری تعالیٰ کی جائز تاویل کرنا بھی درست ہے تو اس پر ملی ذلی صاحب وغیرہ کا ان کے خلاف طوطان بدتمیزی برپا کرنا چہ معنی دارو؟

الحاصل: ملی ذلی صاحب نے جن تین مسائل (۱) اللہ ہر جگہ موجود ہے، (۲) ایمان میں کمی بیشی نہیں ہوتی اور (۳) صفات باری تعالیٰ کی جائز تاویل درست ہے، کی وجہ سے ملائے دوج بندہ نے ”تہجیہ“ اور ”مرجہ“ کی موافقت کا الزام لگایا ہے، ان تینوں مسائل کو غیر مقلدین اکابر بھی درست قرار دے رہے ہیں اور وہ خود بھی اسی عقیدہ کے قائل ہیں۔

لہذا ملی ذلی صاحب کو چاہیے کہ ملائے دوج بندہ پر بدعتی ہونے کا فتویٰ دائر کرنے سے پہلے اپنے اکابر کی خبر لیں۔ دیکھ جائے۔۔۔

دوسروں پر طعن کرتے ہو اپنے گھر کی خبر نہیں

تم ما احمق تو دنیا میں کوئی بشر نہیں

۱۔ تاریخ ائمہ عہد (ص ۳۲۶)

۲۔ واضح الہامیاتی تفسیر ام القرآن (ص ۱۸۲)

زبیر علی زنی کا علمائے دیوبند پر چھٹا الزام: اکابر پرستی اور غلو

- ✚ علمائے دیوبند کا مسلک اعتدال
- ✚ غیر مقلدین کی اکابر پرستی اور غلو

(۶)

اکابر پرستی اور غلو کا الزام

علمائے دوح بند اپنے اسلاف، اکابر سے عقیدت، محبت اور اتباع کو سرمایہ دارین سمجھتے ہیں اور قرآن و سنت کے سمجھنے میں اکابر کی تعلیمات کے اتباع کو اہمیت دیتے ہیں۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ مجتہم دارالعلوم دوح بند لکھتے ہیں:

حاصل یہ ہے کہ اولیاء کرام، صوفیائے عظام کا طبقہ مسلک علمائے دوح بندی رو سے امت کے لیے روح رواں کی حیثیت رکھتا ہے جن سے اس امت کی باطنی حیات وابستہ ہے جو اصل حیات ہے اس لیے علمائے دوح بند ان کی محبت و عظمت کو ایمان کے تحفظ کے لیے ضروری سمجھتے ہیں مگر غلو کے ساتھ اس محبت و عقیدت میں انہیں روایت کا مقام نہیں دیتے، ان کی تعظیم شرعاً ضروری سمجھتے ہیں لیکن اس کے معنی عبادت کے نہیں لینے کہ انہیں یا ان کی قبروں کو سجدہ و درگاہ و طواف و نذر یا مسجداً یا قربانی کامل بنالیا جائے۔^۱

غیر مقلدین کی اکابر پرستی اور غلو

زیرِ طلی زنی صاحب نے علمائے دوح بند پر الزام لگاتے ہوئے لکھا ہے کہ:

دوح بندی حضرات اپنے اکابر کے بارے میں سخت غلو کرتے ہیں۔^۲

علمائے دوح بند کا موقف تو حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مجتہم دارالعلوم دوح بند کے حوالہ سے مذکور ہوا ہے۔ اب خود ”غیر مقلدین“ اپنے اکابر سے کس غلو کی عقیدت رکھتے ہیں اور کس قدر اکابر پرستی میں مبتلا ہیں۔ ملاحظہ ہو، چنانچہ ”غیر مقلدین“ کے امام العصر مولانا امجدیہ سیالکوٹی نے دعویٰ کیا ہے کہ:

الہمد للہ جو کچھ کرتے اور جو کہہ کہتے ہیں سب حدیث رسول ﷺ کی بنا پر

۱۔ مسلک علمائے دوح بند (ص ۲۸، ۲۹)

۲۔ دینی کے پیچھے لانا کلام (ص ۱۸)

کرتے اور کہتے ہیں۔ اپنی رائے محض سے نہ کچھ کہتے ہیں نہ اس پر عمل کرتے ہیں۔^۱

خود زہیر علی زئی لکھتے ہیں:

میں اور میرے تمام ساتھی علی الاعلان اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ مذہب ائمہ بیٹ ہی حق ہے، اس کے علاوہ تمام مذاہب باطل ہیں۔ چاہے وہ دہلویوں کا مذہب ہو یا شیعوں خارجیوں کا۔ واللہ۔ ہمیں تو اپنے دین و مذہب کے عمل سچا ہونے کا پورا یقین ہے مگر آپ لوگ یعنی آل دہلویہ یہ سمجھتے ہیں کہ دہلویوں کا مذہب درست ہے مگر اس میں خطا کا احتمال ہے۔^۲

اس بیان میں زہیر علی زئی نے خود تسلیم کر لیا کہ حضرات دہلویہ کی بجائے خود غیر مقلدین ائمہ پرستی اور ظلم میں مبتلا ہیں۔

ج میں ائرام آن کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

نیز مشہور غیر مقلد عالم سولانا وحید الزمان نے زہیر علی زئی وغیرہ جیسے نام نہاد ائمہ بیٹوں سے اس غلو کے بارے میں کیا خوب لکھا ہے کہ:

ہمارے ائمہ بیٹ بھائیوں نے ابن حبیہ اور ابن قیم اور شوکانی اور شاہ ولی اللہ صاحب اور مولوی محمد اسماعیل صاحب شہید نور اللہ مرقدہم کو دین کا ٹھیکیدار بنا رکھا ہے۔ جہاں کسی مسلمان نے ان بزرگوں کے خلاف کسی قول کو اختیار کیا جس اس کے پیچھے نہ گئے۔ براہملا کہنے لگے۔ بھائی! زرا غور کرو اور انصاف سے کام لو۔

جب تم نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ کی تقلید چھوڑی تو ابن حبیہ اور ابن قیم اور شوکانی جو ان سے بہت متاخر ہیں، ان کی تقلید کی کیا ضرورت ہے؟

ہمارے شیخ ائمہ بیٹ ان کے سوا اور بہت سے گزرے ہیں، جیسے امام ابن حزم ظاہری، حافظ ابن حجر مستطانی، امام داؤد ظاہری، اسحاق بن راہویہ، امام بخاری، شیخ جمال الدین سیوطی، امام نووی، امام حاکمی، امام ابن اسماعیل، امیر شیخ علی اللہ بن

۱۔ مجمع البیان (ص ۵۶۰)

۲۔ ابن کادری کا نقاب (ص ۶۵)

ابن عربی، شیخ عبدالقادر جیلانی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ۔ اگر ہم دلائل پر غور کر کے کسی مسئلہ میں ان بزرگوں میں سے کسی بزرگ کے ساتھ اتفاق کریں تو کونسا گمراہ لازم آیا اور وہ کیوں کامل ملامتِ خمیرے۔ لَا خُزْنَ وَلَا لُؤْلُؤًا إِلَّا بِاللَّهِ^۱ نیز لکھتے ہیں:

بعض ائمہ دین ایسے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کی تقلید سے تو بھاگے لیکن ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی اور مولوی اسماعیل صاحب دہلوی اور نواب صدیقی حسن خان صاحب مرحوم کی تقلید انہما معاند کرتے ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہے: لَوْنِ الْمَطَرِ وَقَلَمِ الْعِزَابِ يَا صِلْتَ عَلَى الْأَسَدِ وَبَلْتَ عَنِ الْقَلْبِ^۲۔

مولانا محبت اللہ شاہ راشدی (جن کو بلی زنی اپنا استاد قرار دیتے ہیں، اور لکھتے ہیں کہ اگر مجھے دکن و مقام کے درمیان کھڑا کر کے قسم دی جائے تو یہی کہوں گا، میں نے شیخنا محبت اللہ شاہ سے زیادہ نیک، زاہد، افضل... کوئی نہیں دیکھا)۔^۳ یہ بلی زنی کے انتہائی مدوح اپنے غیر مقلد بھائیوں کے ظلو کا شکار کرتے ہوئے وقطر از ہیں:

بعض ملائے ائمہ دین کی کسی تحریر یا مضمون پر اگر نیک نیتی سے تنقید یا تبصرہ کیا جائے تو اس پر وہ حقیقت پسندانہ جائزہ لینے کے بجائے وہ کھڑے ہو جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ فلاں کو یہ جرات کیسے ہوئی کہ اس پر تبصرہ یا تنقید کرے۔ قوم عادی کی طرح اپنے ہارے میں قلعہ فچی میں جھکا ہیں کہ بس ہمارا لکھا ہوا حرف آخر ہے یا مشکل دہی ہے جو ہرگز قلعہ نہیں ہو سکتا۔ لہذا جس نے بھی خوش قسمتی یا بد قسمتی سے ان پر گھم اٹھایا ہے وہ ہی کامل گردن زنی ہے۔ بس بھر تو چھارے کے اوپر بے جا اور غلط اثرات کی بھرمار شروع ہو جاتی ہے حتیٰ کہ وہ اپنی تحریر سے خاموشی اختیار کر لیتے ہیں۔ بلکہ وہ اس کے کہ اس کو معلوم ہوتا ہے کہ میں حق پر

۱۔ ملامتِ ائمہ دین (ج ۲، کتاب میں، ص ۱۲، ۱۳)

۲۔ ایضاً (ج ۲، کتاب میں، ص ۱۲)

۳۔ ائمہ دین (ش ۲، ص ۳۷)

ہوں۔ بس یہی باتیں ہیں جس کے نتیجہ میں یہ فحش بازی اور ایک دوسرے کی نگاہ، فحشیت، اتہام، دشنام طرازی اور بیہودہ کجواس ملک بھر میں پھلتی رہتی ہے اور انتشار کا ایک ایسا طوفان برپا ہو جاتا ہے کہ جس میں ہر کوئی تنگ کی طرح بہہ جاتا ہے۔ اور بھراس ہر گیر آگ میں سوکھوں کے ساتھ برے بھی جل جاتے ہیں۔ کیا اس بارے میں اور بھی تفصیل کی ضرورت ہے؟ حلقہ کے لیے اشارہ ہی کافی ہے۔^۱

ان اقتباسات کے بعد بھلی زنی صاحبِ خود فیصلہ کر لیں کہ وہ بندی اکابر پرستی اور غلو کرتے ہیں یا آپ نام نہاد اہلحدیث؟

ج میں اثر ام ان کو دیا تھا قصور اپنا نکل آیا

باقی بھلی زنی نے حضراتِ مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ کی مافی الصب کا واقعہ ج ذکر کیا ہے اس کا تعلق کرامات سے ہے۔ اور اولیاء اللہ کی کرامات کا انکار کرنا سوائے جہالت اور حماقت کے اور کچھ نہیں ہے۔ خود غیر مقلدین نے اپنے اکابرین کی بڑی بڑی کراتیں ذکر کی ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھئے ”کرامات اہل حدیث“ از مولانا عبدالحمید سوہدروی غیر مقلد، اور ”کچھ دیر غیر مقلدین نے ساتھ“ (ص ۲۱۱-۲۱۲)

زبیر علی زئی کا علمائے دیوبند پر ساتواں الزام: حدیث و صحابہ کرام کی توہین

- ✚ علمائے دیوبند کا حدیث اور صحابہ کرام کے متعلق موقف
- ✚ غیر مقلدین کی گستاخیاں
- ✚ زبیر علی زئی کی گستاخانہ زبان

(۷)

توہین حدیث و صحابہ کرام علیہ السلام کا الزام

ذہیر علی زئی صاحب نے علمائے دوح بندہ پر یہ الزام بھی لگایا ہے کہ یہ حضرات احادیث، صحابہ علیہ السلام وغیرہ کی گستاخیاں کرتے ہیں۔^۱
حالانکہ یہ علی زئی کا حضرات دوح بندہ پر افتراء ہے۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ مجسمہ دارالعلوم دوح بندہ لکھتے ہیں:

حدیث کے سلسلے میں بھی علمائے دوح بندہ کا مسلک ٹکھرا ہوا اور صاف ہے اور اس میں وہی جامعیت اور اعتدال کا عنصر غالب ہے جو دوسرے مقاصد دین میں ہے۔ بنیادی بات یہ ہے کہ وہ حدیث کو چونکہ قرآن کریم کا بیان اور دوسرے درجہ میں صدور شریعت سمجھتے ہیں اس لیے کسی ضعیف سے ضعیف حدیث کو بھی چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ بشرطیکہ وہ کامل احتجاج ہو۔ حتیٰ کہ تضاد میں روایات کے سلسلے میں بھی ان کی سب سے پہلی سنی افتاء و ترک کے بجائے تحقیق و توفیق اور جمع بین الروایات کی ہوتی ہے تاکہ ہر حدیث کسی نہ کسی طرح عمل میں آ جائے، متروک نہ ہو کیونکہ ان کے نزدیک سلسلہ روایات میں اعمال اولیٰ ہے اہمال ہے، پھر اسی جامعیت مسلک کے تحت حسب اصول، خفیۃ تضاد میں روایات میں رفع تضاد کی جس قدر اصولی صورتیں اندراج تہاد کے یہاں ذہیر علی زئی ہیں وہ سب کی سب موقوفہ بہ سلفہ مسلک علمائے دوح بندہ میں جمع ہیں۔^۲

صحابہ کرام علیہ السلام

نبی کریم ﷺ کے بعد مقدس ترین طبقہ، نبی ﷺ کے بلا واسطہ فیض یافتہ اور تربیت یافتہ لوگوں کا ہے جن کا اصطلاحی لقب صحابہ کرام علیہ السلام ہے۔ خدا اور رسول

۱۔ بدعتی کے پیچھے ناز کا ٹھم (ص ۱۲۱، ۱۲۲)

۲۔ مسلک علمائے دوح بندہ (ص ۲۵)

نے من حیث مطلق اگر کسی گروہ کی تقدیس کی ہے تو وہ صرف حضرات صحابہ کرام علیہ السلام کا طبقہ ہے ان کے سوا کسی طبقہ کو من حیث طبقہ مقدس نہیں فرمایا اور طبقہ کے طبقہ کی تقدیس کی ہو مگر اس پارے کے پارے طبقہ کو راشد و مرشد، راضی و مرضی، تقی القلب، پاک باطن، مستر الامانت، محسن و صادق، اور مسعود بالجو فرمایا۔ پھر ان کی عمومی حیثیت و شہرت کو کسی خاص قرن اور دور کے ساتھ مخصوص اور محدود نہیں رکھا بلکہ عمومی گردانا، سب سابقہ میں ان کے تذکروں کی خبر دے کر بتایا کہ وہ انگوں میں بھی جانے پہچانے لوگ تھے اور قرآن کریم میں ان کے مداح و مناقب کا ذکر کر کے بتایا کہ وہ پچھلوں میں بھی جانے پہچانے ہیں اور قیامت تک رہیں گے جب تک قرآن کریم رہے گا زبانوں پر، دلوں میں ہر وقت کی تلاوت میں، پنج وقتہ نمازوں میں، خطبات و موسقات میں، مسجدوں میں اور مسجودوں میں، مدرسوں اور خانقاہوں میں، خلوتوں اور جلوتوں میں، فرض جہاں بھی اور جب بھی اور جس نوعیت سے بھی قرآن کریم پڑھا جائے گا وہ ہیں ان کا چرچا اور امت پر ان کا تعلق نمایاں ہوتا رہے گا۔ پس لحاظ مدح و ثناء امت میں یکساں ہے نظیر ہیں جن کی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد اول و آخر کوئی نظیر نہیں ملتی، مگر علمائے دج بندہ نے اپنے اس مسلک میں جو صحابہ کرام علیہ السلام کی بابت عرض کیا گیا، رشتہ امتدال کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا اور کسی گوشے سے بھی اس میں افراط و تفریط اور خلوکو آئے نہیں دیا۔ مثلاً اس عقیدت و اہمیت کے معیار سے صحابہ کرام علیہ السلام میں تفریق کے قائل نہیں کہ کسی کو لائق محبت سمجھے اور کسی کو معاذ اللہ لائق عداوت سمجھے، کسی کی مدح میں رطب اللسان ہوں اور اعیانہ پانڈہ کسی کی خدمت میں، یا تو انہیں سب و شتم اور قتل و غارت کرنے پر اتر آئے اور ان کا خون بہانے میں بھی کسرت چھوڑے اور پامبران میں سے بعض کو نبوت سے بھی اونچا مقام دینے پر آجائیں۔ انہیں معصوم سمجھنے لگیں، حتیٰ کہ ان میں سے بعض میں حلول خداوندی ماننے لگیں۔ علمائے دج بندہ کے مسلک پر یہ سب حضرات مقدسین تقدس کے انتہائی مقام پر ہیں، مگر نبی یا خدا نہیں، بلکہ بشریت کی صفات سے

متصف، لوازم بشریت اور ضروریات بشری کے پابند ہیں، مگر عام بشری سطح سے بالاتر، کچھ غیر معمولی امتیازات تک نہیں پہنچ سکے، یہی وہ نقطہ اعتدال ہے جو حضرات صحابہ کرام علیہ السلام کے بارے میں طاہر دوح بندہ نے اختیار کیا ہوا ہے۔ ان کے نزدیک تمام صحابہ کرام علیہ السلام شرف صحیفہ اور صحیفہ کی برتری کی میں یکساں ہیں اس لیے محبت و عظمت میں بھی یکساں ہیں، البتہ ان میں باہم فرق مراتب بھی ہیں، لیکن یہ فرق چونکہ نفس صحیفہ کا فرق نہیں اس لیے اس سے نفس صحیفہ کی محبت و عقیدت میں بھی فرق نہیں پڑ سکتا۔

پس اس مسلک میں الصحابۃ کلہم عدول (صحابہ کرام علیہ السلام سب کے سب عادل تھے) کا اصول کارفرما ہے۔ جو اس دائرہ میں اہل السنۃ والجماعت کے مسلک کا جو بیحد مسلک طاہر دوح بندہ ہے، اولین سنگ بنیاد ہے۔^۱

طاہر دوح بندہ حدیث اور صحابہ کرام علیہ السلام کا کتنا احترام کرتے ہیں آپ نے ملاحظہ کیا۔ اب "غیر مقلدین" کے نواز کو دیکھئے جو سب سے بڑا گستاخ ہے اور ان کے مسلوں سے ناصوابیت محفوظ ہیں اور نہ صحابہ کرام علیہ السلام اور نہ دیگر اکابرین امت۔

غیر مقلدین کی طرف سے صحابہ کرام علیہ السلام کی گستاخیاں

بندہ دستان میں فرقہ غیر مقلدیت کے بانی مولوی مہدالحق بخاری کا ایک بیان ملاحظہ فرمائیے: "عبدالرحمن پانی پتی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے جس میں اس نے صحابہ علیہ السلام کی توبین کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

"ان کو پانچ پانچ حدیثیں یاد تھیں اور ہم کو سب حدیثیں یاد ہیں اور ان کا علم کم تھا اور ہمارا علم بڑا ہے۔"^۲

نیز اس بد بخت نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی توبین کرتے ہوئے یہ کہو اس کی ہے کہ:

۱۔ مسلک طاہر دوح بندہ (ص ۲۲، ۲۳)

۲۔ کشف المہجوب (ص ۲۱) مولفہ سیدہ سائیکہ احمد بیٹہ (۱۹۸۱ء)

ماترہ جی میں حضرت علیؑ سے لڑ کر مرتد ہوئی اور اگر بے توبہ مری تو کافر مری۔^۱
مولانا عبدالرحمان پانی پتی نے عبدالحق بخاری کا جو بیان نقل کیا ہے اس کی تائید مولانا محمد
مسیح بخاری غیر مقلد (جو اپنے فرقہ میں "ذکیل الہدیٰ" کے لقب سے پہچانے جاتے ہیں)
کے بیان سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ مولانا بخاری نے مولوی عبدالحق کے سلف صالحین پر امن و وطن کا
تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

مولوی عبدالحق بخاری سخی روش اختیار کر کے آخر شیعوں ہو گئے، مگر آخر مرنے سے
پہلے وہ اس مذہب شبلی سے تائب ہو گئے۔^۲

مولانا بخاری نے اپنے اس بیان میں جو کچھ کہا ہے، قطع نظر اس سے کہ مولوی بخاری مرنے
سے کتنا عرصہ پہلے شیعیت سے تائب ہوا، اور اس پر دلیل کیا ہے؟ اس سے بہر حال مولانا
عبدالرحمان پانی پتی کے اس بیان کی تصدیق ضرور ہو جاتی ہے کہ عبدالحق بخاری شیعوں تھا، اور وہ
صحابہ کرام کے خلاف بکواس کیا کرتا تھا۔

عبدالحق بخاری کے شاگرد علامہ وحید الدین غیر مقلد صحابہ کرام کی توجیہ کرتے ہوئے
لکھتے ہیں:

بعض صحابہ کرام نے ایسے کام بھی کیے ہیں جو شرعاً اور عقلاً ہر طرح مذموم
ہیں۔^۳

نیز لکھتے ہیں:

اس سے معلوم ہوا کہ کچھ صحابہ کرام غلط فہم ہیں، جیسا کہ ولید اور اسی کے مثل کہا
جائے گا، مسدود بن ابی سفیان، عمرو بن عامر، و خیرہ بن شعبہ اور سرہ بن جندب
کے حق میں۔^۴

نیز لکھتے ہیں:

۱. کشف الکھاب (ص ۲۱) مولانا مفتاح الرحمن (۱۹۱۴ء)

۲. اشعۃ الدلت (ج ۱۲) ص ۹۷، اشعۃ الدلت (ج ۱۰) ص ۱۰۳، اشعۃ الدلت (ج ۱۱) ص ۱۰۳

۳. اشعۃ الدلت (ج ۱۰) ص ۱۰۳

۴. نزل الہام (ج ۳) ص ۹۳

خلفائے راشدین علیہم السلام کو گالیاں دینے سے آدمی کا فریضہ ہوتا۔^۱
اسی طرح لکھا ہے کہ:

ایک بچہ مسلمان کا، جس میں ایک زرہ بھی ڈھیر صاحب کی محبت ہو، دل یہ گوارا کرے گا کہ وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعریف و توصیف کرے۔^۲
موصوف نے یہ کچھ اس بھی کی ہے کہ:

اس میں کچھ شک نہیں کہ معاویہ اور عمر بن العاص دونوں باغی اور سرکش اور شریر تھے، اور ان دونوں صاحبوں کے مناقب یا فضائل بیان کرنا ہرگز روا نہیں۔^۳

اسی طرح انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے حضرت اور رضی اللہ عنہ وغیرہ کلمات تعظیم کہنے سے بھی منع کیا ہے۔^۴

حاضر کے نامور غیر مقلد عالم محمد رفیع ندوی، جن کو غیر مقلدین وکیل سلفیت کہتے ہیں، اور خود علی زئی نے ان کو "محقق المحدثین مولانا محمد رفیع ندوی حفظہ اللہ" قرار دیا ہے،^۵ موصوف نے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف بہت ذہرا لگا ہے، یہاں تک کہ اس بد نہاد نے حضرت ولید بن عقبہ کو شراب خور اور فاسق تک کہا ہے۔^۶

نیز حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت معاویہ، حضرت عمر بن العاص وغیرہ جیسے اکابر صحابہ کو باغی کہا ہے، اور لکھا ہے کہ:

باغی کا فاسق ہونا لازم و ملزوم ہے۔^۷

موصوف نے حضرت صفیہ بن شیبہ رضی اللہ عنہ کو بھی غیر معمولی فاسق قرار دیا ہے، اور

۱۔ زلزال برادر (۳۸/۲)

۲۔ حالات اللہ ص ۷

۳۔ حالات اللہ ص ۷ (جلد دوم، کتاب "راہبہ" ص ۳۹)

۴۔ کفر المذنبین (ص ۲۳۳)

۵۔ اللہ ص ۱۷ (ص ۳۸)

۶۔ مجموعہ مقالات، مثنوی تحقیقی جائزہ (ص ۱۳۸، ۱۳۹)

۷۔ مجموعہ مقالات، مثنوی تحقیقی جائزہ (ص ۱۳۸، ۱۳۹)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر یہ مجموعہ الزام لگایا ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے زیاد کی ولی مہدی کے لیے بذریعہ سازش حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو زہر پلا کر شہید کروایا۔^۱

نیز مصنف حضرت معاویہ پر بہتان تراشی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امیر معاویہ نے اپنے بیٹے زیاد کے لیے خاندانی نبوت کے لوگوں اور دوسرے صحابہ سے بیعت کرنے پر ڈھاکا ڈالا اور خاندانی رسالت کے بہت سارے لوگوں بالخصوص حکام علی مرتضیٰ کو قتل کرایا، حتیٰ کہ حدیث منورہ پر بھی ہمر بن اوطاق کے ذریعہ حملہ کرا کے بہت سے لوگوں کو تہ تیغ کرایا، جن میں بہت سے صحابہ و خاندانی نبوت کے لوگ تھے۔ حضرت علی کے دبیہ محمد بن ابی بکر کو جب احکام سے قتل کرایا، حضرت حسن بن علی مرتضیٰ نے جب زمام خلافت سے دستبردار ہو کر خلافت امیر معاویہ کے سپرد کر دی تو حضرت حسن کو کس طرح بذریعہ زہر قتل کرایا گیا؟ کیا یہ سب خاندانی رسالت کے ساتھ خوب اچھا سلوک ہے؟^۲

یہ ہیں اس ملعون شخص کی صحابہ کرام کے خلاف دشنام طریاں کہ جس کو زہر علی زلی مخلص اللہ سے قرار دے رہے ہیں۔

عمر بن عبد العزیز و دانش بیاض مریت

عظیم فیض عالم صدیقی غیر مقلد خطیب جامع مسجد احمدیہ محلہ مستریاں، جہلم نے اپنی کتاب ”سیدنا حسن ابن علی علیہ السلام“ میں چارہا حضرت اہل بیت کی سخت توہین کی ہے۔ مثلاً اسی کتاب میں ایک عنوان قائم کیا ہے:

”سیدنا علی علیہ السلام کی نام نہاد خلافت اور سیدنا حسن علیہ السلام“

اسی عنوان کے ذیل میں انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام خلافت کے مستحق نہیں تھے اور آپ کی خلافت صحیح نہیں تھی۔ اللہ اعلم بالصواب۔

رسول خدا ﷺ کے نو اسوں حضرت حسن علیہ السلام اور حضرت حسین علیہ السلام کو زہر صحابہ علیہم السلام سے خارج کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

۱۔ مجموعہ مقالات، سنی عقلی جائزہ، (ص ۶۳۷، ۶۳۸)

۲۔ ایضاً (ص ۶۸۵، ۶۸۶)

حضرات حسین علیہ السلام کو ذرہ سمجھا۔ میں شہر کرنا صریحاً سہایت کی ترجمانی یا اندھا دھند تھکید کی قرابت ہے۔^۱

ایک انتہائی متعصب غیر مقلد ابو الا شہاب شافعی نے امیر المؤمنین حضرت عثمان علیہ السلام پر قرآن و سنت کی مخالفت کا الزام لگاتے ہوئے اپنی خیانت کا یوں اظہار کیا ہے کہ:

جب حضرت عثمان نے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو اپنی صواب دہ اور اجتہاد سے امیر جہاد مقرر کیا تو ۳۱ھ میں محمد بن ابی بکر اور محمد بن ابی حذیفہ نے ان کی مخالفت شروع کر دی اور اس کا نتیجہ حضرت عثمان علیہ السلام کی شہادت اور جنگ و جدال کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ اور یہ نتیجہ ہے نص صریحاً کو چھوڑ کر قیاس و اجتہاد پر عمل کرنے کا۔^۲

اسی طرح اس بد بخت نے حضرت معاویہ علیہ السلام پر بھی قرآن و سنت کی مخالفت کا الزام لگایا ہے۔^۳

مولانا محمد اسامیل علی غیر مقلد سابق امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان نے حضرت عثمان کے واقعہ شہادت میں حضرت علی المرتضیٰ کے کردار کو ہی مشکوک قرار دے دیا ہے۔ چنانچہ مہسوف لکھتے ہیں:

اس میں بھی شک نہیں کہ دین کے اس بگاڑ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روش اس قدر صاف نہیں جتنا اسے صاف ہونا چاہیے۔^۴

نیز مہسوف نے حضرت علی کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ:

لیکن ان کی خاموشی ان کی ہزیمت کو مشکوک ضرور قرار دیتی ہے۔^۵

خود زہیر علی زئی نے جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ترجمان کی

۱۔ سیدنا حسن بن علی علیہ السلام (ص ۴۳)

۲۔ مقالات شافعیہ (ص ۲۸)

۳۔ مقالات شافعیہ (ص ۲۸)

۴۔ مقالات حدیث (ص ۲۵)

۵۔ ایضاً (ص ۲۸)

ہے۔ چنانچہ آپ علیہ السلام کے بارے میں گستاخی کرتے ہوئے اور خود جیسے زندہ کا جواز ان کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضرت ابن عباس سے بھی خود کا جواز مروی ہے اور اکابر صحابہ علیہ السلام نے ان پر اس مسئلہ میں سخت تنقید کی ہے۔^۱

حالانکہ بقول علامہ وحید الزمان غیر مقلد حضرت ابن عباس نے اس قول سے رجوع کر لیا تھا۔^۲

بلکہ خود ملی زندگی نے بھی اقرار کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے خود کے جواز سے رجوع کر لیا تھا۔ انکار انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ:

رجوع کرنے والے کے خلاف پروپیگنڈہ جاری رکھنا اہل اہلوائے کی کس عدالت کا انصاف ہے۔^۳

ذہر صاحب!

ج دیکھو را نصیحت خود را نصیحت

غیر مقلدین کی طرف سے ائمہ مجتہدین کی گستاخیاں

غیر مقلدین ائمہ مجتہدین خصوصاً حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی شان میں بھی گستاخیاں کرنا اپنا فریضہ نہ سمجھتے ہیں۔ اس کا شکوہ خود ان کے اپنے اکابر نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ مشہور بزرگ غیر مقلد عالم مولانا داؤد غزنوی سابق امیر جماعت اہلحدیث فرماتے ہیں:

دوسرے لوگوں کی یہ شکایت کہ اہلحدیث حضرات انفرادی ہو کر توہین کرتے ہیں، بلاوجہ نہیں ہے۔ اور میں دیکھ رہا ہوں کہ اہلحدیث کے حلقہ میں عوام اس گمراہی میں مبتلا ہو رہے ہیں اور انفرادی ہو کر اہلحدیث کا تذکرہ عقادت کے ساتھ بھی کر جاتے ہیں، یہ دو تہاں سخت گمراہ کن اور خطرناک ہے اور ہمیں سختی کے ساتھ اس کو روکنے کی

۱۔ ذرا بصیحت (ص ۳۹)

۲۔ صلات اللہ علیہ (ج ۴، کتاب ۱ ص ۱۰)

۳۔ اللہ علیہ (۱۲/۷۱)

۴۔ ذرا بصیحت (ص ۳۹)

کوشش کرنی چاہیے۔^۱

نیز فرماتے ہیں:

جماعت احمدیہ کو حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی روحانی بددعا لے کر بیڑہ لگی ہے، ہر شخص ابوحنیفہ ابوحنیفہ کہہ رہا ہے، کوئی بہت سی عزت کرتا ہے تو امام ابوحنیفہ کہہ دیتا ہے، پھر ان کے بارے میں ان کی تحقیق یہ ہے کہ وہ تین صدئیں جانتے تھے، یا زیادہ سے زیادہ گیارہ اور اگر کوئی بڑا احسان کرے تو وہ سترہ صدئوں کا عالم گردا رہا ہے۔ جو لوگ اسے جلیل القدر امام کے بارے میں یہ غلط نظر رکھتے ہوں ان میں اتحاد و یکجہتی کی فکر پیدا ہو سکتی ہے۔ **يَا خَيْرُ نَذْرٍ اِلَيْهِمْ اِنَّا اَنْفُكُوْا اَبْنِيْ وَخَزِيْنِيْ اِلَى اللّٰهِ**۔^۲

مولانا نذیر احمد روحانی غیر مقلد نے مولوی عبدالحق باری غیر مقلد کے بارے میں تصریح کی ہے کہ وہ سلف پر لعن و لعن کیا کرتے تھے، اور ان کی زبان و لہجہ سے بعض اوقات ایسے کلمے بھی نکلتے جن سے حضرت امام ابوحنیفہؒ کی تعظیم کا پہلو پیدا ہو سکتا تھا۔^۳

غیر مقلدین کے شیخ اکل مولانا نذیر حسین دہلویؒ ایسے نام نہاد احمدیوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

بکھرا اثر مجتہدین کو گالی دینا شروع ہے، اور کہتے ہیں کہ ہم اپنے آپ کو خلی یا شافعی کہا شراب نوشی یا زنا کاری سے بھی بڑا گناہ سمجھتے ہیں، خدا کی پناہ اور اپنے حلق دہنی کرتے ہیں کہ ہم حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ ان کا جواب تو یہ ہے کہ حدیث پر عمل کرنا تو صحیح ہے لیکن اثر مجتہدین کو نہ سے الفاظ سے یاد کرنا بے دینی اور گمراہی ہے۔^۴

مولانا مہدلا حد خانچہ رانی اور مولانا وحید الزمان وغیرہ ملائے غیر مقلدین کے حوالے بھی

۱۔ سوانح مولانا محمد داؤد خانچہ رانی (ص ۷۹، ۸۰)۔ دیکھ کر غزوانی

۲۔ ایضاً (ص ۱۳۶)

۳۔ احمدیہ اور سیاست (ص ۱۰۲)

۴۔ ثوابی نذیر ہدیہ (۱/۱۸۳)

گز رہے ہیں کہ گروہ غیر مقلدین جو اپنے تئیں ائمہ عتہ کہلاتے ہیں، انہیں مجتہدین کے گستاخوں کا نولہ ہے۔

ائمہ عتہ کی گستاخیاں

غیر مقلدین بظاہر تو مہشین کی جماعت سے اپنے ذاطے ملاتے ہیں لیکن اندر سے یہ لوگ مہشین کے بھی کچے گستاخ ہیں۔ اس فرقہ کی ایک مشہور شاخ جماعت خرابائے ائمہ عتہ (جس کی ضلعی ادارت کا شرف زہیر ملی ذئی کو حاصل ہے) کے بارے میں پروفیسر مبارک غیر مقلد لکھتے ہیں:

جماعت خراباء ائمہ عتہ کی بنیاد صرف مہشین کی مخالفت پر رکھی گئی تھی، صرف یہی مقصد نہیں بلکہ ”تحریک مہادیہ“ یعنی سید احمد بریلوی کی تحریک کی مخالفت کر کے انگریز کو خوش کرنے کا مقصد یہاں تھا۔^۱
یہی حال اس فرقہ کی دیگر جماعتوں کا ہے۔

مہشین کے بارے میں بطور مختصر نمونہ ذرا درجہ ان کی چند گستاخیاں ملاحظہ کریں:
امام نجفی بن سعید قحطان رحمہ اللہ (م ۱۹۸ھ) جو عتہ و اسماہ الرجال کے بلند پایہ اور مسلمہ امام ہیں، اور مولانا عبدالستام مبارکپوری غیر مقلد نے لکھا ہے کہ فن اسماہ الرجال کا سنگ بنیاد نجفی بن سعید قحطان نے رکھا۔ اس عظیم القدر امام کے اسماہ الرجال سے متعلق ایک قول کا رد کرتے ہوئے مولانا وحید الزمان غیر مقلد لکھتے ہیں:

یہ قول نجفی کا باطل اور جملہ نزعات شیطانی ہے۔^۲
نیز لکھتے ہیں:

نجفی بن سعید قحطان نے بڑی بے ادبی کی ہے جو کہتے ہیں اہی نفسی منہ شیء

۱۔ نور المصنی (مصحف کا تفسیر، ص ۱۱) طبع سوم

۲۔ ملائے انتاف، تحریک مہادیہ، ص ۴۸

۳۔ سیرۃ نگاری، ص ۲۸

۴۔ احاطہ طبع عتہ (ج ۲، کتاب ص ۳۹)

و معالجہ صاحب الیٰ صدقہؑ

نیز مہسوف حضرت امیر المؤمنین فی اللہ بیٹ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ (م ۲۵۶ھ) پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ امام بخاری پر رحم کرے، مروان اور عمران بن حطان اور کئی خوارج سے تو انہوں نے روایت کی اور امام جعفر صادق سے، جو امین رسول اللہ ہیں، ان کی روایت میں شہرہ کرتے ہیں۔^۱
نیز لکھتے ہیں:

بخاری رحمہ اللہ پر تعجب ہے کہ انہوں نے امام جعفر صادق سے روایت نہیں کی اور مروان وغیرہ سے روایت لی جو اعدائے اہل بیت علیہم السلام تھے۔^۲
حدیث رسول ﷺ کے مدقن اہل اور صحیح بخاری وغیرہ کتب حدیث کے مرکزی راوی حضرت امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ (م ۱۲۵ھ) کے بارے میں حکیم فیض عالم صدیقی غیر منقولہ لکھتے ہیں:

ابن شہاب صحابہ متفقین و کذا میں کے دانشمند کسی نادانستہی کسی، مستقل ایجت تھے، اکثر مگر لوگ، حبیبیت اور کذب و بدعتیں انہی کی طرف منسوب ہیں۔^۳
یہی حکیم صاحب حافظہ کبیر، محدث شیعہ امام ابو یوسفی ترمذی رحمہ اللہ (م ۲۴۹ھ) پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امام مسلم سے تقریباً ۲۱ برس بعد ابو یوسفی محمد ترمذی نے یہ وضعی روایات اپنی کتاب میں درج کی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ امام مسلم کی وفات کے بعد کسی سبائی نکال میں انہیں گزرا گیا ہے۔^۴

۱۔ لغات اللہ بیٹ (ج ۱، کتاب ج ۱، ص ۶۱)

۲۔ ایضاً

۳۔ ایضاً (ج ۲، کتاب ج ۲، ص ۳۹)

۴۔ صدقہ کائنات (ص ۱۰۷)

۵۔ ایضاً (ص ۱۱۸)

مبنی زنی کے موضوع مولانا ادر شاہ الحق اثری غیر مقلد امام دارالبحرہ حضرت مالک بن انس پر ہمارا حازمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امام مالکؒ کے متعلق بھی اہل علم کو شکوکہ ہے کہ وہ نادرہ اعتدالات و معروضات پر کلام کرتے ہیں اور ان سے روایت نہیں لیتے۔^۱

علم حدیث کے عظیم المرتبت امام حافظ ابو حفص طبرانی رحمہ اللہ (م ۳۲۰ھ) پر تنقید کرتے ہوئے غیر مقلد ناصر مہلوی عبدالعزیز دہلوی لکھتے ہیں:

آپ امام حنفی کے بھانجے اور شاگرد ہیں۔ اپنے ماسوں سے کسی وجہ سے ناراض ہو کر حنفی ہو گئے۔ پھر کیا تھا، حنفی مذہب کی حمایت اور تائید میں ایک مشغل کتاب نام ”مطانی الآثار“ لکھ داری، جس میں ضعیف حدیثوں کی تصحیح اور صحاح کی تضعیف کر کے اختلاف کی رشا جوئی حاصل کی۔^۲

زہری مبنی زنی کی آخر حدیث کے خلاف گستاخانہ زبان

خود زہری مبنی زنی نے اپنے پیش رو غیر مقلدین کی تقلید میں متعدد آخر حدیث کی گستاخیاں کی ہیں۔ مثلاً امام دارالبحرہ حضرت مالک بن انس نے ایک راوی پر جرح کی تو اس کے جواب میں زہری مبنی زنی نے امام مالک کی نیت پر حملہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

امام مالکؒ وغیرہ نے ذاتی دشمنی کی وجہ سے انہیں شدید جرح کا نشانہ بنایا ہے۔^۳

امام ترمذیؒ کا حدیث میں جرح مقام ہے وہ کسی تخریف کا محتاج نہیں ہے۔ امام موسوی نے ایک حدیث (جز زہری مبنی زنی کے مسلک کے خلاف ہے) کو صحیح اور حسن قرار دیا تو زہری مبنی زنی اس پر ان کا مذاق اڑاتے ہوئے لکھتے ہیں:

ابن جریجؒ دلس کی یہ روایت غلط سے ہے اور عام طالب علموں کو بھی معلوم ہے کہ (غیر صحیحین میں) دلس کی غلطی والی روایت ضعیف ہوتی ہے۔ لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔ ابن جریجؒ کی تدلیس کے باوجود امام ترمذیؒ کا اسے ”حسن صحیح“

۱۔ مجمع الزوائد (۲/۲۶۷)

۲۔ تہذیب الفقہ (۱۰) بحوالہ حدیث اور اجماع (ص ۱۱۱)

۳۔ القوابل (۳۲)

غریب“ کہنا عجیب و غریب ہے۔^۱
گویا زہیر علی زئی کی نظر میں امام ترمذی جیسے محدث کا مقام عام طالب علموں سے بھی کم ہے۔

ج بریں عقل و دانش پایہ گریست
جلیل القدر محدث امام اسحاق بن ابی اسرائیل کو زہیر علی زئی نے جلیل القدر (کم عقل)
قرار دیا ہے۔^۲

اسی طرح زہیر علی زئی نے جلیل القدر محدث امام ابن الترمکائی و مرافقہ کی توہین کرتے ہوئے ان کے خلاف یہ عنوان قائم کیا ہے:
ابن الترمکائی کی چرہ و دستیاں^۳

محدث کبیر حافظ عبد القادر قرطبی (م ۵۷۵ھ) جو علامہ عراقی (استاذ حافظ ابن حجر) وغیرہ جیسے ائمہ حدیث کے استاد ہیں، امام محمد بن احمد القاسمی (م ۸۴۴ھ) ان کے بارے میں لکھتے ہیں:
وکان ذاعنایہ بالفقه، والحديث، و غیر ذلك، ولديه فضل.^۴

حافظ ابو الفضل کئی (م ۸۸۱ھ) فرماتے ہیں: امام، الامام، المصنف۔^۵
اس قدر بلند پایہ محدث بھی زہیر علی زئی کی تنقید اور توہین کا نشانہ بننے سے محفوظ نہ رہ سکے۔
چنانچہ زہیر علی زئی لکھتے ہیں:

عبد القادر القرطبی وغیرہ حصصین اور بیکار لوگوں کا اسے ”امام کبیر“ قرار دینا چنداں مفید نہیں ہے۔^۶

مشہور حافظ احمد حدیث امام احمد بن محمد ابوہریرہ (م ۲۰۴ھ) صاحب السنن کی ایک روایت کو اہل

۱۔ الکواکب الدررۃ (م ۳۳)

۲۔ نور البصیحین، طبع سائمن، ۲۰۰۵ء، (م ۲۸)

۳۔ ایضاً (م ۱۳۸)

۴۔ ذیل التعلیل (۲/۱۲۰)

۵۔ ذیل تذکرۃ الحفاظ (۵/۱۰۵)

۶۔ نعرہ اباری (م ۳۸)

زلی مطلق (ضعیف) قرار دیتے ہوئے ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

حافظ بزار بذات خود مکلم نہیں ہے۔^۱

عجلیل القدر محدث امام حاکم نیشاپوری (م ۴۰۵ھ) جو "المسند رک" وغیرہ بلند پایہ کتب حدیث کے مصنف ہیں، علی زئی نے خواہ مخواہ ان کو وہی قرار دے دیا۔ خود علی زئی کے اپنے ایک ہم مسلک حافظ ثناء ماہد ضیاء غیر مقلد اس پر زہر علی زئی سے احتجاج کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جبکہ امام حاکم لازوال قوت یادداشت کے مالک تھے۔ ایک مضبوط حافظہ کے مالک امام کو وہم کا شکار قرار دے دیا جائے تو سید حاسا دھال امام حاکم پر جارحانہ حملہ ہے۔^۲

اس کے جواب میں زہر علی زئی لکھتے ہیں:

المسند رک کے ادبام اہل علم پر غلطی نہیں ہیں، بعض جگہ مطبعی اخطاء (غلطیاں) ہیں اور بعض مقامات پر خود امام حاکم کو ادبام ہوئے ہیں۔^۳

حدیث اور کتب حدیث کی توہین

غیر مقلدین کی توہین و تنقید سے اعادیت رسول ﷺ، کتب حدیث اور روایان حدیث بھی محفوظ نہ رہ سکے۔ یہاں تک کہ ان خالوں نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی اعادیت اور ان کے راویوں پر بھی شب غن مارا ہے۔

مفتا غیر مقلد عالم مولانا بشیر الرحمن سہنس نے ایران میں شیعوں کے سامنے صحیح بخاری کو آگ میں ڈالنے کی تجویز پیش کی تھی۔ چنانچہ مشہور صحافی اختر کاشمیری اپنے سرنامہ ایران میں لکھتے ہیں:

اس سیشن کے آخری مقررہ گورنوالہ کے اہلحدیث عالم مولانا بشیر الرحمن سہنس تھے، مولانا سہنس بڑی مستحب قسم کی چیز ہیں۔ علم حبیب، جسم بیہد کے مالک، ان کا ایمان عظیم ہوتا آلود اور مہنگو زلف ہوتی ہے۔ فرمانے لگے:

۱۔ اہلحدیث (۲۹/۲۳)

۲۔ البصر لہ (ج ۴، شمارہ ماہ ۳۳)

۳۔ اہلحدیث (۵۷، ۵۸)

اب تک جو کچھ کہا گیا ہے وہ قابلِ قدر ضرور ہے قابلِ عمل نہیں۔ اختلاف ختم کرنا ضروری ہے مگر اختلاف ختم کرنے کے لیے اسباب اختلاف کو مٹانا ہوگا۔ فریقین کی جو کتب قابلِ اعتراض ہیں ان کی موجودگی اختلاف کی بجلی کو تیز کر رہی ہے، کیوں نہ ہم ان اسباب کو ہی ختم کر دیں؟ اگر آپ صدقِ دل سے اتھاڑ چاہتے ہیں تو ان تمام روایات کو جلا تا ہوگا جو ایک دوسرے کی دل آزاری کا سبب ہیں۔ ہم بخاری کو آگ میں ڈالتے ہیں، آپ اصول کافی کو نظر آتش کریں۔ آپ اپنی فقہ صاف کریں، ہم اپنی فقہ صاف کر دیں گے۔^۱

حدیث کی مشہور کتاب ”مسند احمد بن حنبل“ کے بارے میں حکیم فیض عالم صدیقی غیر منقلد لکھتے ہیں:

مسند احمد بن حنبل کا جامع ازل ابوبکر شافعی کے نام سے معروف ہے۔ حقیقت میں یہ شخص رافضی تھا اور بخاری شافعی بنا ہوا تھا۔

مسند کا جامع دوم ابوبکر قطیبی (م ۳۶۸ھ) ہے۔ یہ بھی شیعوں تھا، ان دونوں شیعوں نے امام احمد اور ان کے بیٹے عبداللہ سے کچھ حدیثیں لے کر ان میں جا بجا اپنے مسلک کے مطابق نحو و اثبات کر کے شیعی روایات کے الفاظ کو بدل کر اپنی خود ساختہ حدیثوں کے مناسب اضافہ جوڑ کر چھ جلدوں میں ایک ضخیم مجموعہ احادیثِ ہدٰیٰ کر ڈالا۔^۲

غیر منقلدین کے محدث اعظم مولانا عبداللہ روپڑی غیر منقلد نے ”صحیح بخاری“ کی دو حدیثوں کی توجہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

بلکہ قیراۃ کی حدیث اس نپلوں کی حدیث سے بھی گئی گزری ہے۔^۳

حالانکہ قیراۃ دلی اور نپلوں والی یہ دونوں ”صحیح بخاری“ کی حدیثیں ہیں، جن کو روپڑی صاحب گئی گزری حدیثیں قرار دے رہے ہیں۔ استغفر اللہ۔

۱۔ اشرف کوہ امروہی (م ۱۰۹)

۲۔ خلافت راشدہ (م ۹۴، ۹۵)

۳۔ الجہت کے انتہائی مسائل (م ۳۳)

مصر حاضر کے مشہور غیر مقلد شیخ ناصر الدین البانی (جن کو غیر مقلد بنانا امام اور مقتدا قرار دیتے ہیں، خود زہرِ دینی نے بھی ان کو مشہور تحقیق امام^۱، "مشہور محدث"^۲، "محدث العصر اور امام لکھ میں قرار دیا ہے)^۳ نے صحیح بخاری و صحیح مسلم کی کئی احادیث کو ضعیف و موضوع قرار دے دیا اور ان کے راویوں پر بھی سخت تنقید کی ہے، چنانچہ سولہ بار اجماعِ شہال شاہف غیر مقلد لکھتے ہیں:

لیکن ناصر الدین البانی نے غرضی اجماع کیا، یا اتفاق امت مسلمہ کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش لاشعوری طور پر غدست حدیث کے نام پر کرتے ہوئے صحیحین کی بہت سی حدیثوں کو ضعیف و موضوع کے اندر داخل فرما کر جملائے مصر کے لیے راہِ ہموار کر دی کہ وہ صحیحین کی حدیثوں کو بھی قبول کرنے کے لیے ناصر الدین البانی کی صحیح کو ضروری سمجھنے لگے۔^۴

سولہ بار شاذ الحق اثری غیر مقلد نے بھی البانی کے بارے میں لکھا ہے:

صحیحین کی ارحمیت کے بھی وہ قائل نہیں، اسی لیے وہ ان کی روایات کو اوجیت نہیں دیتے، بلکہ اپنی تحقیق و تنقید میں بسا اوقات جادریجی ان پر حرف گیری کرتے ہیں۔^۵

خود دینی نے بھی تسلیم کیا ہے کہ شیخ البانی نے صحیح بخاری و صحیح مسلم کی احادیث پر تنقید کی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

شیخ البانی و مرادہ و غیرہ معاصرین اور ان سے پہلے لوگوں نے صحیح بخاری و صحیح مسلم پر جو جرح کی ہے۔^۶
تہذیبِ دینی لکھتے ہیں:

۱۔ الحدیث (۲/۳۵)

۲۔ مینا (۲۲/۱۸)

۳۔ مقالات میں بدعات (ص ۳۹، حاشیہ نمبر ۲)

۴۔ مقالات شاہف (ص ۲۶۶)

۵۔ مقالات (۲/۱۸۳)

۶۔ الحدیث (۲۳-۲۱)

یاد رہے کہ ابو اثری کی مصحف روایات کی وجہ سے شیخ البانی نے صحیح مسلم کی صحیح روایات پر حملہ کیا۔^۱

زہیر علی زئی نے غیر مقلدین کے شیخ اہلک مولانا نذیر حسین دہلوی (جو فخر سے زہیر علی زئی کی سند حدیث میں ان کے بالواسطہ استاد ہیں) کے متعلق لکھا ہے:

مولانا نذیر حسین دہلوی نے صحیح بخاری و صحیح مسلم کے ایک راوی محمد بن فضیل بن خزاعہ پر جرح کی ہے۔^۲

خود علی زئی نے بھی صحیحین کے متعدد راویوں پر جرح کر رکھی ہے۔ جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

زہیر علی زئی کے مروجہ مولانا رشتہ راجی اثری غیر مقلد نے دہلوی کیا ہے کہ صحیح بخاری میں ضعیف راویوں کی روایات بھی ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

صحیح بخاری میں ضعیف راویوں کا ہونا اور بات ہے اور جسے امام بخاری رحمہ اللہ ضعیف اور اس کی احادیث کو مستطوب کہیں اس سے روایت لینا دونوں میں بڑا فرق ہے۔^۳

نیز لکھتے ہیں:

صحیح بخاری اور مسلم کے ہر ہر لفظ کی صحت کا دہلوی کس نے کیا۔^۴
گویا ان کے نزدیک صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی احادیث کے بعض الفاظ ضعیف ہیں، اس طرح انہوں نے منکرین حدیث کو یہ کھلی پھٹی دے دی ہے کہ وہ ان احادیث کے جن الفاظ پر چاہے کتہ پھینک دیتے ہیں۔! ناخدا...

زہیر علی زئی خود مولانا مالک کی ایک حدیث جس کو وہ خود بھی صحیح تسلیم کرتے ہیں، کو کاٹنا

۱۔ الحدیث (۱۰۱/۲۷)

۲۔ ایضاً (۲/۲۰)

۳۔ ایضاً (۱۱/۲۳)

۴۔ تفتیح نظام (ص ۱۳) طبع ۱۳۷۶ھ

۵۔ ایضاً (ص ۷۰)

قرار دے ہوئے لکھتے ہیں:

مسعود صاحب ایہ حدیث آپ کے مطلق کا وہ کاٹنا ہے جسے نہ آپ نکل سکتے ہیں اور نہ باہر پھینک سکتے ہیں۔^۱

اعزاز کا نہیں کہ جو شخص ایک حدیث کو صحیح تسلیم کرنے کے باوجود اس کو کاٹنا کہہ رہا ہے اس سے بڑا گستاخ کون ہوگا؟ نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قائم کردہ سنت (جس میں تراویح کی جماعت) کے بارے میں ذہیر علی زئی نہ ہر آنکھتے ہوئے لکھتے ہیں:

یہ مقلدین کی چار سو بیسی ہے۔^۲

اسی طرح ذہیر علی زئی نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے متعدد دعووں پر بھی عمل جراحی کیا ہے۔ صحیح بخاری کے ایک راوی علی بن الجعد رحمہ اللہ جن کے بارے میں امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری نے بہت زیادہ احادیث ہونے کے باوجود ان سے اپنی صحیح میں احادیث روایت کی ہیں۔^۳

ان کے بارے میں ذہیر علی زئی لکھتے ہیں:

یہ ثقہ ہونے کے ساتھ بھی تھا۔ یعنی اہل سنت والجماعت سے خارج تھا۔ وہ کہتا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خطاب دے تو مجھے ہارسند نہیں ہے۔ اور وہ صحابہ کرام کو زنا کہتا تھا۔^۴

نیز لکھتے ہیں:

علی بن الجعد تشیع کے ساتھ برخورد ہے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ کرام کی تحقیر کرتا تھا۔^۵

نیز لکھتے ہیں:

۱۔ تعداد کلمات قیام رمضان (ص ۵۴)

۲۔ مینا (ص ۵۵)

۳۔ عبد بن احمد بیہ (۱۸۵/۲)

۴۔ چہا سلطین (ص ۹۱)

۵۔ مینا

مگر یہ بھی مراد ہے کہ وہ عبداللہ بن عمر، معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما، صحیحین پر سخت تنقید کرتا تھا، سیدنا عثمان غنیؓ کے بارے میں اس کا عقیدہ یہ تھا کہ انہوں نے - معاذ اللہ - بیت المال سے ایک لاکھ درہم ناخن لیے تھے۔ سیدنا معاویہؓ کی وہ تکفیر کا جاکل تھا۔ وہ کہتا تھا کہ مجھے یہ برا نہیں لگتا کہ اللہ تعالیٰ معاویہ کو عذاب دے۔^۱

مزید اس پر فضا تار تے ہوئے لکھتے ہیں:

ملی بن الجعد تو مختلف فیہ اور مجروح ہے۔^۲

اب جو شخص خود اور اس کے ہم مسلک صحیحین اور ان کے راویوں پر اس قدر تنقید کرتے ہوں ان کو علمائے دہلی ہند پر صحیحین کی احادیث اور راویوں کی گستاخی کا اہرام لگاتے ہوئے شرم آتی چاہیے۔

ج آہ! شرم تم کو مگر نہیں آتی

شیخ محمد بن عبدالوہابؒ سے متعلق غیر مقلدین کا گستاخانہ اور دوغلا کردار

زہرِ ملی زہنی نے عنوان "گستاخیاں" کے ذیل میں حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کا ایک حوالہ ذکر کے علمائے دہلی ہند پر یہ اہرام بھی لگا چاہے کہ یہ حضرات شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کے گستاخ ہیں۔^۳

حالانکہ حضرت مدنیؒ نے اس وقت شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کے بارے میں جو کچھ لکھا تھا وہ انہوں نے نواب صدیقی حسن خان غیر مقلد کی کتاب "ترجمانِ دہلیہ" سے نقل کیا تھا، جس کی خود انہوں نے تصریح کی ہے۔^۴

لیکن اس کے بعد ان پر جب اصل حقیقت منکشف ہو گئی تو انہوں نے اس سے رجوع کر

لا۔^۵

۱۔ تعداد کلمات قیام رمضان (ص ۳۸)

۲۔ ابنِ دکانہ زہنی کا انتخاب (ص ۶۵)

۳۔ بھٹی کے چچے خازنِ حکم (ص ۳۸) ۴۔ انتخابِ لائق (ص ۳۳)

۵۔ تفصیل کے لیے دیکھئے، بکمرہ غیر مقلدین کے ساتھ (ص ۳۳-۳۴)

در اصل زحیر علی زئی اور دیگر غیر مقلدین کا علمائے دین بنو ہریر شیخ محمد بن عبدالوہاب کی کثافتی کا اثر اہم لگانا "چور چھانے شور، چور چور" کا صداق ہے۔ اس لیے کہ یہ غیر مقلدین خود اندر سے شیخ موصوف کے بچے دشمن اور سخت مخالف ہیں۔ اور یہ لوگ اب جو شیخ موصوف کو "شیخ الاسلام" وغیرہ بڑے بڑے القاب سے یاد کر رہے ہیں، یہ محض ان کا دھوکہ اور شیخ کے بچہ و کار مسعودی شیخ زہرہ ریال بنو زہرہ کا ایک خیلہ اور بہانہ ہے، اور نہ یہ لوگ مسعودی شیخ موصوف خانہ ان کے برسر اقتدار آنے اور وہاں تسلل دریافت ہونے سے پہلے شیخ موصوف سے بڑے بڑا اور ان کو نہایت قبیح القاب سے یاد کیا کرتے تھے۔ ان غیر مقلدین کے شیخ موصوف سے متعلق گھٹانے اور دوغٹے کروار کا پردہ چاک کرنے کے لیے ذیل میں ان کے اکابرین کے شیخ کی بابت چند بیانات ملاحظہ کریں۔

غیر مقلدین کے متعلق اور مجتہد اب صدیقی مسن خان نے انگریز کو خوش کرنے کے لیے شیخ محمد بن عبدالوہاب کے خلاف مستقل ایک کتاب "ترجمان دلچہ" لکھی، جس میں انہوں نے شیخ موصوف سے اٹھارہ بیزاریاں کیا اور ان کے خلاف انتہائی نازیبا اور توہین آمیز الفاظ استعمال کیے، مثلاً ایک جگہ شیخ اور ان کے متبعین سے اٹھارہ بیزاریاں کرتے ہوئے نواب صاحب لکھتے ہیں:

دلچہ اور الجھہ بیٹ میں فرق زمین و آسمان کا ہے۔^۱

نیز اپنے فرقہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

ان کو وہابی کہنا گویا منہ چڑانا ہے۔^۲

نیز لکھتے ہیں: ہم کو وہابی کہنا ایسا ہے جیسا کوئی کسی کو گالی دے۔^۳

اسی طرح نواب صاحب نے شیخ موصوف کو ندادی ثابت کرتے ہوئے لکھا ہے:

الجھہ بیٹ کے احوال طبقات کی صد ہزار کتاب میں بطور تاریخ اسلام میں موجود ہیں، ان کی نسبت کسی کتاب میں کسی جگہ حال نداد و غدر کا نہیں لکھا۔ بخلاف ابن عبدالوہاب کے، کہ حال اس کے نداد کا تاریخ مسعودی دیگر کتب مؤلفہ علماء عیسائی جہود وغیرہ میں متصل قرار ہے۔^۴

۱۔ ترجمان دلچہ (ص ۸۱)

۲۔ جینا (ص ۸۰) ۳۔ جینا (ص ۵۱)

۴۔ جینا (ص ۸۱)

گویا ان کے نزدیک شیخ موسوف الہمدیٹ سے خارج اور ایک فساد کی شخص تھے۔ نیز نواب صاحب نے شیخ کے قصص پر بھی فساد اور قتل و غارت کا الزام لگاتے ہوئے لکھا ہے:

بلکہ مشہور تو یہ ہے کہ، اہل نجد کے نزدیک قتل کرنا سارے جہاں کے مسلمانوں کا اور ان کا لوٹنا درست تھا، اس صورت میں ہم سب لوگ بھی ان کے نزدیک واجب القتل ہوئے، پھر ہم پر اطلاق و جنت کا کس طرح ہو سکتا ہے۔^۱

نیز نواب صاحب نے شیخ موسوف کے بارے میں لکھا ہے کہ:

داشمہ بنکر علیہ نصلتان کبیرتان، الا ولی عظیمہ اہل الارض کجہ و غلیقات لاویل علیہا و الا یہ التجاری علی ملک الدم لمصوم بلا جتہ و اکتہ برہان۔^۲

محمد بن عبدالنواب پر جن وجوہات کی وجہ سے انکار کیا گیا ہے، ان میں سے سب سے زیادہ مشہور ان کی دو بڑی شخصیتیں ہیں، ایک محفل جمونے بہانوں سے اور بغیر دلیل کے تمام روئے زمین کے لوگوں کی تحفہ کرنا، اور دوسرا بلا جت و دلیل مصوم لوگوں کا خون بہانا۔

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا شامہ اسر قسری قطر از ہیں:

جلاء بہت فرق اہل حدیث مشہور مکتبہ اصطلحہ لاد، بلکہ اسی جنس اعتقادات و مقالات و اہل حدیث کفر سے دانند۔ شامل حدیث اسی جنس اعتقادات و ادب نہ عبدالنواب نجدی را پیشوائے خود دانند۔^۳

جاہلوں نے فرقہ الہمدیٹ کی طرف جو عقائد منسوب کیے ہیں، ان کی کوئی اصل نہیں ہے، بلکہ الہمدیٹ کے نزدیک (محمد بن عبدالنواب کے اختیار کردہ) اعتقادات اور مقالات کفر ہیں، الہمدیٹ کے یہ عقائد ہیں اور نہ ہی وہ (انہی) عبدالنواب نجدی کو اپنا پیشوا سمجھتے ہیں۔

نیز لکھتے ہیں:

- ۱۔ ایضاً (ص ۵۴)
- ۲۔ ایضاً فی ذکر مصومہ (ص ۷۳)
- ۳۔ الہمدیٹ کا مذہب (ص ۶۰۵)

بانی اس فرقہ عبدالوہاب نجدی ست کہ یہودی نسل پروردور نہائی عداوت اسلام
میدشت۔^۱

اس (وہابی) فرقہ کا بانی عبدالوہاب نجدی یہودی نسل سے تعلق رکھتا تھا، اور اس
کے دل میں اسلام کی عداوت بھیجی ہوئی تھی۔

نیز موصوف شیخ سے اظہارِ جزااری کرنے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں:

پس ہاں جو اس بے تعلقی کے ہم کو (ابن) عبدالوہاب کے جزا یا اس کو ہمارے
مذہب کا بانی مٹانا صریح جھوٹ اور دل آزاری نہیں تو کیا ہے؟

مولانا عبداللہ عارچہ رتی، مولانا عبدالجبار کھنڈیوی اور مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی وغیرہ
اکابر غیر مقلدین نے بھی اختلاف الفاظ میں شیخ موصوف سے براہت اور اظہارِ جزااری کیا ہے۔^۲

تاکرین! یہ ہے شیخ ابن عبدالوہاب کی بابت غیر مقلدین کے اکابرین کا اصل موقف کہ
جس کو چھپانے کے لیے ملی زنی وغیرہ اسافر غیر مقلدین طاغے دیوبند پر الزام تراشی کر رہے
ہیں۔ اور یہ بات بھی غلط رہے کہ اس وقت اکابر غیر مقلدین اگرچہ کو خوش کرنے کے لیے شیخ
موصوف کو گالیاں دیا کرتے تھے، جبکہ آج کل کے اسافر غیر مقلدین سعودی حکومت کی خوشنودی
کے لیے شیخ کے قصیدے پڑھ رہے ہیں۔

ع بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے

۱۔ الجہت کا مذہب (ص ۶۰۵)

۲۔ ایضاً (ص ۷۹، ۷۷) نیز دیکھئے رسالہ ثنائیہ (ص ۱۰۰، ۹۹)

۳۔ دیکھئے: "ابراہیم اللہ رب" (ص ۸، ۷)، "خال اختلاف" (ص ۱۳۳)، تاریخ الجہت (ص ۱۷۱)۔

علمائے دیوبند پر گستاخ ہونے کے اثرات کی حقیقت

زیرِ طعنی نے ”گستاخیاں“ کے عنوان سے علمائے دیوبند کی چند مہارتات ذکر کر کے ان کو گستاخ ثابت کرنے کی سعی فرمادی ہے، اس لیے ذیل میں ان مہارتات کی وضاحت پیش خدمت ہے۔

(۱) حضرت امین اذکارِ ذوقی پر احرام کی حقیقت

مناظر اسلام، وکیل احواف حضرت مولانا محمد امین منصور صاحبؒ سے غیر مقلدین کو خاص ہر ہے، کیونکہ آپ نے اپنی تحریروں، تقریروں اور مناظروں کے ذریعے غیر مقلدین کے ٹکروہ چہرے کو پوری دنیا کے سامنے بے نقاب کر دیا ہے، اس لیے غیر مقلدین آپ کو بدنام کرنے کے لیے آپ کے خلاف طرح طرح کے شوشے چھڑاتے رہتے ہیں۔ زیرِ طعنی غیر مقلد نے بھی اپنی کتاب ”بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم“ میں آپ کو گستاخ ثابت کرنے کے لیے یہ شوشہ چھڑا ہے کہ: آپ نے ایک صحیح حدیث کا مذاق اڑاتے ہوئے لکھا ہے:

لیکن آپ نماز پڑھتے رہے، اور کتاب سامنے کیلتی رہی، اور ساتھ گومی بھی تھی، دونوں کی شرمگاہوں پر بھی نظر پڑتی رہتی۔ (مجموعہ رسائل، ج ۳، ص ۳۵۰)ؒ

وضاحت: زیرِ طعنی نے حضرت اذکارِ ذوقی کی جو مہارت نقل کی ہے، یہ آپ کے رسالہ ”غیر مقلدین کی غیر مستند نماز“ میں مذکور ہے، یہ رسالہ طبع و بھی مطلوبہ ہے اور ”مجموعہ رسائل“، ج ۳، اور ”تجلیاتِ منصور“، ج ۵، فیروہ میں بھی چھپا ہوا ہے۔

حضرت اذکارِ ذوقی نے اپنی زندگی میں ہی اس مہارت کی وضاحت فرمادی تھی، جو ذیل میں ملاحظہ ہو۔ حضرت اذکارِ ذوقی لکھتے ہیں:

احقر نے عرصہ دس سال پہلے ایک رسالہ شائع کیا تھا، جس میں ۲۶۰ باتیں نماز کے بارے میں ان غیر مقلدین سے چمچی تھیں، اس کا نام ہی ”غیر مقلدین کی غیر مستند نماز“ ہے۔ آج تک غیر مقلدوں پر اس کے جواب میں سکوت مرگ

طاہری ہے۔ اس رسالے میں غیر مقلدین کے اس مجبوت کا پل کھول دیا کہ غیر مقلدین کی نماز کے مکمل احکام اور ترتیب صرف قرآن و حدیث سے ثابت ہے، البتہ مجموعہ رسائل میں کچھ کتاب کی غلطیاں تھیں۔ ناشر نے یہ ضروری اعلان لگا دیا کہ اگر ان رسائل میں کوئی غلطی ہو تو وہ غلطی سرب کی ہی کوتاہی سمجھیں، نہ کہ حضرت مولانا محمد امین اذکار زدی کی۔ (مجموعہ رسائل، جلد سوم، ص ۴)

اس رسالہ میں کچھ اعتراضات الہدیہ کے بڑے بھائیوں "اہل قرآن" کی طرف سے نقل کیے گئے تھے، جن کا جواب نام نہاد الہدیہ پر فرض تھا۔ مثلاً ص ۱۹ پر ہے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: گدھا سامنے سے گزرے تو نماز نوٹ جاتی ہے۔ (مسلم، ص ۱۹، ج ۱)

لیکن آپؐ نے نماز پڑھائی جب کہ سب کے سامنے گومی چڑھی (مسلم، ص ۱۹، ج ۱) اور (دور، نسائی) بلکہ آپؐ نے گدھے پر نماز ادا فرمائی۔ یہ قول و فعل کا تضاد کیوں ہے (اس کا جواب اب تک غیر مقلدین نہیں دے سکے۔ ص ۱۹ پر ہے، آپؐ نے فرمایا: کتاب سامنے سے گزر جائے تو نماز نوٹ جاتی ہے۔ (مسلم، ص ۱۹، ج ۱) لیکن آپؐ نماز پڑھاتے رہے، اور کتاب سامنے پہنچتی رہی اور گومی بھی چڑتی رہی۔ اہل قرآن، الہدیہ سے یہ پوچھتے ہیں کہ یہ کیسے پتہ چلا کہ وہ سامنے چرنے والا گدھا نہیں گومی ہے، اور کہتے: کتاب کتاب نہیں کتابا ہے، یہ امتیاز شرم گاہ پر نظر پڑنے سے ہوتا ہے، یا اس کے بغیر؟ اگر شرم گاہ پر نظر پڑنے سے ہی یہ امتیاز ہوتا ہے تو اس نظر پڑنے سے نماز ٹوٹتی نہیں مگر، کیا آپؐ کے نزدیک شرم گاہ پر نظر پڑنے سے نماز نوٹ جاتی ہے یا نہیں؟ اہل قرآن نام نہاد الہدیہ سے یہ سوال پوچھتے ہیں، وہ آج تک جواب نہیں دے سکے کہ یہ امتیاز کہ وہ گدھا نہیں تھا گومی تھی، اور کتاب نہیں کتابا تھی، کیسے ہوا تھا، جن کی نظر دونوں کی شرم گاہوں پر پڑی، ان کی نماز کا کیا حکم ہے؟ کتاب نے درمیان سے کچھ عبادت غلطی سے چھوڑ دی، اب اپنی نماز ۴ تہ تو نہیں کر سکے، نہ اہل قرآن کے اعتراضات کا جواب دے سکے، مجھے گستاخ رسول کہنے لگے، حالانکہ کئی سالوں سے میں نے ناشرین سے کہہ بھی دیا تھا کہ صفحہ نمبر ۱۹۸ کی آخری آدمی سطر حذف کر دیں، کیونکہ اس کو یہاں ہٹا کر وہ کتاب کا جواب دینے سے راہ فرار اختیار کر رہے ہیں، لیکن ناشر نے توجہ نہ دی، اب یہ رسائل دوسرے ناشر کو دیے جا رہے ہیں، وہ غلط طرز کی تصحیح کے بعد

شائع کرے گا۔

زہیر علی زئی نے حضرت ادا کا زوئی کی اس وضاحت کو یہ کہہ کر زد کرنے کی کوشش کی ہے کہ مذکورہ مہارت کاتب کی لفظی نہیں، بلکہ یہ ان کی کتاب "غیر مقلدین کی غیر مستند نماز" اور "تہجیات صفحہ ۱۱۱ میں موجود ہے، حالانکہ عقل کے اس اندھے کو یہ معلوم نہیں کہ "مجموعہ رسائل" اور "تہجیات صفحہ ۱۱۱" حضرت ادا کا زوئی کی مستقل تصانیف نہیں ہیں، بلکہ ان دونوں کتب میں آپ کے کچھ مضامین اور رسائل جمع کیے گئے ہیں، جن میں سے ایک آپ کی کتاب "غیر مقلدین کی غیر مستند نماز" بھی ہے۔ اور مذکورہ بالا مہارت بھی اسی کتاب کی ہے جو کاتب کی لفظی سے غلط درج ہو گئی ہے، اور مجموعہ رسائل اور "تہجیات صفحہ ۱۱۱" کے ناشرین نے غفلت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس مہارت کو درست کیے بغیر یہی اس کتاب کو چھاپ دیا ہے، جس کی طرف حضرت ادا کا زوئی نے بھی اشارہ کیا ہے۔

باقی علی زئی کا یہ کہنا کہ محمد مصطفیٰ نے سولہ بار ادا کا زوئی کے ۲۰ مرتبہ ادبی اثباتی ۱۳۲۱ھ والے اجازت نامے کے بعد جو "تہجیات صفحہ ۱۱۱" چھاپی ہے، اس میں بھی یہ مہارت موجود ہے۔ لہذا ادا کا زوئی صاحب کا اسے کاتب کی لفظی قرار دینا خود ان کے قلم سے منسوخ اور غلط ہے، تو عرض ہے کہ حضرت ادا کا زوئی نے تو اپنی زندگی میں ہی ناشر کو یہ تحریر ہدایت کر دی تھی کہ آئندہ اشاعت میں اس مہارت کو درست کر کے چھاپا جائے، لیکن اس کے باوجود اگر ناشر نے غفلت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس مہارت کی تصحیح نہیں کی تو اس میں حضرت ادا کا زوئی کا کیا قصور ہے کہ اس کی وجہ سے حضرت کی سابقہ وضاحت کو منسوخ قرار دے دیا جائے۔ جی ہے نہ۔

آج بھی اگر بندہ ہیں تو پھر دن بھی رات ہے

اس میں بھلا قصور ہے کیا آفتاب کا!

سولہ نامہ اسماعیل محمدی پر الزام کی حقیقت

زہیر علی زئی لکھتے ہیں: ابو جلال محمد اسماعیل محمدی دوج بندی نے لکھا ہے کہ:

نماز میں اتحاد غرور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ (ترغی، ج ۱، ص ۱۰۳۸، ایو داؤد، ج ۱، ص ۱۲۴) لیکن (مسلم شریف، ج ۱، ص ۱۹۵) پر اسے

معتدہ الشیطان کہا گیا ہے... دیکھیں اپنے کیے ہوئے فعل کو شیطان کہا جا رہا ہے۔
(تحواہل حدیث: ۱۳۱/۲)

حالانکہ جس اثناء کو معتدہ شیطان کہا گیا ہے وہ اثناء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثابت نہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو اثناء ثابت ہے وہ دوسرا اثناء ہے، معتدہ الشیطان والا اثناء قطعاً
نہیں ہے۔ دیکھئے مولانا کاہن کی شرح، لہذا تھمکوی کا قول مذکور، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
گستاخی ہے۔^۱

زور علی زئی نے خیانت کرتے ہوئے مولانا محمد اسماعیل تھمکوی کی مذکورہ مہارت دیکھیں
اپنے کیے ہوئے فعل کو شیطان کہا جا رہا ہے، سے پہلے اور اس کے بعد مہارت کو حذف کر دیا ہے،
تاکہ اس سے علی زئی اپنا سنا مطلب کشیدہ کر سکیں۔ چنانچہ پوری مہارت یوں ہے:
غ (غیر مقلد) اثناء کا کیا مطلب اور معنی ہے؟

س (سنی) محترم اثناء کا معنی دونوں بیروں کو کھڑا کر کے ان کے اوپر بیٹھ جانا ہے۔
دیکھیں اپنے کیے ہوئے فعل کو معتدہ شیطان کہا جا رہا ہے اور دیکھئے کی بات ہے کہ جب ایک کام کو
بھڑوا دیا جائے تو اس کے بعد پھر جس چیز سے چاہیں تشبیہ دیں، وہ اثناء ہو یا رفع یہ ہیں۔

مولانا تھمکوی اپنے اس بیان میں غیر مقلدین کو یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ جس کام کو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انجام دیا اور بعد میں اس سے منع کر دیا تو اب یہ فعل منسوخ ہو گیا، اور
منسوخ فعل کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز سے چاہیں تشبیہ سے سکتے ہیں، جیسا کہ آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے یہاں اثناء کو منسوخ ہونے کے بعد معتدہ شیطان سے تشبیہ دی۔ اور مولانا تھمکوی نے
اثناء کی تفسیر جو معتدہ شیطان سے کی ہے، وہ غلط و غیر مقلدین کو بھی حلیم ہے۔ چنانچہ علامہ وحید الامان
غیر مقلد حدیث: نہنی غن غیب الشیطان فی الضلوة کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

لما زنی اپنے دونوں سرینوں کو دونوں اہل یوں پر رکھنے سے منع فرمایا۔ یعنی دونوں
عبدوں کے درمیان جس کو اثناء بھی کہتے ہیں۔^۲

علامہ شوکانی غیر مقلد نے بھی تصریح کی ہے کہ "اثناء" کی تفسیر میں بہت زیادہ اختلاف
ہے، اور انہوں نے امام ابن رسلان کی "شرح السنن" کے حوالے سے اس کی یہ تفسیر بیان کی ہے

۱ دینی کے پیچھے نماز کا حکم (ص ۲۱) ۲ لغات الحدیث (جلد سوم، کتاب ر، ص ۱۳۹)

کہ دونوں ہیوں کو کفر اکر کے ان کی ایڑیوں پر بیٹھ جانا۔^۱
 لہذا مذکورہ تفسیر کے قائل نظر اگر سولانا ٹھٹھکی کے مذکورہ بالا اقتباس سے ان کا گستاخ ہونا
 لازم آتا ہے تو پھر اس سے خود غیر مقلدین کے اپنے اکابر کا گستاخ ہونا بھی ثابت ہو رہا ہے۔
 ج ایس گناہ جسے کہ در شہر شام نیز کند

حضرت قحانویؒ پر اہرام کی حقیقت

زہری علی زنی کہتے ہیں:

نہی صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات سری نمازوں میں ایک دو آیتیں جبراً پڑھ دیتے
 تھے، اس کے بارے میں اشراف علی قحانوی صاحب لکھتے ہیں:
 اور میرے نزدیک اصل وجہ یہ ہے کہ آپ پر فزوق کی حالت غالب ہوتی تھی جس
 میں یہ جبر واقع ہو جاتا تھا، اور جب کراوی پر غلبہ ہوتا ہے تو پھر اس کو خبر نہیں رہتی
 کہ کیا کر رہا ہے۔ (تقریر ترقی، ص ۱۸۷)۔^۲

زہری علی زنی نے یہ عبادت جو نقل کی ہے اس کی نسبت اگر حضرت قحانویؒ کی طرف درست
 ہے (کیونکہ تقریر ترقی آپ کی تصنیف نہیں، بلکہ آپ کے دوری افادات کا مجموعہ ہے، اور اس میں
 باطل سے بگھنے یا نقل کرنے میں غلطی کا امکان موجود ہے) تو پھر بھی حضرت قحانویؒ پر علی زنی کا یہ اہرام
 باطل ہے، کیونکہ اس حدیث کی یہ تفسیر خود اکابرین غیر مقلدین نے بھی کی ہے، چنانچہ سولانا شمس
 الحق عظیم آبادیؒ غیر مقلد اور سولانا عطا اللہ ضیفؒ غیر مقلد نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے:

كان يفعل ذلك عمداً لبيان الجواز، أو بغیر قصد للاستعراضي
 للصبر۔^۳

آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک آیت جبر سے) مجبوراً پڑھتے تھے، تاکہ اس کا جائز ہونا واضح
 ہو جائے، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم (آیات قرآنیہ میں) تہر (غور و فکر) کرنے میں اس قدر
 مستغرق ہوتے تھے کہ آپ (کے منہ) سے یہ آیت بغیر ارادے کے نکل جاتی تھی۔
 اب ظاہر ہے کہ آوی کے منہ سے جو بات بغیر ارادے کے نکل جاتی ہے اس میں اس کو پتہ

۱۔ نیل الوداد، (۳۳/۱) ۲۔ دہلی کے پیچھے لڑاکا نظم (ص ۴)

۳۔ من المسیر شرح سنن ابی داؤد، (۱۷/۲)، احاطات اسلامیہ، علی بن اسماعیل، (۸۲/۲)

ہی نہیں چلا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ لہذا حضرت تھانوی سے منسوب یہ شرح اور اکابر میں غیر مقلدین لی یہ مذکورہ شرح دونوں تقریباً ایک جیسی ہیں۔ اس لیے زحیر علی زئی کو چاہیے کہ وہ حضرت تھانوی کو کتب خانہ قرار دینے سے پہلے اپنے اکابر میں سے نہیں۔ دیکھو بائیں۔

حضرت مدنی پر الزام کی حقیقت

زحیر علی زئی لکھتے ہیں:

مبین احمدی مدنی نے کہا:

اس کو مہادہ معصا ذکر کرتے ہیں حالانکہ یہ دلس ہیں، اور دلس کا معصا مستحکم نہیں۔

(توضیح الترمذی، ج ۱، ص ۴۳۶)

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دلس قرار دینا بہت بڑی حماقتی ہے۔^۱

”توضیح الترمذی“ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی کی ذاتی تصنیف نہیں ہے کہ

بہن سے کہا جائے کہ آپ نے یہ بات ضرور کہی ہے، بلکہ اس کتاب میں آپ کے درس ترمذی کو ’سی نے جمع کیا ہے، اور جامع سے سننے یا کہنے، یا لکھنے میں غلطی کا قوی احتمال موجود ہے، لہذا بہن سے اس کی نسبت حضرت مدنی کی طرف نہیں کی جاسکتی۔

اور پھر اس مہارت کی نسبت حضرت مدنی کی طرف اس لیے بھی درست معلوم نہیں ہوتی،

لہذا یہ بحث حضرت مہادہ بن صامٹ سے منسوب جس روایت سے متعلق ہے، اس میں حضرت مہادہ بن صامٹ نے یہ حدیث غمن سے بیان ہی نہیں کی ہے کہ کہا جائے کہ حضرت مہادہ دلس ہیں، مگر انہوں نے اس کو غمن سے بیان کیا ہے، بلکہ اس روایت کی سند میں کھول ثانی وغیرہ راوی دلس ہیں، اور حضرت مدنی نے بھی غالباً ان ہی میں سے کسی راوی کے بارے میں یہ الفاظ کہے ہیں، ”ابن جامع کہ یہ الفاظ نقل کرنے میں غلطی لگی ہے، اور اس نے یہ الفاظ حضرت مہادہ کی طرف منسوب کر دیے۔“

نیز کتابت کی غلطی بھی خارج از امکان نہیں ہے، لہذا حضرت مدنی پر یہ الزام غلط ہے۔

حضرت مولانا محمد ذکریا پر الزام کی حقیقت

زحیر علی زئی لکھتے ہیں:

مدنی کے پیچھے نماز کا حکم (۲) ص ۱۲۱، لکھو، کتاب اللہ، ص ۸۰

ذکر یا کاغذ صلیبی نے محمد شین کے بارے میں لکھا ہے کہ:

ان محمد شین کا علم سنو۔ (تقریر بھاری، ج ۳، ص ۱۰۴) ۱

علی زلی نے حضرت سولہ نامہ ذکر یا کی عبارت نقل کرنے میں بھی حسب دستور اڑی ماری ہے، چنانچہ حضرت شیخ کی چوٹی عبارت یوں ہے: "ان محمد شین کا علم سنو! جیسا کہ امام علمادنی فرماتے ہیں کہ ہم علم برداشت کرتے ہیں، چار روایات ایسی ہیں کہ ان کو سالم مرفوع نقل کرتے ہیں اور حضرت باغ ان کو متوقف نقل کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ دونوں ساری روایتوں میں ردعا و وقفہ خفنی ہیں تو (یہ بعض محمد شین) تین میں تو باغ کو مقدم کرتے ہیں، اور رفیع یحییٰ میں سالم کو مقدم کرتے ہیں۔ احواف فرماتے ہیں کہ جیسے اور مسائل میں باغ کی متوفقات کو ترجیح ہے، اسی طرح یہاں بھی ان کی روایات کو ترجیح دی جائے گی۔

حضرت شیخ اپنے اس بیان میں بعض محمد شین کی بااضافی (جس کو انہوں نے علم سے تعبیر کیا ہے) کا ذکر کر رہے ہیں کہ یہ لوگ کس قدر دروہی پالیسی پر گامزن ہیں کہ سالم اور باغ کے اختلاف میں یہ ہمیشہ باغ کو ترجیح دیتے ہیں، لیکن مسئلہ رفیع یحییٰ میں اس کے برعکس انہوں نے سالم کو ترجیح دے دی۔

خود غیر مقلدین کے مسئلہ شیخ الاسلام حافظ ابن حبیہؒ نے بھی تصریح کی ہے کہ بعض محمد شین (امام بقی وغیرہ) تحقیقات حدیث میں براہ اوقات بااضافی کر جاتے ہیں۔ ۲

سولہ نامہ اسماعیل سختی غیر مقلد نے بھی ان محمد شین کی اس روش کا شکوہ کیا ہے۔ ۳

لہذا اگر حضرت شیخ سولہ نامہ ذکر یا نے بھی ان کی بے اضافی کو اذکار کاف کر دیا ہے تو علی زلی خود بخود ان کے پیچھے کیوں نہ گئے ہیں، پہلے اپنے گمراہی کو خبر لیں۔

الحاصل: زلی علی زلی نے علمائے دہلی ہندو کو گستاخ ثابت کرنے کے لیے جتنی عبارات نقل کی ہیں، ان میں سے کسی سے بھی ان کے دعویٰ کی تائید نہیں ہوتی، بلکہ اس سے علی زلی کے خود اپنے تعصب اور بغض و حسد کا اظہار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت نصیب فرمائیں۔ آمین

۱۔ دہلی کے پیچھے لڑاکا علم (ص ۲۶)

۲۔ مجموعہ رسائل المسائل

۳۔ ترقیب آراوی لغز (ص ۱۳۷)

زبیر علی زئی کا علمائے دیوبند پر آٹھواں الزام: اندھی تقلید

✦ تقلید پر علمائے دیوبند کا موقف

✦ غیر مقلدین اور مسئلہ تقلید

✦ غیر مقلدین اور شیعہ کا مسئلہ تقلید وغیرہ میں اتفاق

(۸)

اعلیٰ تقلید کا اہرام

زہریلی زنی نے علمائے دہلی پر آہرام اہرام اعلیٰ تقلید کرنا گایا ہے۔ زہریلی زنی کے اس اہرام کے جواب سے پہلے "تقلید" پر علمائے دہلی کا موقف ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ محترم دارالعلوم دہلی بندہ لکھتے ہیں:

فقہ اور فقہاء کے سلسلہ میں بھی علمائے دہلی کا مسلک وہی جامعیت اور جوہر اعتدال لیے ہوئے ہے جو اولیاء و علماء کے بارہ میں انہوں نے اپنے سامنے رکھا۔ جس کا خلاصہ بطور اصول یہ ہے کہ وہ دین کے بارہ میں آزادی نفس سے بچتے، وہی بے قیدی اور خود رائی سے دور رہتے اور اپنے دین کو تشکیک اور پرگانگی سے بچانے کے لیے اجتہادی مسائل میں "فقہ معتین" کی پابندی اور ایک ہی امام "مجتہد" کے مذہب کے دائرہ میں محدود رہنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اس لیے وہ اور ان کی تربیت یافتہ جماعت تہذبات میں محلی المذہب ہے لیکن اس سلسلہ تقلید و اتباع میں بھی اعتدال و جامعیت کی روح سرایت کیے ہوئے ہے جس میں افراط و تفریط کا وجود نہیں۔ نہ تو ان کے یہاں یہ آزادی ہے کہ وہ سلف کے قائم کردہ اصولی عقد اور ان سے استنباط کردہ مسائل ہی کے قائل نہ ہوں اور ہر فرقہ پر اور ہر زمانہ میں ایک یا فقہ مرثب کرنے کے خیال میں گرفتار ہوں یا بالفاظ دیگر اپنے فہم و رائے کی قطعیت کے توہم میں اجتہاد مطلق کا دعویٰ لے کر کھڑے ہوں۔ اور نہ اس کے برعکس تہذبات میں ایسے جمود اور بے شعوری کے قائل ہیں کہ ان فقہی مسائل کی تحقیق و تدقیق یا ان کے مانعہ و کاپہ چلانے کے لیے کتاب و سنت کی طرف مراجعت کرنا بھی گناہ تصور کرنے لگیں اور ان فقہی استنباطوں کا رشتہ بھی قرآن و حدیث سے جوڑنا اور ان کی مزید تہمتیں اپنی وسعت علم سے نکال لانا بھی خود رائی اور آزادی نفس کے مترادف باور کریں۔

پس وہ بلاشبہ "مقلد" اور "فہمینی" کے پابند ہیں مگر اس "تقلید" میں بھی "تحقیق" ہیں، "جادو" نہیں۔ تقلید ضرور ہے مگر کورانہ نہیں لیکن اس شان تحقیق کے باوجود بھی وہ اور ان کی پوری جماعت مجتہد ہونے کا دعویٰ نہیں کرتی۔ البتہ "فہمینی" کے دائرہ میں رہ کر مسائل کی ترجیح اور ایک ہی دائرہ کی متضام یا متخالف جزئیات میں سے حسب موقعہ نکل اور حسب تقاضائے زمان و مکان کسی جزئی کے اخذ و ترک یا ترجیح و احتساب کی حد تک وہ اجتہاد کو منقطع بھی نہیں سمجھتے۔ اس لیے ان کا مسلک کورانہ تقلید اور اجتہاد مطلق کے درمیان میں ہے، پس وہ نہ کورانہ اور غیر محققانہ تقلید کا نظار ہیں اور نہ بر خود لفظ اوعائے اجتہاد کے وہم میں گرفتار ہیں۔^۱

علمائے دوح بندہ کا موقف تو روز روشن کی طرح واضح ہے کہ وہ تقلید کس صورت میں کرتے ہیں اور ان کے اکابرین غیر مقلدین ہیں۔
جس انداز سے تقلید کرتے ہیں وہ صرف اندھی ہی نہیں، کوئی اور سہری بھی ہے۔ مولانا وحید الرحمن غیر مقلد کے حوالہ سے گزر چکا ہے کہ غیر مقلدین انداز بودی تقلید کو شرک کہتے ہیں لیکن خود ان میں ایمن القیم، نواب صدیق اور مولانا غلام حسین وغیرہ علماء کی امداد و مدد تقلید کرتے ہیں۔
زہیر علی زئی کے تہاہل عارفانہ کو داد دیجیے۔ خود اپنے گریبان میں جھانکنے کے بجائے علمائے دوح بندہ پر الزام لگا رہے ہیں کہ وہ اپنے اکابر کی اندھی تقلید کرتے ہیں۔ لہٰذا خولوا لہم و لا تلوفوا اللہ باللہ۔

سہری نگاہ شرق پہ اتنی ہیں خفتیاں

اپنی نگاہ شرق کی کچھ بھی خبر نہیں

مولانا وحید الرحمن نے اپنے ان غیر مقلدین کے بارے میں کیا خوب فرمایا ہے:
لیکن اب وہ لوگ بھی جو خود کو اہلحدیث کہتے ہیں، لوگوں سے دعا بازی اور دھوکہ ظانی اور ہر طرح کے ناجائز کام کر رہے ہیں۔ اس پر سخت حیرت ہوتی ہے کہ تقلید کو جس کا عاقبت درجہ یہ ہے کہ کورانہ اور بدعت گناہ منفرہ ہوگی، چھوڑ کر کیرا

۱۔ مسلک علمائے دوح بندہ (ص ۳۹-۴۰)

۲۔ دہلی کے چچے نماز کا حکم (ص ۳۱)

گناہوں میں، یعنی جھوٹ اور خیانت اور دغا بازی میں جھکا ہو گئے۔ لا خولاً
و لا غفوة اِلاّ باللہ^۱

ج۔ مدنی لاکھ پے ہماری ہے گواہی تیری

”غیر مقلدین“ اور مسئلہ تقلید

زہریؒ کی صاحب نے فہر میں آ کر لکھ دیا کہ:

دوعبدالرحمن کے نزدیک تقلید واجب ہے اسی طرح ان کے بھائیوں و خفیوں
کے نزدیک بھی تقلید واجب ہے اس بنیادی عقیدہ میں وہ لوگ متفق ہیں۔^۲

حالانکہ زہریؒ کی صاحب کو مظلوم ہونا چاہیے کہ خود ان کے اکابرین بھی مطلق تقلید کا انکار
نہیں کرتے اور وہ بھی مرام کے لیے تقلید کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ غیر مقلدین کے نام انصر
مولا علیؑ کا بھی اٹھایا گیا ہے۔

کیا ہمارے خفی بھائی ہم احمدیوں کے حلقے یہ خیال رکھتے ہیں کہ ہم تقلید سے
مطلقاً انکار کرتے ہیں اور مرام کو تسلیم کرتے ہیں کہ وہ باوجود رسول اللہ ﷺ کی
حدیث یا اقوال صحابہ کرامؓ کے اور خود بھی کتب حدیث و مشہورہ میں طبعی
قابلیت نہ رکھنے کے اقوال ان کو (معاذ اللہ) ٹھکرایا کریں۔ اور مادر پدر آزاد ہو
کر چرچا ہیں سو کیا کریں۔

اگر ان کا یہی خیال ہے تو ہم صرف اہل اسلام میں اہل حق کرتے ہیں کہ انہوں نے
ہمارا مسلک کچھ سے حقین سے کام لیا۔^۳

مولا نا ابوالکلام آزادؒ و مراد علیؒ غیر مقلدین کے طبع انکل مولا نا خیر حسین دہلویؒ کے طوائف
عرب کے سامنے معافی نامہ کے حلقے لکھتے ہیں:

لفظ کی بات یہ ہے کہ خود اللہ مرحوم باوجود ان تمام تخیلات کے بیان کرنے
کے کہا کرتے تھے، مولا نا خیر حسین نے توبہ کر لی۔ اور زور دیتے تھے کہ انہوں

۱۔ لسان اللہ حدیث (ج ۲، کتاب میں، ص ۷۸)

۲۔ امین اکا زہری کا خطاب (ص ۳۳)

۳۔ طبع احمدی (ص ۱۳)

نے تقلید نہیں کی۔ تسلیم کر لیا۔ حالانکہ یہ دعوت ہی امام کے لیے ہیو تقلید کا
ضروری، بلکہ فرض العرفی ہے۔^۱

مولانا نذیر احمد رحمانی غیر مقلد، مولانا ابوالکلام آزاد کا یہ حوالہ نقل کرنے کے بعد حاشیہ میں
اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضرت میاں (نذیر حسین) صاحب قدس سرہ نے ”معیار الحق“ میں مسئلہ تقلید پر
بہت تفصیل سے بحث کی ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر اس کا کچھ
خلاصہ پیش کر دیا جائے تاکہ معلوم ہو جائے کہ مولانا آزاد نے جو بات کہی ہے
اس کی تائید خود میاں صاحب کے کلام میں بھی موجود ہے۔ اس کے بعد انہوں
نے بحوالہ مولانا نذیر حسین تقلید کی چار اقسام بیان کی ہیں:

(۱) واجب، (۲) سباح، (۳) حرام و بدعت اور (۴) شرک۔^۲

نیز مولانا نذیر حسین دہلوی غیر مقلد (جن کی کتاب ”معیار الحق“ قبول مولانا ثناء اللہ
امر شرعی: مسئلہ تقلید پر ائمہ دین کی طرف سے سب سے پہلی کتاب ہے) نے تصریح کی ہے کہ
تقلید کی قسم ازل (مطلق تقلید) اور قسم جانی (تقلید مذہب صمیم، بشرطیکہ مقلد اس قسمین کو امر شرعی نہ
سمجھے) کو دونوں فریقین (مقلدین و غیر مقلدین) تسلیم کرتے ہیں۔^۳

غیر مقلدین کے لیے، اعلیٰ معلم مولانا محمد حسین جاناونی لکھتے ہیں:

۱۴۱۴ھ اور بے طوں کے لیے ترک مطلق تقلید کا کوئی قائل نہیں، بلکہ حافظ ابن حزم
خاہری، جن کا قول جمہور علمائے اسلام کے نزدیک مسلم نہیں (دیکھو: جتہ اللہ
البلد و محقق الجہد۔ شاہ ولی اللہ و فتوحات کبیرہ وغیرہ) اور اس وقت کے بعض علماء
نے کہا ہے کہ امام کا علماء سے کتاب و سنت کا حکم پوچھ کر اس پر عمل کرنا تقلید نہیں

۱۔ آزاد کی کہانی (ص ۱۰۷-۱۰۸)

۲۔ اہل حق و باطل (ص ۱۰۷-۱۰۸)

۳۔ نظامِ مذہبی (ص ۵۳)

۴۔ معیار الحق (ص ۸۱)

بلکہ اجاب ہے۔ یہ ایک اصطلاح یا نقلی نزع ہے، جس کو وہ اجاب کہتے ہیں، اسی کا دوسرے ملا تھکید نام رکھتے ہیں۔^۱

نیز لکھتے ہیں:

غیر مجتہد مطلق کے لیے تھکید مجتہدین سے فرار و انکار کی گنجائش نہیں ہے۔ اس کو کہیں نہ کہیں مجتہدین و محدثین کی تھکید کرنی پڑتی ہے، بعض مسائل فریہ میں ہو، خواہ اصول و قواعد استنباط میں، یا احادیث کی صحیح و تصدیق میں۔ و علیٰ ہذا القیاس۔^۲

مولانا صلاح الدین یوسف، سابق مدینِ مروت و ذوالاخصام، لاہور، مولانا پٹاؤٹی کے بارے میں لکھتے ہیں:

ذکرِ مطلق تھکید کو بھی نہیں سمجھتے تھے کہ وہ کمرہ کی بنیاد ہے۔ اور یہ اللہ ہے کہ ذکرِ مطلق تھکید جہاں بھی آئی ہے نہت ملے قلعے ہی کا محض جوتی ہے۔^۳

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری ار کام فرماتے ہیں:

تھکید مطلق: یہ ہے کہ بغیر تصدیق کسی عالم سے مسئلہ پوچھ کر عمل کیا جائے جو اجماع و کلام ہے۔^۴

اس تفصیل سے واضح ہو گیا کہ خواہ اکابرین غیر مقلدین بھی مطلق تھکید کا انکار نہیں کرتے بلکہ مرام کے لیے اس کو ضروری اور فرض قرار دیتے ہیں، لہذا علی زنی کا یہ کہنا کہ صرف دوج بندوں اور ردائض کے نزدیک تھکید واجب ہے، ہر اس وجہ کو اور مرتعہ جو باقی ہے۔

شیعہ اور غیر مقلدین کا مسئلہ تھکید اور دیگر مسائل میں اتفاق

البتہ یہ بات حق ہے کہ اہل سنت و الجماعت کے مقابلے میں شیعہ و ردائض اور غیر مقلدین اس پر متفق ہیں کہ تھکید صرف زندہ کی جائز ہے فوت شدہ کی نہیں۔ چنانچہ مولانا وحید الرحمن لکھتے

۱۔ اشعۃ السنۃ (ج ۱۱، نمبر ۱۱، ص ۳۱۶)

۲۔ ایضاً

۳۔ صراطِ مستقیم اور اختلاف امت (ص ۴۷)

۴۔ ذی طائے حدیث (۱/۱۹۵)

ہیں:

جو جہت نفوت ہو چکا ہے اس کی تقلید جائز نہیں۔ اس میں شیعہ امام سے ساتھ ہیں۔^۱
اسی طرح شیعہ دروافض اور غیر مقلدین دیگر کی مسئلوں میں بھی باہم حقد و شفق
ہیں، مثلاً غیر مقلدین ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں کو ایک شمار کرتے ہیں۔
شیعہ دروافض کا بھی یہی مذہب ہے بلکہ یہ مسئلہ ان کی طاعت سمجھا جاتا ہے۔^۲
اسی طرح ماہِ مستحل کی طہارت کے مسئلہ میں بھی غیر مقلدین شیعہ امام سے ساتھ ہیں۔
چنانچہ مولانا وحید الرحمن غیر مقلد شیعہ کی ایک روایت ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

اس سے صاف DO ہے کہ مستحل پانی ظاہر اور مطہر ہے۔ احمدیہ اس مسئلہ میں
امام سے شفق ہیں۔^۳

مولانا وحید الرحمن کی تصریح کے مطابق احمدیہ اور امامیہ شیعوں کا وہ نماز میں انہی
چند خطے مسئلوں میں بھی اتفاق ہے۔ چنانچہ موصوف لکھتے ہیں:

احمدیہ علماء نے انہی سوئشوں کے ذریعہ علماء اہل مذہب کا بلا طردیح کرنا جائز
ہو گیا ہے۔^۴

قیس دروافض جو دشمن صاحبِ حق ہیں، ان کے نزدیک آحادِ صحابہ **حق** کی کوئی
تجلیت نہیں ہے، اسی طرح غیر مقلدین بھی آحادِ صحابہ **حق** نہیں مانتے۔^۵

شیعہ دروافض صحابہ کرام **حق** کو گالیاں دیتے ہیں جبکہ غیر مقلدین انہ جہتہ میں کی
گستاخیاں کرتے ہیں۔ جس کا اقرار خود ان کے علماء نے بھی کیا ہے، جیسا کہ ماقبل گزر چکا ہے۔
غیر مقلدین کے شیخ انکس مولانا نذیر حسین صاحبِ اعلان کرتے ہیں کہ انہ دین کے بے ادب

۱۔ بیۃ الہدی (ص ۱۱)

۲۔ تہذیبِ ثنائیہ (ج ۲ ص ۳۶)

۳۔ طاعتِ اللہ (ج ۳، کتاب نماز، ص ۶۶)

۴۔ بیضا (جلد اول، کتاب حج، ص ۹۳)

۵۔ تہذیبِ ثنائیہ (۱/۳۳۰) غیرہ

چھوٹے راضی ہیں۔^۱

شیوہ جس طرح حضرت عمرؓ کی قائم کردہ جماعت تراویح کو بدعت کہتے ہیں، اسی طرح غیر مقلدین کے سرخیل طاہرہ امجدیہ نے بھی حضرت عمرؓ کے اس فعل کو نمود پاؤں! بدعت مخالف قرار دے دیا ہے۔^۲

شیعوں نے اذان میں ”سبح علی خیر المخلوقین“ کا اضافہ کیا، اور وہ ان کا شعار سمجھا جاتا ہے۔ غیر مقلدین شیعوں کی اس ایجاد کو ناجائز قرار دیتے ہیں لیکن خلیفہ راشد حضرت عثمانؓ نے جمہور دوسری اذان کی سنت بحیثیت خلیفہ راشد شروع کی اس کو غیر مقلدین بدعت قرار دیتے ہیں۔^۳ ان حقائق کی روشنی میں علی زئی صاحب خود ہی فیصلہ کر لیں کہ ”راضی“ ہمارے بھائی ہیں یا آپ ”غیر مقلدین“ کے۔۔

میری دعا کو دیکھ کر، میری ادا کو دیکھ کر
بندہ پرورد، محضی کرتا خدا کو دیکھ کر

۱۔ تاریخ احمدیہ (ص ۶۶)

۲۔ تبلی اسلام (۱۱/۲)

۳۔ عرف الہادی (ص ۳۳)

۴۔ کز الہادی (ص ۳۶)

زبیر علی زئی کا علمائے دیوبند پر نواں الزام: الہمدیٹ سے بغض

- ✦ لقب ”الہمدیٹ“ کی وضاحت اور علمائے دیوبند کا موقف
- ✦ غیر مقلدین کے دعویٰ الہمدیٹ کی حقیقت

(۹)

الجمہ عٹ سے بغض

زہیر ملی زہنی نے علمائے دوعبدالہند پر اہرام لگاتے ہوئے لکھا ہے کہ:
 دوعبدالہند حضرات الجمہ عٹ سے سخت بغض رکھتے ہیں۔ اس پر انہوں نے دلیل یہ
 ذکر کی ہے کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ان کے پیچھے احتیاطاً نماز نہ
 پڑھی جائے۔ وغیرہ۔^۱
 اس اہرام کے جواب سے پہلے یہ وضاحت کرنی مناسب ہے کہ الجمہ عٹ کسے کہتے ہیں۔
 پتا نہ خود زہیر ملی زہنی نے لکھا ہے:

اس حقیقت کو فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ مسلمانوں کی ایک خاص جماعت جس کو
 حدیث رسول ﷺ سے علی اور محلی شفق رہا، وہ جماعت اپنے آپ کو لقب
 ”الجمہ عٹ“ سے منسوب کرتی رہی ہے۔^۲

”الجمہ عٹ“ محدثین کے گروہ کا نام ہے جن کا مقصد و حیات حدیث رسول ﷺ کی تبع و
 ترتیب ہے، نہ کہ ”الجمہ عٹ“ مادر پدر آزاد و جلا کو کہا جاتا ہے کہ جو حدیث کے قریب بھی نہیں گئے
 اور ”الجمہ عٹ“ نام رکھ کر ان کا دینی صبح شام فقط اسلاف کو نہ اہلا کہتا ہے۔ زہیر ملی زہنی کا یہ اہرام
 کہ علمائے دوعبدالہند الجمہ عٹ سے بغض رکھتے ہیں، سراسر دھوکہ ہے۔ الحمد للہ! علمائے دوعبدالہند اصل
 الجمہ عٹ (یعنی محدثین: امام بخاری رحمہ اللہ وغیرہ) سے محبت کرتے ہیں اور ان کو اپنا مقتدا و
 پیشوا سمجھتے ہیں۔ البتہ وہ زہیر ملی زہنی کی طرح نام نہاد ”الجمہ عٹ“ ”جو انگریزی کی دور کی پیداوار ہے،
 اور جن کو خود ان کے اپنے انکار بھی اپنے دعوئی ”الجمہ عٹ“ میں سمجھتا اور بدعتی قرار دے چکے ہیں،
 ان کو حضرات دوعبدالہند اصل الجمہ عٹ کہنے کی جسارت نہیں کر سکتے۔ بلکہ علمائے دوعبدالہند جیسے منکر جن
 حدیث کو ان کے دعوئی اہل قرآن میں سمجھتا قرار دیتے ہیں ایسے ہی ان غیر مقلدین کو بھی اہل

۱۔ بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم (ص ۲۲، ۲۳)

۲۔ طریقۃ الیوم المعروف بفتح کارات (ص ۲۲) مطبوعہ ۱۳۷۵ھ

حدیث ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ لہذا حضرت تھانوی رحمہ اللہ وغیرہ جن علماء نے ان کے پیچھے احتیاطاً نماز نہ پڑھنے کا فتویٰ دیا ہے وہ بالکل بجا ہے۔

اور پھر زہری علی زنی کا طوائف دعوہ پر اجماع حدیث سے بغض رکھنے کا التزام اس لیے بھی ملتا ہے کیونکہ طوائف دعوہ بندہ محمد شین کرام (جو اصل اجماع حدیث ہیں) کی تحقیقات کو سر آنکھوں پر رکھتے ہیں، اور ان کا احترام بجاتے ہیں، جیسا کہ مولانا محمد اسماعیل علی فیہ مقلد سابق امیر جمعیت اجماع حدیث پاکستان نے طوائف دعوہ کے بارے میں لکھا ہے:

محمد شین کا احترام شاہ (ولی اللہ) صاحب کی تحریک سے ان کو درایت میں ملا ہے۔^۱

لہذا وہ محمد شین سے بغض کیوں رکھیں گے؟ اس کے برعکس زہری علی زنی وغیرہ جیسے غیر مقلدین بدعت محمد شین کا احترام کرتے ہیں، اور نہ ہی ان کی تحقیقات کو تسلیم کرتے ہیں، بلکہ ان کی تحقیقات کا مذاق اڑاتے ہیں، چنانچہ زہری علی زنی نے ایک راوی کے بارے میں لکھا ہے:

اگرچہ امام ذہبی نے کہا: ”وہ ضلع اجدلینہ“ (میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس کو ضعیف کہا ہے) تو ہم کہتے ہیں: ”وہ ضلع اجدلینہ“ (ہم نہیں جانتے کہ کسی نے اس کو ضعیف کہا ہے)۔^۲

گویا علی زنی امام ذہبی سے بڑے عالم ہیں۔

علی زنی کے حرم مساجد مولانا محبت اللہ راشدی نے ان جیسے غیر مقلدین کے بارے میں لکھا ہے کہ:

آج ایسے مجتہد پیدا ہو چکے ہیں کہ ان (امام ذہبی وغیرہ محمد شین) کی ان مساجد جیل پر پانی پھیر رہے ہیں، اور ان کی ان تحقیقات کو محض ان کا عین تار ہے ہیں۔^۳

۱۔ تحریک آزادی فکر (ص ۱۵۵)

۲۔ احوال ائمہ (ص ۴۷)

۳۔ مقالہ رشیدیہ (۲۹۹/۱)

اس ساری تفصیل سے واضح ہو گیا کہ طہائے امجد محمد شین سے بغض نہیں رکھتے، بلکہ علی زلی و غیرہ جیسے غیر مقلدین کو ان حضرات سے بغض ہے۔

ج وہ الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

زیر علی زئی کا علمائے دیوبند پر دسواں الزام: عقیدہ ختم نبوت کا انکار

- ✦ علمائے دیوبند کی تحریک ختم نبوت میں خدمات
- ✦ حضرت نانوتویؒ اور قاری محمد طیبؒ کا ختم نبوت سے متعلق موقف
- ✦ غیر مقلدین اور قادیانیت

(۱۰)

عقیدہ ختم نبوت کے انکار کا اہرام

زہیر علی زئی نے ”ختم نبوت پر ڈاکو“ کے عنوان کے ذیل میں حضرت نانوتوی رحمہ اللہ وغیرہ کا یہ دین دوح بندہ کے چند حوالے ذکر کرنے کے بعد یہ باور کرانے کی ناکام کوشش کی ہے کہ اس حضرات کا ختم نبوت کے حلق عقیدہ ٹھیک نہیں ہے۔^۱

حالانکہ خطبہ ختم نبوت میں علمائے دوح بندہ کی خدمات چڑھتے سورج سے بھی زیادہ روشن اور واضح ہیں، اور اس بات کا اقرار خود علمائے غیر مقلدین کو بھی ہے۔ چنانچہ مولانا محمود احمد میرپوری سابق امیر جمعیت اہلحدیث اور پ، مشہور بریلی خطیب محمد شفیع اودکا زوی مرحوم کے ایک بیان کو: علمائے دوح بندہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کے بارے میں عقیدہ واضح نہیں، اور مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء نہیں کہا، کے جواب میں اصرار فرماتے ہیں:

اور علماء کی اس جماعت پر ختم نبوت کا سگر ہونے کا اہرام لگا دیا، جن کی پیشانیوں ختم نبوت کے تحفظ کے لیے دی جانے والی قربانیوں سے محروم ہیں، اور جن کے قانکین نے تحریک ختم نبوت میں وہ عظیم کارہائے نمایاں انجام دیے جو تاریخ کا ایک مستقل باب بن چکے ہیں، اور جنہیں اودکا زوی صاحب (اور اب زہیر علی زئی غیر مقلد۔ ناقل) جیسا کوئی پیشہ ور اعلیٰ ہرگز نہیں مٹا سکتا۔^۲

زہیر علی زئی کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ختم نبوت کے لیے علمائے دوح بندہ کی خدمات کا انکار کرنا چڑھتے سورج کا انکار کرنے کے مترادف ہے۔ اور جب مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی مبہوتی نبوت کا اعلان کیا تو اس کا قاتب سب سے پہلے علمائے دوح بندہ نے کیا۔ چنانچہ جب مولانا محمد حسین ثنائی وغیرہ غیر مقلدین کے مرزا کے ساتھ دوستانہ تعلقات تھے تو علمائے دوح بندہ سے

۱۔ بدلتی کے پیچھے لگاؤ کا حکم (ص ۲۶، ۲۷) میں اودکا زوی کا قاتب (ص ۸)

۲۔ ناشرین (ص ۱۳) ناشر مرکزی جمعیت اہلحدیث، دہلی، طبع

اہل بیت طائفہ لہ میمانہ نے ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۴ء میں سب سے پہلے اس کے کفر کا فتویٰ دیا تھا۔
اس کا اعتراف مولانا غلامی غیر مقلد نے بھی کیا ہے۔^۱

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ پر احکام کا جواب

مجھ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ پر اس احکام کا جواب خود حضرت
نانوتوی رحمہ اللہ کی تحریرات سے بطور اقتباسات ملاحظہ ہو۔

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

(۱) خاتمیہ زمانہ اپنا دین و ایمان ہے، خلق کی تہمت کا الہیت کچھ طاع نہیں۔ سوا کر

ایسی باتیں جانتے ہوں تو ہمارے من میں بھی زبان ہے اس تہمت کے جواب میں

ہم آپ پر اور آپ کے اہل طائفہ پر ہزار جنتیں لگا سکتے ہیں۔^۲

(۲) حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی خاتمیہ زمانی تو سب کے نزدیک مسلم ہے اور یہ

بات بھی سب کے نزدیک مسلم ہے کہ آپ اول المخلوقات ہیں، اہل الاطلاق کہیے

یا ہا اضافہ۔^۳

(۳) ہاں یہ مسلم ہے کہ خاتمیہ زمانی انجائی مقید ہے۔^۴

(۴) بلکہ اس سے بھی زیادہ کہ لکھے (تحدیر الناس) مسطورہم کی مسطورہم سے لے کر صلوٰۃ

یا زہدہم کی مسطورہم تک وہ تقریر لکھی ہے جس سے خاتمیہ زمانی اور خاتمیہ مکانی

اور خاتمیہ مرتبی تینوں بدالات مطاعی ثابت ہو جائیں اور اسی تقریر کو اپنا عقائد

قرار دیا۔^۵

(۵) خاتمیہ زمانی تو سب کے نزدیک مسلم ہے۔^۶

(۶) حاصل مطلب یہ ہے کہ خاتمیہ زمانی سے مجھ کو انکار نہیں۔ بلکہ میں کہیے کہ

مسکراؤں کے لیے گنجائش انکار نہ چھوڑی۔ انضلیت کا اقرار ہے بلکہ اقرار کرنے

۱۔ اشعۃ الدلہ (ج ۱۳، ص ۱۲۸)

۲۔ مائتہ فیہ (ص ۳۹) ۳۔ ایضاً (ص ۴)

۴۔ ایضاً (ص ۶۹) ۵۔ ایضاً (ص ۵۰)

۶۔ ایضاً (ص ۴)

دالوں کے پاؤں جمادیے اور نبیوں کی نبوت پر ایمان ہے ہر رسول اللہ ﷺ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتا۔^۱

(۷) حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ فتم نبوت کے حلق اپنا عقیدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اِنّادین والیمان ہے، بعد رسول اللہ ﷺ کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں، جو اس میں تامل کرے اُس کو کافر سمجھتا ہوں۔^۲

تفصیل کے لیے ”عبارات اکابر“ حصہ اول معصک امام اہل السنّت حضرت مولانا محمد سر فراز خان منصور رحمۃ اللہ علیہ اور ”عقیدت الامت فی معنی فتم النبوت“ معصک علامہ خالد محمود صاحب دامت برکاتہم کو ملاحظہ کیا جائے۔ زہیر علی زئی غیر مقلد نے ان اعتراضات کے لیے ”بریلویت“ سے سہارا لیا ہے مگر یہ نہیں دیکھا کہ بریلویوں کے کئی نامور اور انصاف پسند علماء نے بھی یہ تسلیم کیا ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے اپنی اس عبارت میں فتم نبوت کا انکار نہیں کیا، مضاف مشہور بریلوی مصنف جی محمد کرم شاہ الاذہری مرحوم (م ۱۳۶۹ھ/ ۱۹۹۸ء) لکھتے ہیں:

لیکن مندرجہ ذیل اقتباسات پڑھنے کے بعد یہ کہنا درست نہیں سمجھتا کہ مولانا نانوتوی عقیدہ فتم نبوت کے منکر تھے، کیونکہ یہ اقتباسات بطور عبارتہ اخص اور اشارۃ اخص اس امر پر بلاشبہ دلالت کرتے ہیں کہ مولانا نانوتوی فتم نبوت زمانی کو ضرور بات دین سے یقین کرتے تھے اور اس کے دلائل کو قطعی اور متواتر سمجھتے تھے۔ انہوں نے اس بات کو صراحت سے ذکر کیا ہے کہ جو حضور ﷺ کی فتم نبوت زمانی کا منکر ہے وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔^۳

غیر مقلدین کے مشہور عالم مولانا احسان الہی ظہیر مرحوم نے احمد رضا خان بریلوی کے خلاف ایک کتاب ”بریلویت“ کے نام سے لکھی ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے عنوان ”بریلویت اور تحفیری فتوے“ کے ذیل میں احمد رضا خان کے اکابرین امت کے خلاف بے سرو پا تحفیری

۱۔ ایضاً (ص ۵۸) ۲۔ ایضاً (ص ۱۰۳)

۳۔ تذکرۃ الاسامیٰ تحفیری (ص ۵۸) مطبوعہ رگست ۱۹۸۶ء، ضمیمہ القرآن، لاہور

اں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کا تذکرہ بھی کیا، اور آپ کی بہت زیادہ تعریف و توثیق کرنے کے بعد آپ کے خلاف احمد رضا خان کے فتوے کو قتل کیا، جن میں سے ایک فتویٰ ”تھڑا لٹاس“ کی اس عبارت پر بھی ہے کہ جس کی وجہ سے علی زئی نے بھی احمد رضا خان کی تکفیر میں حضرت نانوتویؒ پر اعتراض کیا ہے۔^۱

اس سے یہ حقیقت اظہار میں افسوس ہوگئی کہ مولانا موصوف کے نزدیک بھی مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے خلاف احمد رضا خان کا یہ فتویٰ بالکل غلط ہے، اور اس عبارت کی وجہ سے آپ پر کوئی اور ام مانڈ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح باطل مولانا محمود میر پر دینی غیر مقلد کا حوالہ بھی گزر چکا ہے جس میں انہوں نے بھی حضرت نانوتویؒ کا دفاع کیا اور آپ کی مذکورہ عبارت کی وجہ سے بریلوی خطیب ”علی ادا کاڑی“ نے آپ کے عقیدہ ختم نبوت پر جو اعتراض کیا تھا، اس کا سختی سے رد کیا۔ اس کے علاوہ علی زئی کی بکروی ملاحظہ کریں کہ ان کے اپنے علماء، بریلویوں کے مقابلے میں حضرت نانوتویؒ کا دفاع کر رہے ہیں، جب کہ یہ بد نصیب شخص بریلویوں کو خوش کرنے کے لیے حضرت نانوتویؒ پر اعتراض کر رہا ہے۔

ج۔ آہ! شرم تھہ کو کر نہیں آتی

حضرت نانوتویؒ پر علی زئی کے اقوال کی حقیقت

غور حضرت نانوتویؒ، پیر کرم شاہ اور علمائے غیر مقلدین کی ان تصریحات سے یہ ثابت ہو گیا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم نبوت نہ مانی، مکاری اور مرتبی تینوں لحاظ سے خاتم النبیین مانتے ہیں۔ اس کے باوجود آپ پر طعن زنی کرتے ہوئے زہیر علی زئی نے لکھا ہے کہ:

الجدیدت کو مسجدوں سے نکالنے والوں کا ختم نبوت کے بارے میں عجیب و غریب عقیدہ ہے۔ محمد قاسم نانوتوی ہائی مدرسہ دیوبند لکھتے ہیں کہ:

بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نیا پیغمبر ہوا تو پھر بھی خاتمیہ محمدی میں بیکہ فرق نہ آئے گا۔^۲

زہیر علی زئی کی متعذر عبارت میں دیکھ لیا جائے کہ حضرت نانوتویؒ درحقیقت نے بالفرض کہا

۱۔ جامعۃ (ص ۱۳۵)

۲۔ دینی کے پیچھے لانا کا حکم (ص ۲۵) مولانا محمد بریلوی (ص ۳۳)

ہے جس سے اس کا وقوع ہونا لازم نہیں آتا اور اس طرح کی مثالیں قرآن وحدیث میں متعدد ہیں۔ مثلاً تین صحابہ مختلف تہ سے متحول حدیث کے ”لو عاش ابو اہیم لکان نبی“ (اگر ابراہیمؑ (ساجز ادا فی الخلق) زندہ رہے تو نبی ہوتے) اس حدیث پر بعض حضرات نے انکال کیا تو ان کے جواب میں حافظ سہاونی اپنے استاد حافظ ابن حجر مستطانی رحمہ اللہ (مولانا حمید الرحمن غیر مقلد نے ان دونوں شاگرد استاد کو الجحدیث کے پیشوا قرار دیا ہے) کے حوالے سے لکھتے ہیں:

ان القضية الشرطية لاستلزام الوقوع. كقضية شرطية وقوع كاستلزام نہیں

ہے۔ پھر اس کی تائید میں حافظ سہاونی نے یہ حدیث ذکر کی ہے: ”لو كان

بعدي نبي لكان عمر.“ (اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے)۔^۱

تو اب کیا علی زئی ان محدثین کو بھی منکرین ختم نبوت قرار دیں گے۔

اور پھر زہیر علی زئی نے اپنے گھر کی خبر نہیں لی کہ ان کے اپنے اکابر ”غیر مقلدین“ نے رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نبی کے مہوٹ ہونے کو ممکن قرار دیا ہے، چنانچہ زہیر علی زئی کے حوالہ استاد مولانا حمید الرحمن نورچہری غیر مقلد ایک قادیانی کے ساتھ مکالمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ہماری اس بات حجت کا موضوع ہے آپ کا دعویٰ ”حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

اسی نبی ہیں“ نہ کہ امکان و عدم امکان نبوت۔ پھر آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے

کہ بعض چیزیں ممکن تو ہوا کرتی ہیں مگر واقعہ کبھی بھی نہیں ہوتیں۔^۲

اس سے معلوم ہوا کہ خود زہیر صاحب کے استاد محترم کے نزدیک بھی آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کا آنا ممکن ہے، لیکن یہ ہوگا نہیں۔

نیز مولانا ابراہیم سیالکوٹی نے بھی لکھا ہے:

کسی امر کا امکان شے دیگر ہے اور اس کا وقوع شے دیگر۔^۳

اسی طرح مولانا حمید اللہ روچہری غیر مقلد کا حوالہ ”مسئلہ امکان تغیر“ میں مگر چکا ہے کہ:

خدا کی خدائی میں کیا نہیں ہو سکتا، کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل یا آپ کی اتباع

سے نیا نبی اب نہیں ہو سکتا؟ اتباع سے نبی ہو سکتا ہے، کیا خدا اب کاور نہیں رہا؟

۱۔ صحاح الہدیہ (ج ۱، کتاب ۱، ص ۲۸) ۲۔ القاصد الموعود (ص ۳۹، ۳۹۷)

۳۔ مکالمات نورچہری (ص ۳۲) ۴۔ شہادت القرآن (ص ۲۱۹، ۲۲۸)

سوال تو ہونے سے ہے نہ کہ نہ ہو سکے سے۔

غیر مقلدین کے مجدد اور محقق اعظم نواب صدیق حسن خاں صاحبؒ نے محدث ابنِ قدامتؒ کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ:

ابنِ حنبلیؒ کہا کرتے تھے کہ شیخ احمد بن قدامتؒ کے زمانہ میں اگر کوئی نئی مہموت ہوتا تو وہ ابنِ قدامتؒ ہوتے۔^۱

مولانا ابو یحییٰ محمد شاہ جہاں پوریؒ غیر مقلد نے بھی محمد بن احمد بن قدامتؒ کی تعریف میں لکھا ہے:

بعض بزرگوں کا مقلد ہے: ان کے وقت میں اگر کوئی نئی مہموت ہوتا تو یہ ہوتے۔^۲

اب ہم دیکھتے ہیں کہ زہیر علی زئی اپنے ان علماء پر کیا فتویٰ صادر کریں گے؟

علامہ ازہریؒ مسئلہ امکانِ نظیر کے ذیل میں غیر مقلدین کے شیخ اہلک مولانا نذیر حسین صاحب دہلویؒ اور ان کے حامیہ کا فتویٰ نقل ہو چکا ہے کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ کی قدرت سے رسول اللہ ﷺ جیسا رسول پیدا ہوتا ہے لیکن اور محال ہے اس کا یہ عقیدہ مکرر اسی ہے اور وہ شخص اہل سنت والجماعت سے خارج ہے اور اس کے کفر کے قریب ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

اس کے برعکس زہیر علی زئی نے تصریح کی ہے، نبی ﷺ کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا محال، ناممکن اور باطل ہے۔^۳

اب انہیں اپنا شوق فتویٰ بازی پورا کرتے ہوئے اپنے پیش روؤں پر بھی فتویٰ لگا دینا چاہیے۔ دیدہ بادیے۔

قاری محمد طیب صاحبؒ پر الزام کا جواب

زہیر علی زئی نے حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ پر بھی ختم نبوت سے متعلق غلط عقیدہ رکھنے کا الزام لگایا ہے، چنانچہ موصوف لکھتے ہیں:

قاری محمد طیب دہلویؒ نے لکھا ہے کہ:

۱۔ التاج المکمل (ص ۲۲۸) کہوں: بلکہ یہ غیر مقلدین کے ساتھ (ص ۲۱۸)

۲۔ دارشاد ولی مکمل ارشاد (ص ۲۰۲) ۳۔ امداد (ص ۲۲/۲۳)

تو یہاں ختم نبوت کا یہ معنی سن لینا کہ نبوت کا دروازہ بند ہو گیا یہ دنیا کو دھوکہ دینا ہے۔ نبوت مکمل ہو گئی، اسی کام دے کی قیامت تک، نہ یہ کہ منقطع ہو گئی اور دنیا میں اندھیر پھیل گیا۔ (خطبات حکیم الاسلام، ج ۱، ص ۳۹)
حالانکہ صحیح حدیث آیا ہے کہ:

ان الرسائل والنبوة لا تقطع. بے شک رسالت اور نبوت منقطع ہو گئی۔
(سنن الترمذی، ۳۷۷۲، قال صحیح غریب ہا)

لیکن یہی بات تو یہ ہے کہ زہر علی زئی، قاری محمد طیب صاحبؒ کے خلاف اپنے اس الزام میں یہ کہہ کر کہ: "قاری محمد طیب دوج بندی نے لکھا ہے۔۔۔" یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ: "خطبات حکیم الاسلام" قاری محمد طیب صاحبؒ کی کوئی ذاتی تصنیف ہے، حالانکہ یہ علی زئی کی جہالت یا تہاہل عارفاً نہ ہے، اس لیے کہ "خطبات حکیم الاسلام" حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ کی ذاتی تصنیف نہیں ہے، بلکہ یہ تو آپ کی تھاریر اور خطبات کا مجموعہ ہے، جس کو قاری محمد اور یس ہوشیار چردی نے جمع و مرتب کیا ہے، جیسا کہ اس کے سرورق پر بھی مذکور ہے۔

اور پھر علی زئی نے حضرت قاری صاحبؒ کی تھاریر کا جو اقتباس نقل کیا ہے، اس میں بھی انہوں نے فاطمی مادی ہے، اور اس اقتباس کو کانت چھانت کر اور اس کے سیاق و سباق کو حذف کر کے پیش کیا ہے، تاکہ وہ اس سے حضرت قاری صاحبؒ کو ختم نبوت کا منکر ثابت کر سکیں۔ انا للہ....

ہم یہاں علی زئی کے نقل کردہ اس دوجہرے اقتباس کو مکمل پیش کرتے ہیں، اور پھر حضرت قاری صاحبؒ کی اس تھاریر کے چند اور اقتباسات بھی نقل کریں گے، جن سے قارئین پر واضح ہو جائے گا کہ حضرت قاری صاحبؒ پر علی زئی کا الزام محض بہتان ہے، اور آپ نے ختم نبوت کا انکار نہیں کیا، بلکہ بڑے احسن انداز میں اس مسئلہ کو واضح کیا ہے، چنانچہ حضرت قاری صاحبؒ ختم نبوت کو ثابت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اور ایک میری (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) نبوت قیامت تک کافی ہو گی، اس کے لیے آئینے آتے رہیں گے، اس میں سے وہ نور چھننا رہے گا، چمکتا

رہے گا دنیا کو روشنی ملتی رہے گی، نبوت کی اس لیے ضرورت نہیں کہ نبوت کے سارے درجات میرے اوپر ختم ہو گئے، تو یہاں ختم نبوت کا یہ معنی لینا کہ نبوت کا دروازہ بند ہو گیا یہ دنیا کو صدمہ کر دیتا ہے، نبوت مکمل ہو گئی، وہی کام دے گی قیامت تک نہ یہ کہ منقطع ہو گئی، دنیا میں اندھیر پھیل گیا، نہ علم رہا، نہ اخلاق رہے تو یہ معنی نہیں کیا، اس لیے دھوکے میں نہ پڑا جائے۔ ختم نبوت کے معنی قطع نبوت کے نہیں بلکہ کمال نبوت اور تکمیل نبوت کے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مہربان نبوت ختم ہو گئے۔^۱

تاریخیں! یہ قاری محمد طیب صاحب کی تقریر کا مکمل اقتباس ہے، اس میں خط کشیدہ عبارت کو علی دینی نے جان بوجھ کر چھوڑ دیا، اور صرف درمیان کی عبارت نقل کر کے یہ دھوکہ دینے کی کوشش لی ہے کہ قاری طیب صاحب ختم نبوت کے منکر ہیں، لیکن اس پر اسے اقتباس کو پڑھنے کے بعد یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ذہیر علی دینی ایک دھوکے باز شخص ہیں، اور وہ حضرت قاری صاحب کو مکمل بدنام کرنے کے لیے ان پر یہ مجموعہ الزام لگا رہے ہیں۔ اس لیے کہ اس بیان میں کوئی ادنیٰ سا اشارہ بھی نہیں ہے کہ حضرت قاری صاحب نے ختم نبوت کا انکار کیا ہے بلکہ وہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو اختلاف الفاظ میں بیان کر رہے ہیں۔ نیز اس مذکورہ اقتباس سے چند سطور پہلے آپ فرماتے ہیں:

بھرقاریان کی چہنوں سے صبح صادق طیبہ اسلام کا طلوع ہوا، اس نے خبر دی کہ آفتاب نبوت آنے والا ہے، ابھی آیا نہیں تھا، خبر آئی تھی کہ دنیا میں چاند پھیلنا شروع ہوا۔ ستارے گل ہونا شروع ہو گئے اور آفتاب نے نکلنے ہی اعلان کیا کہ اب میں آچکا ہوں، اب کسی ستارے کی حاجت نہیں ہے، میرا انکشاف ہی کافی ہوگا۔ ہماری دنیا کے لیے اب میں کافی ہوں، نبوت ختم ہو گئی، یعنی مہربان نبوت ہماری ذات پر ختمی ہو گئے، کمال ہو گئے، اسی کو پھیلانے کی اب کوئی وجہ باقی نہیں، اب کسی کوئی حکم کر نہیں لایا جائے گا، اب ہماری نبوت غروب آفتاب تک کام کرے

کی یہاں تک صحیح قیامت کا طلوع ہو جائے اور یہ دن ختم ہو جائے۔^۱
نہز آپ فرماتے ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہی نہیں تھے بلکہ خاتم النبیین تھے۔ اور خاتم الانبیاء کا مطلب یہ ہے کہ نبوت، علم اور اخلاق کے جتنے مراتب ہیں وہ آپ کی ذات پر کائنات کے اوپر ختم ہو چکے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سارے کمالات کے منتقلی ہیں، سب کمالات کی انتہاء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر آ کر ہو گئی تھی۔ گویا اب کوئی درجہ نبوت کا باقی نہیں رہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آئے، اور اس درجہ کو لے کر چلائے اور تکلیف کرے، آپ کی ذات پر کائنات کے اوپر سارے مراتب ختم کر دیے گئے اس لیے آگے نہ نبوت کی ضرورت تھی، نہ شریعت کی ضرورت تھی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین خاتم الادیان تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی کتاب خاتم الکتاب تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت خاتم الشرائع تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات خاتم الانبیاء تھی، تو ہر چیز کا انتہائی مقام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا گیا تھا، علم کا، اخلاق کا، کمالات کا ختم نبوت کی وجہ سے، کیونکہ نبوت ختم ہو چکی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں تھا۔^۲

اور پھر ایک شیعہ کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ختم نبوت کا معنی قطع نبوت کا نہیں کہ نبوت قطع ہو گئی، دنیا سے منقطع ہو گئی، ختم نبوت کے معنی تکمیل نبوت کے ہیں۔ یعنی نبوت کامل ہو گئی، اور ہر چیز کے کامل ہونے کے بعد کوئی درجہ باقی نہیں رہتا کہ وہ آئے۔^۳

ان اقتباسات کو پڑھیے اور علی زنی کی دیانت داری کو داد دیجیے کہ ہماری طیب صاحب مس طرح خوبصورت انداز میں مسئلہ ختم نبوت کو ثابت کر رہے ہیں اور یہ بد بخت ان کو ختم نبوت کا منکر قرار دے رہا ہے۔ فیالمحب۔

ہاتی علی زنی نے جمعہ حدیث نقل کی ہے کہ: "ان الرسالة والنبوة قد انقضت" تو اس کا

۱۔ خطبات حکیم (۱/۶۷) ۲۔ ایضاً (۲/۶۵)

۳۔ ایضاً (۲/۶۶)

مطلب یہ نہیں ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت بھی دنیا سے منقطع ہو گئی، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کسی اور شخص کو نبوت نہیں ملے گی، اور قیامت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی نبوت رہے گی۔ غیر مقلدین کے امام العصر مولانا محمد ابراہیم یالکوٹی صاحب نے بھی اس حدیث کا یہی مطلب بیان کیا ہے۔^۱

لہذا علی زئی کا قاری طیب صاحب کے بیان کو اس حدیث سے متصادم قرار دینا، ان کی بے جا توجہ اور بکروی ہے۔

نیز مشہور محدث حافظ ابو محمد اللہ حسین بن ابراہیم جو رحمانی بمذائی (م ۵۳۴ھ) نے بھی قاری محمد طیب کی طرح لکھا ہے:

فان النبوة والعلاقة لا ينقطعان ابداً.^۲

بے شک نبوت اور خلافت کبھی بھی منقطع نہیں ہوں گی۔

تو کیا اب علی زئی کے نزدیک یہ محدث بھی ختم نبوت کے منکر تھے؟ لہذا علی زئی محدث صوف کے اس بیان کی جو بھی تاویل کریں، ہماری طرف سے قاری محمد طیب صاحب کے بیان کی بھی وہی تاویل سمجھ لیں۔ لہذا هو خزانة من فہو خزانة۔
”غیر مقلدیت“ اور ”قادیت“

ذیل میں اس بابت غیر مقلدین کے گہناؤں کے رد اور کچھ جھکیاں ملاحظہ کریں:

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی دعویٰ نبوت سے پہلے خود غیر مقلد تھا، جیسا کہ خود اس نے اپنے ظہیر اولیٰ مولوی نور الدین کے نام ایک خط میں اس کی تصریح کی ہے۔^۳ نیز وہ غیر مقلدین کے طریقہ کے مطابق نماز پڑھتا تھا۔ چنانچہ اس کے حالات میں لکھا ہے کہ:

مرزا صاحب فاتحہ خلف الامام کے قائل تھے۔ مجھ تو اربع کے قائل تھے۔^۴

۱۔ فتاویٰ احمدی (م ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷)

۲۔ اعلیٰ الکبریا، ص ۱۸، الشاہیر (م ۱۰۵، رقم الحدیث: ۲۶۵)

۳۔ فتاویٰ احمدیہ (ج ۵، ص ۵۵۲)

۴۔ برتائین (ص ۱۰۸، م ۳۹)

۵۔ مہنا (م ۱۳)

جراہوں پر مس کے قائل تھے۔ منبع بین المسلمین کے قائل تھے۔^۱ ہاتھ چنے پر

ہاتھ مٹتے تھے۔ بحکم اللہ بالجہر پڑھتے تھے۔^۲

غیر مقلدین کی طرح اقامت کے طاق کلمات ہونے کے قائل تھے۔^۳

فاقہ مطلق الامام کے بارے میں کہتے تھے کہ:

اَمَّا رَأْيُ سَبِّ قَوْلِهِ "لَا ضَلَاةَ اِلَّا بِضَلَالَةِ الْكِبَابِ" اَدْوَى اَمَامِ كَيْفِ

ہو یا منفرد ہو، ہر حالت میں اس کو چاہیے کہ وہ سورہ فاتحہ پڑھے۔^۴

جماعت احمدیہ کا مسلک جو (ان کے بقول) تو انہر علی کی حیثیت رکھتا ہے، یہی ہے کہ عید

کی نماز کی پہلی رکعت میں سات عجیریں اور دوسری رکعت میں پانچ عجیریں قرأت سے پہلے کہی جادیں۔^۵

مرزا صاحب کے نزدیک نماز تراویح اور نماز تہجد ایک ہی نماز ہے، اور اس کی آخر رکعتیں ہیں۔^۶

وہ جنازہ قاتلانہ کے قائل ہیں۔^۷

نیز وہ غیر مقلدین کی طرح گوہ کھانے کو جائز سمجھتے تھے۔^۸

مولانا محمد اسماعیل علی غیر مقلد نے بھی مرزا کو غیر مقلد قرار دیا ہے اور ان کے فحش

ہونے کی تردید کی ہے۔^۹

۱۔ ایضاً (ص ۲۶)

۲۔ ایضاً (ص ۸۸)

۳۔ ذکر حبیب (ص ۲۴)، بیچ المصلی (ج ۱، ص ۷۷)، مرقاۃ المفاتیح (ص ۱۸۶)

۴۔ ذکر حبیب (ص ۲۴)

۵۔ فتاویٰ احمدیہ (۱/۱۳۳) ۶۔ ایضاً (۱/۱۵۲)

۷۔ ایضاً (۱/۱۸۰) ۸۔ ایضاً (۱/۳۰۸)

۹۔ ایضاً (۱/۲۵۱)

۱۰۔ سیرت الہدی (مجلد دوم، ص ۱۳۷)

۱۱۔ ترمیم آزادی فکر (ص ۱۸۸)

مشہور غیر مقلد عالمِ عبادت اللہ اثری لکھتے ہیں:

۱۹ اراگست ۱۹۶۲ء کو میں کھیر پڑھ کر بددلا اسلام صاحب سنوڈنٹ بی ایس سی۔ سالِ سوم کو بلوغِ الحرام پڑھا رہا تھا کہ دو مسافر تشریف لائے اور کھیر دھو دھو کر بھورتے بیچ پڑھا تو میں کچھ کیا کہ یہ احمدی ہوں گے۔ چنانچہ جارح ہو کر ایک صاحب نے فرمایا کہ میں دیوہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں..... انہوں نے ہاتھ ہاتھوں میں یوں بھی فرمایا تھا کہ کھیر اللہ بیٹ احمدی (قاویائی) ہوئے ہیں۔ میں نے کہا کہ مرزا صاحب تو فحشی تھے۔ فرمایا کہ نہیں وہ بھی اللہ بیٹ تھے۔^۱

سورتِ گجرات کے عظیم صوفی بزرگ مولانا سلیمان صاحب لاچپوری، مرزا قادیانی سے اپنی ملاقات کی روایتیں ادا کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وہاں (مرزا کی مجلس میں) غیر مقلد بہت تھے۔

اور آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ:

جس نے تھید چھوڑی وہ یا تو مرزائی ہو جائے گا، یا نجری بن جائے گا، یا جیسا ہی ہو جائے گا۔^۲

(۲) مرزا کا سب سے بڑا حواری اور خلیفہ اہل بحیم نور الدین بھی غیر مقلد تھا۔^۳

(۳) مرزا کا خاص مرید مولوی محمد اسحاق بھی پہلے کا غیر مقلد تھا اور اس نے اپنے ساتھ

• غلب (غیر مقلدیت) کے اثبات میں ایک کتاب "مصباح اللہ" کے نام سے لکھی تھی۔

(۴) مرزا کا ایک اور خاص مرید حواری مولوی مبارک علی سیالکوٹی بھی پہلے غیر مقلد تھا اور اس

نے حدیث کی کتابیں مشہور غیر مقلد محمدؐ مولانا عبداللہ خان وزیر آبادی سے چھپی تھیں۔ انہوں نے

نور الدین مولوی فضل احمد (استاذ مرزا غلام احمد قادیانی) بھی غیر مقلد تھے۔^۴

۱۔ اسطر ۱۵۶ (ص ۱۵۶)

۲۔ اراغِ حریف (ص ۲۳۳) ۳۔ تہذیبی اللہ بیٹ (۱۰۰/۱)

۴۔ تہذیب القرآن (ص ۹۹) نیز مولانا سیالکوٹی غیر مقلد

۵۔ تہذیبی (۲۳۳/۱)

(۵) پاکستان کا سابق وزیر خارجہ اور مشہور قادیانی ختمیہ خاں بھی غیر مقلد خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ چنانچہ وہ خود لکھتا ہے کہ:

میرے دادا چودھری سکندر خان صاحب مرحوم اپنے علاقہ کے بڑے بازو سوخ زمیندار تھے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہو سکا ہے وہ احمدیٹ فریٹ سے تعلق رکھتے تھے۔^۱

(۶) مرزا صاحب کا نکاح بھی ایک غیر مقلد لڑکی سے جو سلا مولانا محمد حسین ٹالوی غیر مقلد ہوا تھا اور یہ نکاح غیر مقلدین کے شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلوی نے پڑھایا تھا۔^۲

(۷) مرزا کو مروج اور شہرت کی بلند یوں پر پہنچانے والے شخص غیر مقلدین کے وکیل اعظم مولانا حسین ٹالوی صاحب تھے۔ چنانچہ ٹالوی صاحب نے ایک دفعہ اپنے اصحاب کے سامنے عالم برافرونگل میں کہا کہ میں نے ہی اس شخص (مرزا قادیانی) کو بلند کیا تھا۔^۳

مولانا ٹالوی لکھتے ہیں:

مؤلف برائین احمدیہ (مرزا قادیانی) کے حالات و خیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں ہمارے معاصرین میں سے ایسے کم واقف قطعی گے۔ مؤلف ہمارے ہم وطن ہیں، بلکہ اوائل عمر کے (جب ہم قطعی اشرع ملنا پڑتے تھے) ہمارے ہم کعب تھے۔ اس زمانہ سے آج تک ہم میں ان میں خط و کتابت و ملاقات مراسلات برابر جاری و ساری ہے۔^۴

نیز مجدد اعظم کا مرزائی مؤلف لکھتا ہے:

غور مولوی محمد حسین ٹالوی ہاؤز اور اس قدر بڑا عالم اور محدث ہونے کے اس قدر آپ (مرزا قادیانی) کی عزت و احترام کرتا تھا کہ آپ کا جوتا اٹھا کر آپ کے سامنے سیدھا کر کے رکھ دیتا تھا اور اپنے ہاتھ سے آپ کو وضو کرانا اپنی سعادت

۱۔ تھریڈ فیسٹ، مولف: ذکریہ علیہ کے ہمایاں، ص ۵۰ (ص ۵۰)

۲۔ سیرت المہدی (ج ۱ ص ۵۷) تاریخ احمدیہ (ج ۲ ص ۵۶)

۳۔ تھریڈ فیسٹ (ص ۶) مولف: احمدیٹ، دارالکتاب (ص ۱۳۵)

۴۔ مجدد اعظم (ص ۱۱/۱۲)

سمجھتا تھا۔^۱

مولانا ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد سمجھتے ہیں:

اس سے جو شعر اسی طرح کے اختلاط سے جماعت اہلحدیث کے کثیر التعداد لوگ
قادیانی ہو گئے جس کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ ابتداء میں مولانا ابوسعید محمد حسین
صاحب... خالوی نے مرزا غلام احمد قادیانی سے ان کو الہامی مان کر ان کی
موافقت کی اور ان کی تائید میں اپنے رسالہ "اشاعت الہیہ" میں زوردار مضامین
بھی لکھتے رہے، جس سے جماعت اہلحدیث کے معزز افراد مرزا صاحب کی
پیست میں داخل ہو گئے۔^۲

(۸) غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا عثمان احمد سرسئی کا حوالہ بالکل گمراہ چکا ہے کہ انہوں نے
۱۰۰ بانٹوں کو قتل اور مسلمان قرار دیا ہے۔

نیز انہوں نے لاہوری مرزائیوں کے پیچھے نماز بھی پڑھی تھی اور قادیانیوں کے پیچھے نماز
نے جواز کا فتویٰ بھی دیا تھا۔

مولانا عبدالصمد غیر مقلد سابق نیکو نری جمیعت اہلحدیث ہند مولانا سرسئی کو مخاطب کر
کے لکھتے ہیں:

آپ نے لاہوری مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھی، آپ مرزائی کیوں نہیں؟

آپ نے فتویٰ دیا کہ مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز ہے، اس سے آپ خود مرزائی
کیوں نہیں؟

آپ نے مرزائیوں کی عدالت میں مرزائی وکیل کے سوالات کا جواب دیتے
ہوئے مرزائیوں کو مسلمان مانا، اس سے آپ مرزائی کیوں نہیں ہوئے؟^۳

مولانا ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد نے مولانا سرسئی کی تحقیر (عربی) کو مرزائی ٹھہرے بھی
۱۰۰ بانٹوں کو قرار دیا تھا۔^۴

۱۔ مینا (۲۲/۱)

۲۔ اہلحدیث، (۲۳) جلد ۱، صفحہ ۱۸۱، اہلحدیث (۷/۲)

۳۔ اہلحدیث (۳۶) جلد ۱، مینا (۲)

(۹) مولانا اسماعیل فرخونی سابق نائب امیر جمعیت المہدیہ ہند کے بارے میں مولانا غلام احمد اترک نے انکشاف کیا تھا کہ وہ درپردہ مرزائی ہیں اور ان کے جلسوں کے اخراجات بھی مرزائیوں کی طرف سے آ رہے ہیں۔^۱

مشہور غیر مقلد عالم مولانا ذوق فرخونی نے بھی اپنے ایک خط میں مولانا اسماعیل فرخونی پر تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

ہاں یہ سچ ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب کے طریق کار سے انجمن تبلیغ الاسلام امرتسر کے سلسلے میں مقامی حالات کے ماتحت ایک خاص فضا کی موجودگی میں مرزائیوں کے ساتھ مل کر آ رہیوں سے مناظرہ وغیرہ کرنے میں مجھے شدید ترین اختلاف تھا اور ہے۔^۲

(۱۰) مولانا عنایت اللہ اثری غیر مقلد خطیب جامع مسجد المہدیت مہجرات نے مرزا غلام قادر پانی کے بیٹے مرزا محمود کو مخاطب ہو کر کہا:

جب میں آپ کو سلطان سمجھ کر اقتداء کر رہا ہوں تو آپ کو سیری اقتداء سے کون سی چیز مانع ہے۔^۳

(۱۱) مشہور غیر مقلد عالم اور مہتمم صحاح ستہ مولانا وحید الرحمن (جن کا تعارف آگے آ رہا ہے) نے قادر پانیوں کو اہل سنت کے فرقوں میں شمار کر دیا ہے۔ لَا خَوْنٌ وَلَا قُوَّةٌ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

اب سنیں میں آپس میں کی اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔ مقلد اور غیر مقلد، بدعتی اور ہابی، مرثی اور فرشی، قادر پانی اور پکڑالی، لَا خَوْنٌ وَلَا قُوَّةٌ إِلَّا بِاللّٰهِ۔^۴

(۱۲) علی زئی نے ملائے دیجئے کو قادر پانیوں کا حامی ثابت کرنے کے لیے مفتی کلاہیت اللہ صاحب دہلوی کا ایک فتویٰ نقل کیا ہے۔ شہناک اس فتویٰ میں مرتد جن کی بات ہو رہی ہے۔ جنہوں نے اسلام کو چھوڑ کر قادیانیت اختیار کی وہ مرتد کہلائیں گے اور جو قادر پانیوں کے ہاں پیدا

۱۔ ایضاً (ص ۳۳۳) ۲۔ ایضاً (ص ۳۸)

۳۔ انکشاف الخلیج (ص ۱۳) ۴۔ احکام اللہ (ج ۲، کتاب سن، ص ۱۸۸)

۵۔ ائینہ کا زہی کا انتخاب (ص ۸) حوالہ: کلاہیت مفتی (۱/۳۳۱)

ہوئے وہاں تک کہ انہیں گئے۔

اسی طرح کائناتی غیر مقلدین کے سمیت اعظم مولانا عبد اللہ روپڑی نے بھی دیا ہے۔
چنانچہ دیکھتے ہیں:

جو اسلام سے نکل کر مرزائی ہو گئے وہ مرتد ہیں۔ اور جو مرزائیوں کے گھر پیدا
ہوئے یا کسی اور دین سے نکل کر مرزائی ہوئے وہ اہل کتاب کے حکم میں ہیں۔
اور وہ ان کے لیے صرف اتنی شرط ہے کہ پہلے اسلام میں ہو پھر اس سے نکل جائے۔
قرآن مجید میں ہے: **وَمَنْ يُضِلَّهُمْ غَيِّبُوا**۔ (آیہ ۱۰)

اب اگر مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ کے اس فتوے سے ان کا قادیانوں کا
حالی ہونا ثابت ہوتا ہے تو پھر مذہبی زلی اپنے سمیت روپڑی صاحب کے بارے میں کیا فتویٰ
صادر کریں گے؟ دیکھنا ہے۔

الحاصل امانت مذہبی زلی قسم نبوت کے سلسلہ میں اپنے اکابر کے سیاہ ماضی اور گمراہی
کردار کو دیکھنے کی بجائے طوائف و جمہور کی مہارت پر اعتراض کر کے ان کے بلند پایہ اور عظیم
اصناف کردار کو داغدار کرنے کی ناکام و نامراد کوشش کر رہے ہیں۔ آخر میں ان کو غیر مقلدین کے
استاذ و اخصاء مولانا محمد گوہر گوئی (جن کے بارے میں خود ملی زلی کہتے ہیں: شیخ الاسلام، صفحہ
الاسلام، شیخ القرآن والحدیث، الامام الحدیث، المسکن المجد، المحدث المصلیٰ، الاسویٰ محمد گوہر گوئی رحمہ
اللہ) کی ایک فصاحت یاد دلاتے ہیں، جس میں وہ فرماتے ہیں:

یاد رکھنا چاہیے حتیٰ الامکان اگر کوئی کلام کسی توحید سے صحیح بن سکا ہو تو اس کو صحیح ہی
کہنا چاہیے۔^۲

۱۔ (تذکرۃ الامم، ص ۹/۱)

۲۔ (المواکب المہدیہ، ص ۷۷) ۳۔ (خبرہ کلام، ص ۳۶)

زبیر علی زئی کا علمائے دیوبند پر گیارہواں الزام: گمراہی کی طرف دعوت

- ✚ علمائے دیوبند کی دعوت و تبلیغ میں خدمات
- ✚ غیر مقلدین گمراہی کے داعی

(۱۱)

گمراہی کی طرف داعی ہونے کا التزام

زیرِ طلی زنی کھتے ہیں:

دلائل مذکورہ اور دیگر دلائل سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ دہلی بندیت ایک گمراہ فرقہ ہے۔^۱

اس کے بعد انہوں نے شیخ الہادی وغیرہ متعصب غیر مقلدین (جن کے اقوال ہمارے لیے کوئی حجت نہیں ہیں) کے چند حوالے علمائے دہلی بند اور تبلیغی جماعت کے خلاف نقل کر کے دکھائے ہیں:

لہذا ثابت ہوا کہ دہلی بند ہی فرقہ بدعتی فرقہ ہے۔ دہلی بندی حضرات اپنے فرقے کی طرف لوگوں کو تفریہ اور تفریہ اور تمام ممکنہ طریقوں سے دعوت دیتے ہیں۔^۲ دوسرے اعتراضات کی طرح زیرِ طلی زنی کا علماء دہلی بند پر یہ بھی اعتراض ہے، کیونکہ علمائے دہلی بند توحید و سنت کے داعی ہیں اور علماء دہلی بند کی دعوت الی اللہ میں خدمات کا ایک زمانہ محض ہے۔ اور خود اکابر غیر مقلدین نے بھی تسلیم کیا ہے کہ علمائے دہلی بند اہل بدعت نہیں بلکہ وہ اہل توحید و اہل سنت و الجماعت ہیں، اور ان کے عقائد قرآن و حدیث سے ماخوذ ہیں، جیسا کہ بائبل ان کے حوالے گزر چکے ہیں۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ زیرِ طلی زنی خود اپنے اکابرین کے اقوال کی روشنی میں بھی علمائے دہلی بند کو بدعتی کہنے میں جھوٹے اور کذاب ہیں، اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ علمائے دہلی بند گمراہی کی نہیں بلکہ قرآن و سنت کی دعوت دیتے ہیں۔

علمائے دہلی بند کی خدمات: دعوت و تبلیغ

الحمد للہ! علمائے دہلی بند نے مجھے دین کے دیگر شعبوں میں کارہائے نمایاں سرانجام دیے ہیں، اسی طرح ان غوثی قدس نے دین کے ایک اہم شعبہ ”دعوت و تبلیغ“ میں بھی جو خدمات

۱۔ بدعتی کے چھ نماز کا حکم (ص ۲۶)

۲۔ ایضاً (ص ۲۷)

راہنہام دی ہیں وہ تاریخ اسلام کا ایک روشن باب ہے۔ چنانچہ علمائے دین و ملت سے وابستہ "تہذیبی جماعت" نے پوری دنیا میں جس بڑے بڑے پر دعوت و تبلیغ کا کام کیا ہے، اس کو علمائے غیر مقلدین کی سربراہی میں شہرہ ہو گئے۔

مولانا محبت اللہ شاہ راشدی غیر مقلد (جن کو ملی ذی نے اپنے استاد اور زمانے کے افضل ترین شخص قرار دیا ہے، جیسا کہ پہلے ذکر چکا ہے) اور قائم فرماتے ہیں:

اس وقت تہذیبی جماعت، پاکستان کے علاوہ فارن کنٹریز (دیکھو ممالک) اور عرب، امریکہ، افریقہ وغیرہ ممالک میں تبلیغی خدمات انجام دے رہی ہے، اور ان کی بے لوث خدمات اور اخلاص کی وجہ سے ہزاروں مسلمان صحیح طور پر مسلمان ہو چکے ہیں، اور مختلف ممالک کے لیے مسلمانوں کی جماعتیں ہمارے پاکستان میں آئی ہیں جن کو آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہ عقیدہ و عمل مسلمان ہو گئے ہیں، اور گو اس سے جو فخر نہیں نے بھی اپنی پیشانی اللہ کے حضور زمین پر نہیں رکھی تھی، لیکن اب وہ بچے نمازی بن گئے ہیں اور اسی طرح نماز پڑھتے ہیں جس طرح اور سب مسلمان پڑھتے ہیں، کیا یہ سب کچھ تصادیر کا کرشمہ ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ بلکہ قصور کئی تو ان کے ہاں قطعی طور پر ناجائز ہے۔ گو ہم مسلمانوں کی دوسری جماعتوں کو دیکھتے ہیں کہ ان کے اجتماعات میں ان کے علاوہ غیر ہم کی تصاویر ملی جاتی ہیں، اور وہ خاموش رہتے ہیں، لیکن تہذیبی جماعت کے کسی اجتماع میں غوغا کر افری کل بھی دیکھنے میں نہیں آتی۔ اور نتیجہ یہ ہے کہ ہزاروں مسلمان صحیح طور پر نمازی بن رہے ہیں اور بحمد اللہ جماعت میں روز بروز ترقی ہوتی رہتی ہے۔^۱

۱۹۵۰ء کے سابق مفتی اعظم شیخ ابن عثیمینؒ، جن کو غیر مقلدین اپنا پیشوا قرار دیتے ہیں،

۱۵۱. ج ۱

و اما بالنسبة لجماعة التبليغ، لرائى ليهم انهم جماعة نفع الله بهم
مما عظموا، فكم من انسان عاص هداه الله على ايديهم، بل كم

من انسان کان دخل فی الاسلام علیہم، وتظہرہم لاحد
بنکوه فی الواقع^۱

”تبلیغی جماعت“ کے معلق میری رائے یہ ہے کہ یہ ان لوگوں کی جماعت ہے کہ جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ نفع پہنچایا ہے، چنانچہ کتنے ہی گنہگار انسان ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ہاتھوں ہدایت نصیب کی ہے، بلکہ کتنے کافر لوگ ہیں جو ان کے ہاتھوں اسلام میں داخل ہوئے ہیں، اور یہ حقیقت ہے کہ ان لوگوں کی تاثیر سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔

یہ دونوں اقتباسات ان حضرات کے ہیں جن کی علمیت اور بزرگی کو ملی ذنی تسلیم کرتے ہیں، لہذا ان دونوں اقتباسات سے ثابت ہو گیا کہ علمائے دج بند اور تبلیغی جماعت دین کے صحیح دہائی ہیں۔

غیر مقلدین گمراہی کے دائمی

البتہ ذیل زنی صاحب دغیرہ وغیرہ مقلدین، جن کو خود ان کے اپنے اکابر بھی بدعتی اور کاذب قرار دے چکے ہیں، اور گمراہ ہیں اور وہ علانیہ گمراہی کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔ مولانا ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد نے ایسے غیر مقلدین کے بارے میں کیا خوب فرمایا ہے

کہ:

جماعت احمدیہ اپنے ناقص العلم اور غیر محتاط نام نہاد علماء کی تحریروں اور تقریروں سے دھوکہ نہ کھائے کیونکہ ان میں سے بعض تو پرانے خارجی اور بے علم شخص اور پرانے کانگریسی ہیں جو کانگریس کا حق تک ادا کرنے کے لیے ایک نہایت گہری زمین دوز (Under Ground) تجویز کے تحت انگریزی پالیسی ”Divide and Conquer“ (تفرقہ افوارض کر دے) سے مسلمانوں کو اختلافی مسائل میں مشغول کر کے باہمی اتفاق میں رکاوٹ اور مسلمانوں میں، خصوصاً احمدیہ میں تعصب پیدا کرنا چاہتے ہیں۔^۲

اللہ تعالیٰ ان غیر مقلدین کے شر سے تمام مسلمانوں کی حفاظت فرمائیں۔ آمین۔

زبیر علی زئی کا علمائے دیوبند پر بارہواں الزام: انکارِ حدیث

✚ علمائے دیوبند کا حدیث سے متعلق موقف
✚ غیر مقلدین اور منکرین حدیث

(۱۲)

انکار حدیث کا اہرام

زیر علی زئی نے علمائے دوحیر علی زئی پر ایک مجموعہ اہرام یہ بھی لگایا ہے کہ:
 دوحیر علی زئی حضرات ائمہ کی تقلید کی وجہ سے صحیح حدیث کا انکار کر رہے ہیں۔^۱
 علمائے دوحیر علی زئی کا یہ بھی ٹھکانہ افتراء ہے۔ مجسم دارالعلوم دوحیر علی زئی حضرت مولانا
 قاری محمد طیب دہلوی رحمہ اللہ کے حوالے سے مفصل طور پر گزر چکا ہے کہ:
 (علمائے دوحیر علی زئی) حدیث کو چونکہ قرآن کا بیان اور دوسرے درجہ میں مصدر
 شریعت سمجھتے ہیں اس لیے کسی ضعیف حدیث کو بھی وہ حجتی المتمدنہ چھوڑنے کے
 لیے تیار نہیں ہوتے۔^۲

اس اقتباس سے علمائے دوحیر علی زئی کا حدیث کے حقائق مؤقف واضح ہو جاتا ہے اور اس کے
 برعکس غیر مقلدین کا اپنا حال یہ ہے کہ خود ان کے اپنے علماء کے حوالے سے گزر چکا ہے کہ یہ
 غیر مقلدین دوسروں پر تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ وغیرہ ائمہ مجتہدین کی تقلید کرنے کا اہرام لگاتے ہیں
 اور خود وہ ائین تیسرے وغیرہ علماء کی ائمہ حادہ تقلید کرتے ہیں۔

اور پھر زیر علی زئی نے علمائے دوحیر علی زئی کو منکرین حدیث ثابت کرنے کے لیے ان کی چند
 عبارات ذکر کی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ حدیث سے مسائل صحیحہ کرنا مجتہدین کا کام ہے نہ کہ ہر
 مقلد کا۔

اس کو زیر علی زئی انکار حدیث سے تعبیر کر رہے ہیں حالانکہ یہی بات خود ان کے اپنے انکار
 بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں:
 نصوص کتاب و سنت سے استنباط کرنا مجتہد کا کام ہے نہ کہ ہر مقلد کا۔ لکھنے نہ
 پڑھنے نام محمد فاضل۔ اور یہ قابلیت خدا داد ہوتی ہے، اور عالی نہیں ہے۔^۳

۱۔ بدعتی کے چھپے ناز کا حکم (ص ۴۸)

۲۔ مسلک علمائے دوحیر علی زئی (ص ۲۵) ۳۔ واضح البیان (ص ۴۴۸)

نیز لکھتے ہیں:

آنحضرت ﷺ نے جاہل مجتہد کو دین کی آفتوں میں شمار کیا ہے۔ (جامع صغیر ج ۱ ص ۳)^۱

سیا گونی صاحب مزید لکھتے ہیں:

مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب بنالوی ایسے لوگوں کو جو آلات و قواعد اجتہاد سے بے بہرہ ہونے پر خلاف نصوص اجتہاد کے اختراع مسائل کرتے ہیں، ان پڑھ مجتہد کہتے ہیں، یعنی لکھتے پڑھتے نام لکھنا فصل۔^۲
خود مولانا بنالوی ارجمند فرماتے ہیں:

جو لوگ قرآن و حدیث سے غیر نہ رکھتے ہوں، علوم عربیہ اور بیہ (جو خادم قرآن و حدیث ہیں) سے بھلے نا آشنا ہوں، صرف اُردو فارسی تراجم پڑھ کر یا لوگوں سے سن کر یا نوئی پھوٹی عربی جان کر مجتہد اور ہر بات میں تارک تھکید بن بیٹھیں، ان کے حق میں ترک تھکید سے بجز خطا کی فرے کی توقع نہیں ہو سکتی۔^۳
نیز فرماتے ہیں:

کچھ سال کے تجربے سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق (ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں) اور مطلق تھکید کے تارک بن جاتے ہیں، وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں۔ کفر و ارتداد کے اسباب اور بھی بکثرت موجود ہیں، مگر دین داروں کے بے دین ہو جانے کے لیے بے علمی کے ساتھ ترک تھکید بڑا بھاری سبب ہے۔ اگر وہ ائمہ حدیث میں جو بے علم یا کم علم ہو کر ترک مطلق تھکید کے مدعی ہیں وہ ان نتائج سے ڈریں، اس گروہ کے مامم آزا اور

۱ تاریخ ائمہ حدیث (ص ۳۷۱)

۲ جامع البیان (ص ۳۵۴)

۳ اشباح السنۃ (ج ۱ ص ۳۹، ۴۰) بحوالہ: صراط مستقیم اور اختلاف امت (ص ۳۳) از: سلطان الدینی

خود بخار ہوتے جاتے ہیں۔^۱

اب علمائے دیوبند کے جن اقوال کی وجہ سے زہریلی زہنی ان حضرات پر انکار حدیث کا اصرام لگا رہے ہیں، اسی بات کو خود ان کے اپنے انکار بریں کھلم کھلا جان کر رہے ہیں۔ لہذا اعلیٰ زہنی اصول کے مطابق وہ بھی سب سے بڑے منکرین حدیث ہیں۔

ج ایس گناہ چست کہ در شہر شائیز کند

غیر مقلدین اور منکرین حدیث

در اصل زہریلی زہنی کا علمائے دیوبند پر انکار حدیث کا اصرام لگانا "الناچر کو تو ال کوڑا نئے" کا صداق ہے کیونکہ بر صغیر (پاک و ہند) میں انکار حدیث کا فتنہ "غیر مقلدیت" کی کوکھ سے ہی پیدا ہوا ہے۔ چنانچہ بر صغیر میں فتنہ انکار حدیث کا بانی مولوی عبداللہ چکڑالوی پہلے غیر مقلد تھا اور وہ اپنی تفسیر چکڑالوی کے زمانہ تالیف تک اپنے کو اجماعت کہلاتا رہا۔

غیر مقلدین کے وکیل اعظم مولانا محمد حسین دہلوی اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

چکڑالوی زمانہ تفسیر چکڑالوی تک اجماعت کہلاتا تھا۔^۲

مشہور مؤرخ شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں:

اس گروہ (منکرین حدیث) کا ایک مرکز پنجاب میں ہے، جہاں لوگ انہیں

چکڑالوی کہتے ہیں۔ اور یہ اپنے آپ کو اہل القرآن کا لقب دیتے ہیں۔ اس گروہ

کا بانی مولوی عبداللہ چکڑالوی پہلے اجماعت کہلاتا تھا۔^۳

اسی طرح مشہور منکر حدیث حافظ اسلم جرنیلوری بھی پہلے غیر مقلد تھا۔ موصوف مولانا

نذیر حسین دہلوی غیر مقلد کے خصوصی شاگرد مولانا سلامت اللہ جرنیلوری غیر مقلد کا چنا ہے۔

مولانا امام خان نوشہروی غیر مقلد مولانا سلامت اللہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

آپ کے صرف ایک بیٹے مولانا محمد حافظ اسلم جرنیلوری ہیں۔ مشہور عالم، نامور

مؤرخ، صاحب تصانیف کثیرہ مثلاً تاریخ الامت، تاریخ القرآن وغیرہ ہیں۔

اداکل عمر سے سلسلہ اجماعت میں منسلک تھے مگر اب آخر میں اس سے رشتہ توڑ لیا

۱۔ اشعۃ الہ (ج ۱، ص ۲۹، ۳۰) بحوالہ مراد مستقیم اور اختلاف امت (ص ۳۳) از: سلطان الدین

یوسف غیر مقلد

۲۔ اربعین (ص ۳۳) از: مولوی عبداللہ قزوینی غیر مقلد ۳۔ سوانح کوڑ (ص ۷۷)

ہے۔ آپ کا خیال ہے کہ قرآن ہدایت کے لیے کافی ہے اور حدیثیں دین نہیں بلکہ تاریخ دین ہیں۔ میں ”اہل قرآن“ کے فرقہ میں داخل نہیں کیونکہ میں اسوہ رسول ﷺ کو چننے اور دینی سمجھتا ہوں بخلاف اہل قرآن کے جو مل ستارے کے قائل نہیں (اقتباس از تقریر جناب مولانا حافظ محمد اسلم صاحب)۔ مروج کے اس خیال کا نتیجہ ظاہر ہے کہ حدیث حجت شرعی نہیں۔^۱

شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں:

مولانا محمد اسلم بھی اوائل مرتبہ سلسلہ ائمہ حدیث میں منسلک تھے۔^۲

خود اسلم حیرانچوری نے لکھا ہے کہ:

ہمارا گھر مقامی اور بیرونی ائمہ حدیث علماء کا مریض تھا۔^۳

چودھری غلام احمد پریز، جس نے فقہ انکار حدیث کو نئے اسلوب میں پیش کیا اور اس کو باہم مروج پر پہنچایا، یہ بھی حیرانچوری صاحب کا خوش چمن ہے۔ اسی طرح نیاز فتح پوری اور قسما قادری وغیرہ مشہور مفسرین حدیث بھی پہلے غیر مقلدین تھے۔

نیز فرقہ نیچریہ (جنہوں نے نیچر (قدرت) کے نام سے دیشوارا حدیث کا انکار کر دیا مولانا عبدالغفور دہلوی غیر مقلد نے بھی ان کو مفسرین حدیث قرار دیا ہے)^۴ کے بانی سر سید احمد خان بھی پہلے غیر مقلد تھے اور انہوں نے ڈاکٹر ہنر کے جواب میں جو کتاب لکھی تھی اس میں بھی انہوں نے اپنے کو ائمہ حدیث کہا ہے۔ چنانچہ مولانا محمد حسین بنالونی غیر مقلد مولانا غلام امروترنی غیر مقلد کے بارے میں لکھتے ہیں:

اُس کا اہل السنۃ یا ائمہ حدیث ہونا جس کا اس (مولانا امروتری) کو دعویٰ ہے،

ایسا ہے جیسے سر سید کا زمانہ تالیف جواب ڈاکٹر ہنر میں ائمہ حدیث ہونا۔^۵

بلکہ سر سیدی نے غیر مقلدین کے شیخ اہل مولانا غلام حسین صاحب کو غیر مقلد بتایا تھا۔ چنانچہ سر سید اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں: جناب مولوی سید غلام حسین

۱۔ زام ملائے حدیث بند (۳۸۸، ۳۸۹)

۲۔ راج کڑ (۷۲)

۳۔ اورات (۳۳) بحوالہ: آغا رحیمہ حدیث (۳۳/۲)

۴۔ ذمہ ارضی (۱۳) ۵۔ اربعین (۳۳)

صاحبِ دہلوی کو میں نے ہی نیم چہ عادی (غیر مقلد۔ ناقل) بتایا ہے۔ وہ غماز میں رفق یہ یں نہیں کرتے تھے۔ مگر اس کو سنت دینی جانتے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ نہایت افسوس ہے کہ جس بات کو آپ تک جانتے ہیں، لوگوں کے خیال سے اس کو نہیں کرتے۔ جناب مودع میرے پاس تشریف لائے تھے۔ جب گفتگو ہوئی، میں نے سنا کہ میرے پاس سے اٹھ کر وہ جامع مسجد میں مصری نماز پڑھنے گئے اور اس وقت سے رفق یہ یں کرنے لگے۔^۱

زیرِ علی زئی کی ایمان داری کو اور بھیجے کہ خود اپنے فرقہ کی اصلیت کو چھپانے کے لیے علمائے دوح بندہ پر انکار حدیث کا مجموعہ التزام نگار ہے ہیں۔ لا خول ولا ملوفہ الا باللہ۔
الحاصل اہلِ صغیر میں فقہ انکار حدیث کا اصل سبب انکار تقلید ہے، اور سب مشہور مکر میں حدیث اسی فقہ ترک تقلید کی پیداوار ہیں۔ لیکن علی زئی وغیرہ غیر مقلدین اس سے ہجرت لینے کی بجائے علمائے دوح بندہ پر انکار حدیث کا التزام نگار ہے ہیں۔

ج میں التزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا
علماء دوح زیرِ علی زئی غیر مقلد اور ان کا قول اگر چاہئے آپ کو بلا شرکتِ غیر سے حدیث کا محافظ ہوا کرتا ہے، لیکن اندر سے یہ لوگ حدیث کے سخت دشمن ہیں، اور صحیح احادیث کو یہ لوگ کھن جھونے بہانوں سے روک دیتے ہیں، اور یہ بات ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے، بلکہ یہ بات خود زیرِ علی زئی کے محرم و استاد اور ان کے مودع مولانا محبت اللہ راشدی غیر مقلد نے کہی ہے، چنانچہ موصوف زیرِ علی زئی کے ایک دیرینہ دوست جابر الدانوی کے ایک حدیث کو ضعیف قرار دینے کے جواب میں لکھتے ہیں:

یہ السناک حقیقت ہے کہ آج ہمارا (غیر مقلدین کا) حال یہ ہو گیا ہے کہ کوئی حدیث ہمارے مذاق کے موافق نہیں ہوتی، یا اس پر عمل پیرا ہونے میں ہمارے دشواری پیش آتی ہے تو اس کو کسی نہ کسی طرح ضعیف بنا کر رکھ دیتے ہیں، خواہ اس میں ایسے کتنے ہی پانچ پیلے کیوں نہ ہوں۔^۲

اب اگر یہ انکار حدیث نہیں ہے تو پھر انکار حدیث کس چیز کا نام ہے؟

زبیر علی زئی کا علمائے دیوبند پر تیرہواں الزام: خلاف سنت نماز

- ✦ علمائے دیوبند کی خفی نماز
- ✦ خفی نماز کے سنت کے موافق ہونے کی اکابر غیر مقلدین کی گواہی
- ✦ غیر مقلدین کی غیر مستند نماز

(۱۳)

نماز سنت کے خلاف پڑھنے کا التزام

زہریلی زنی نے التزام لگایا ہے کہ دعوہ بندیوں کی نماز سنت کے مخالف ہوتی ہے۔^۱ حالانکہ دعوہ بندی قرآن و سنت سے مسجد فقہ حنفی کے مطابق نماز پڑھتے ہیں اور اگر علمائے غیر مقلدین نے بھی تسلیم کیا ہے کہ تمام مذاہب میں حدیث کے سب سے زیادہ موافق فقہ حنفی ہے۔

چنانچہ نواب صدیقی حسن خان لکھتے ہیں:

اسی لیے شاہ ولی اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ تمام مذاہب میں حدیث کے زیادہ موافق مذہب حنفی ہے۔^۲

جعفر شاہ پھولاری نواب صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں:

اور سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ وہ حنفی طریقہ نماز کو اقرب الی اللہ سمجھتے تھے۔^۳

نیز نواب صاحب کے صاحبزادے نواب علی حسن خان صاحب اپنے والد کے حالات میں لکھتے ہیں:

وہ امام مرحوم نماز میں گناہ حنفی طریقہ پر پڑھتے تھے، البتہ ان کو غاصب غلبہ الامام اور ازل وقت کا خاص اشتہاد نظر رہتا تھا۔^۴

نواب موصوف نے نماز میں گناہ ادا کرنے میں حنفی طریقہ کیوں اختیار کیا، اس بارے میں خود موصوف کا اپنا بیان ملاحظہ کریں:

۱۔ ہفتی کے چھ نماز کا حکم (مس ۸۸)

۲۔ بار صدیقی (حصہ چہارم، ص ۶)، سوانح نواب صدیقی حسن خان (مس ۸۸) ۱: ۱۱۱، انکساریہ جامعہ: ۱۱۱، اہلس (مس ۳۶)

۳۔ علمین کبر (ص ۶۷)، احوال: حدیث صبرا، الحدیث (مس ۸۴)

۴۔ بار صدیقی (حصہ چہارم، ص ۳۳)

بعد مجبور کے مذاہب اربعہ پر میں نے اجماع دلیل کا اختیار کیا ہے۔ جو مذہب
سوائق دلیل قوی و صحیح کے ہوتا ہے اسی میرا اختیار ہے، خواہ مذہب حنفی ہو یا شافعی
یا مالکی یا حنبلی۔ میں کسی مذہب کا ترک و رد براہِ تعصب کے نہیں کرتا ہوں، نہ کسی
مذہب کا آغز برائے ہوئے نفس کے۔^۱

اس سے معلوم ہوا کہ نواب صاحب کے نزدیک قاتل و غلبہ الامام اور رعایت اہل وقت
کے علاوہ حنفیوں کی نماز کے تمام مسائل دلیل قوی و صحیح کے سوائق ہیں۔

اسی طرح غیر مقلدین کے شیخ اہلک مولانا نذیر حسین دہلوی کے بارے میں مولانا اسماعیل
حنفی غیر مقلد نے لکھا ہے کہ آپ مدتِ عمر شامی مسجد (دہلی) کے حنفی امام کے پیچھے نماز جو ادا
فرماتے رہے۔^۲

مولانا نذیر احمد رحمانی غیر مقلد بھی لکھتے ہیں:

میں صاحب (مولانا نذیر حسین) جمعی نماز ہمیشہ دہلی کی مشہور جامع مسجد میں
حنفی امام کے پیچھے ادا کرتے تھے۔ دیکھو "الایات بعد المداۃ" ص ۱۲۸، ۱۲۹، طبع
اول^۳

اب اگر حنفی نماز خلاف سنت ہے تو پھر شیخ الفلک کی مدتِ عمر جمعی نمازوں کا کیا ہے گا؟
ان حقائق کی موجودگی میں علی زنی صاحب کا یہ کہنا کہ دوحہ پڑھنے کی نماز (جو فقہ حنفی کے
مطابق ہے) سنت کے مخالف ہے، اس امر جہالت اور حماقت ہے۔

غیر مقلدین کی غیر مستحکم نماز

اس کے برعکس فرقہ غیر مقلدین میں سے کوئی شخص نماز کی کوئی ایک کتاب بھی ایسی نہیں لکھ
گا جس کے سنون ہونے پر خود ان کا اپنا اتفاق ہوا ہو۔ اگر ان میں سے کوئی اپنے ذمہ میں سنون
نماز کی کوئی کتاب لکھتا ہے تو اس کا اپنا ہی ہم مسلک اس کتاب کا رد لکھ دیتا ہے۔ چنانچہ نماز کے
موضوع پر ان کی مشہور کتاب "مسئوۃ الرسول" جس کو مشہور غیر مقلد مولانا صادق سیالکوٹی نے لکھا

۱۔ مہاراجہ (ص ۲۶)

۲۔ متحدہ "معیار الحق" (ص ۱۲۱) (تخریج آزاد دینی فکر) (ص ۲۶)

۳۔ اہلک بعد المداۃ ص ۱۲۸

ہے، گا زود خود ان کے اپنے ایک عالم سولانا مہاروف سندھو نے "القول بالمعتول" کے نام سے ایک ضخیم کتاب کی صورت میں کیا ہے اور انہوں نے اس کتاب میں سیا کلوی صاحب کی کتاب کا کپا چننا خوب کھول دیا ہے۔

"القول بالمعتول" کی اشاعت نے "غیر مقلدین" کی صفوں میں کھلی چادری ہے اور کل تک یہ لوگ جس کتاب پر فخر کیا کرتے تھے، آج مارے شرم کے اس کو لوگوں کے سامنے لانے کی جرأت نہیں کر رہے۔

زہیر ملی زنی نے غلام مصطفیٰ ظہیر غیر مقلد کے ساتھ مل کر "صلوۃ الرسول" کی تحقیق و تخریج کی ہے تاکہ سندھ صاحب نے اس کتاب کے جو پل کھولے ہیں ان پر نہ وہ ڈلا جاسکے۔ لیکن یقین جانتے، ان دونوں صاحبان کی یہ ساری کاوش محض نگلوں کے سہارے بحرِ بیکراں میں دھونے کے مترادف ہے۔ اور پھر دلچسپ بات یہ ہے کہ ان دونوں صاحبان کا آپس میں بھی اتفاق نہیں ہے۔ غلام مصطفیٰ ظہیر لکھتے ہیں:

بَیِّنَاتٌ لَا تُخْلِفُ الْبَيِّنَاتُ کی زیادت جو بیئتی ۳۱۰ میں آئی ہے، وہ شاذ (یعنی ضعیف) ہے۔ ثجب کہ اس کے برعکس زہیر ملی زنی نے اس زیادت کو صحیح قرار دیا ہے۔^۱

امدادہ لگا نہیں کہ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں نے کسی طرح باز چھوڑا افعال بتایا ہوا ہے۔

کتاب "صلوۃ الرسول"، جس کا مقصد "غیر مقلدین" کی نماز کو سنت کے مطابق اور احناف کی نماز کو سنت کے مخالف ثابت کرنا تھا، کے مصنف کے ضعیف روایات نقل کرنے پر نہ وہ ڈالتے ہوئے زہیر ملی زنی جیب انکشاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

حکیم صاحب رحمہ اللہ معذور ہیں۔ انہوں نے حسب استطاعت ان احادیث کو باحوال نقل کیا ہے۔ تخریج احادیث اور تحقیق نعوس کا اُن کے دور میں عام رواج نہیں تھا۔ اب الحمد للہ کتب احادیث کی کثرت اور تالیفات کتابوں کے مظهر عام پر آنے کی وجہ سے تحقیق کرنا بہت آسان ہو گیا ہے۔ لہذا ان احوال میں ضعیف

۱۔ بیضا (ص ۱۵۷)

۲۔ تسبیح الرسول (ص ۱۲۹)

احادیث کالے آنا صرف حکیم محمد صادق رحمہ اللہ پر ہی متوقف نہیں ہے بلکہ دوج بندہ یوں دیر طے یوں کے مستحکم اور عقلی فقہاء نے اپنی تصانیف کو ضعیف، بلکہ موضوع روایات سے بھر رکھا ہے۔ مثلاً شیخ ذکریا سہارنپوری صاحب کی کتاب ”فضائل احوال“ وغیرہ۔^۱

مٹائے دوج بندہ پر احرام لگاتے ہوئے زہرِ ملی زنی کو شرم آتی چاہیے۔ جب اپنے پرستی ہے تو مٹائے دوج بندہ یاد آتے ہیں۔ جرأت اور اطمینان کا تو قصداً تھا کہ زہرِ ملی زنی صاحب بر ملا اعلان کرتے کہ مصنف ”صلوٰۃ الرسول“ نے ضعیف احادیث کی بنیاد پر رسول اللہ ﷺ پر افتراء کیا ہے اور ضعیف غیر ثابت شدہ روایات کو ”صلوٰۃ الرسول“ کا نام دے کر نفوذ پانڈ، رسول اللہ ﷺ پر بھوت باندھا ہے، اس لیے اس کتاب کو نہ پڑھا جائے اور ہم اپنے غیر مقلدین کو چھوڑ کر نیازِ حبس مرخرب کرتے ہیں، جو ان کے روزانہ کے پروگرام میں شامل ہے مگر مٹائے دوج بندہ کی دشمنی نے زہرِ ملی زنی کو آندھا کر دیا، اس لیے وہ یہ اعلان حق کرنے کے بجائے ضعیف احادیث کی کتاب ”صلوٰۃ الرسول“ کے حلقے کھینچے ہیں:

انہوں نے تین درجن (۳۶) سے زائد کتابیں لکھیں جن کے مصیوں ایڈیشن نعمانی کتب خانہ لاہور سے شائع ہو چکے ہیں۔ ان کتابوں کو اللہ تعالیٰ نے ہزار ہا لوگوں کے لیے جہنم کا باعث بنایا۔ ہزار ہا لوگ ان کی تصانیف پڑھ کر کارواہی عمل بالحدیث میں شامل ہو گئے۔ پاکستان، ہندوستان کے علاوہ سعودی عرب اور عرب میں بھی ان کی کتابیں پڑھی گئیں اور پڑھی جا رہی ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ مصر حاضر میں سولانا صادق سیالکوٹی کی کتابیں مسلک کے فروغ کے لیے نوبہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کا یہ صدقہ ہمارے قیامت تک باقی رہے گا۔ (انشاء اللہ)

آپ کی بیماری کتابوں سے علتِ اسلیم کو بے حد فائدہ پہنچا ہے اور پہنچ رہا ہے۔ ان کتابوں میں ایک شہرہ آفاق کتاب ”صلوٰۃ الرسول ﷺ“ ہے۔^۲

۱۔ سبیلِ اہل بیت (۱۶) ص ۱۹۱ (۱۶) مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور، ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۹ء

۲۔ ایضاً (ص ۱۹۰)

زہیر علی زئی نے ”مسئوۃ الرسول“ کی ضعیف احادیث کو محض جھوٹے بہانوں سے ”حسن ظہر“ قرار دے دیا ہے۔ حالانکہ خود زہیر علی زئی تسلیم کر چکے ہیں کہ:

قول راجع میں حسن ظہر اور روایت ضعیف ہی ہوتی ہے۔^۱

جن لوگوں کے اپنے دلائل کا یہ حال ہے وہ فقہ حنفی کے مضبوط دلائل میں خلاف ڈالنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔

بت کریں آرزو کبریائی کی
کیا شان ہے تیری کبریائی کی

تالیف: زہیر علی زئی نے دوج بندہ میں کی نماز سنت کے مخالف ثابت کرنے کے لیے جو دو تین مسائل ذکر کیے ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ:

سورج کے اٹھنا زور ہو جانے کے بعد یہ عصر کی نماز پڑھتے ہیں۔^۲

حالانکہ یہ ان کا سراسر بیجان ہے کیونکہ ملائے دوج بندہ اور آخلاف کے نزدیک سورج کے اٹھنا زور ہو جانے کی صورت میں عصر کی نماز پڑھنا مکروہ ہے اور ان کی تمام ساجد میں عصر ہمیشہ مسنون وقت میں پڑھی جاتی ہے۔

اور پھر زہیر علی زئی صاحب نے اپنے مؤقف کے ثبوت میں ”صحیح مسلم“ کی ایک حدیث پوری ذکر کرنے کی بجائے اپنا خود کھید و غلامہ پیش کیا ہے کہ:

ایک صحیح حدیث کا غلامہ یہ ہے کہ اگر (صحیح العقیدہ) اسراء (محرران) نمازیں
لیٹ کر کے پڑھیں تو اپنی نماز ازل وقت میں پڑھ گئی جاوے۔^۳

ملائے دوج بندہ کی کراست دیکھئے کہ زہیر علی زئی نے حدیث کا یہ غلامہ ملائے دوج بندہ کو غلامہ العقیدہ ثابت کرنے کے لیے لکھا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے خود ان ہی کے قلم سے ملائے دوج بندہ کا صحیح العقیدہ ہونا ثابت کر دیا۔ وہ اس طرح کہ علی زئی نے خود قوسین (بریکٹ) کے اندر صحیح العقیدہ لکھ دیا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ اگر کوئی شخص لیٹ کر کے بھی نماز پڑھے تو پھر بھی وہ صحیح العقیدہ ہے۔

اب ملائے دوج بندہ کے اہل حق ہونے پر اس سے جی دلیل اور کیا چاہیے؟

۱۔ الحدیث (ص ۱۶۱)۔

۲۔ ہفتی کے چھ نماز کا حکم (ص ۲۹)۔ ۳۔ بیضا

زبیر علی زئی کا علمائے دیوبند پر چودھواں الزام: قرآن وحدیث کی غلط تاویلات و تحریفات

✚ تحریفات اور غلط تاویلات سے علمائے دیوبند کی برأت
✚ غیر مقلدین کی تحریفات

(۱۳)

علمائے دیوبند پر قرآن وحدیث کی غلط تاویلات اور تحریفات کا الزام

زہریلی زئی نے اپنی عادت سے مجبور ہو کر علمائے دیوبند پر یہ الزام تراشی بھی کی ہے کہ یہ لوگ قرآن وحیث کی غلط تاویلیں کرتے ہیں اور تحریفات کے مرتکب ہیں۔^۱

اس دھمکی پر انہوں نے بڑی خود دلیلیں پیش کی ہیں: (۱) یہ حضرات آیت کریمہ: "لَا تَتْلُوا الْقُرْآنَ بِالْجَهْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ" سے مذہب اربعہ میں سے ایک مذہب کی تفسیر کا درجہ ثابت کرتے ہیں حالانکہ اس آیت کریمہ سے ملف صالحین میں سے کسی نے یہ استدلال نہیں کیا اور نہ سوال کرتا تفسیر کیا ہے۔

(۲) (شیخ الہند) مولانا محمود حسن دیوبندی صاحب نے تفسیر کا درجہ ثابت کرنے کی کوشش میں قرآن کریم میں تفسیر کر دی ہے۔ موصوف مذکور اپنے کلم سے لکھتے ہیں کہ:

یہی وجہ ہے کہ یہ ارشاد ہو: اَلَّذِي تَتْلُوْا غَفْلًا عَنْ خُرُوجِ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ اِلٰى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ وَالَّذِيْ اُولٰٓئِكَ يَنْتَكِبُوْنَ (ایضاح الاول (ص ۷۷) طبع ۱۳۳۰ھ، طبعی کام مدرسہ دیوبند، بہ احترام حبیب الرحمن)

"وَالَّذِيْ اُولٰٓئِكَ يَنْتَكِبُوْنَ" کے اضافے کے ساتھ یہ آیت پورے قرآن میں کہیں موجود نہیں ہے۔ یہ اضافہ محمود الحسن دیوبندی نے تفسیر شخصی کو واجب قرار دینے کے لیے کیا ہے۔^۲

زہریلی زئی کی ان دونوں دلیلوں کا جواب ملاحظہ کریں۔

علمائے دیوبند پر قرآن وحدیث میں غلط تاویل کرنے کے الزام کا جواب

(۱) علی زئی کے اعتراض کی پہلی دلیل کا جواب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خود ان کے اپنے کلم سے ذکر کیا جائے، چنانچہ زہریلی زئی نے ملا علی قلیب بغدادی اور حافظ ابن عبد البر کے حوالے ذکر

۱۔ حجتی کے پیچھے ملاز کاظم (ص ۳۷)

۲۔ ایضاً (ص ۳۷)

کے ہیں، جن میں ان ہر دو اثر نے مذکورہ آیت سے عالیٰ معنی جو اجتہاد پر قدرت نہیں رکھتا، کے لیے تھکید کو جائز اور واجب قرار دیا ہے۔

ذیل میں ان دونوں اثر کی عبارات کا ترجمہ زہرِ علی زئی کے قلم سے ملاحظہ کریں۔
موصوف لکھتے ہیں:

امام خطیب بغدادی (رحمہ اللہ) (م ۶۳۳ھ) نے لکھا ہے کہ تھکید جس کے لیے جائز ہے وہ ایسا عالیٰ ہے جو شرعی احکام کے دلائل نہیں جانتا، اس کے لیے جائز ہے کہ وہ کسی عالم کی تھکید کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر (علماء) سے پوچھ لو۔ (التغیہ، المجلد ۲/۶۸)

حافظ ابن عبد البر فرماتے ہیں:

یہ سب (تھکید نفی) عوام کے علماء (یعنی علماء) کے لیے ہے۔ رہے عوام تو ان پر مسئلہ پیش آنے کی صورت میں ان کے علماء کی تھکید ضروری ہے۔ کیونکہ انہیں دلیل معلوم نہیں ہوتی اور وہ علم کی وجہ سے وہ اس کے فہم تک نہیں پہنچ سکتے۔

(جامع بیان العلم وفضلہ ۲/۱۱۳:۱۱۴ اور علی بن عبد اللہ ابی الارض، ص ۱۲۳)

پھر حافظ ابن عبد البر نے اس کی دلیل میں مذکورہ آیت کو ذکر کیا ہے۔^۱

علی زئی نے اگرچہ مذکورہ بالا بیانات کی وجہ سے علامہ خطیب اور حافظ ابن عبد البر پر تھکید کی ہے، لیکن ان جہاں علم کے مقابلے میں زہرِ علی زئی جیسے نازی کی تردید کیا وقت رکھتی ہے؟ نیز مفسر قرآن علامہ آلوسی (جن کو مولانا ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد نے بڑے پائے کے مفسر قرار دیا ہے) نے بھی اس آیت سے مسئلہ تھکید کا وجہ ثابت کیا ہے، اور اس کی تائید میں امام سیوطی کا حوالہ بھی ذکر کیا ہے۔^۲

اب یہ تمام اہل علم اس آیت سے تھکید (جو تھکید نفی اور تھکید مطلق دونوں کو شامل ہے) کا

۱۔ دین میں تھکید کا مسئلہ (ص ۳۳)

۲۔ جامع بیان العلم (۱۱۵/۲)

۳۔ واضح البیان (ص ۵۵۵)

۴۔ تفسیر روح البانی (۱۵۸/۳)

اجوبہ و جواز ثابت کر رہے ہیں، اور سوال کرنے کو تھکید سے قہر کر رہے ہیں۔ لیکن زہریلی ذی ان سب جوابوں سے دانستہ چشم پوشی کر کے علمائے دین بنڈہ پر یہ جھوٹا اور من گھڑت الزام لگا رہے ہیں کہ انہوں نے اس آیت سے تھکید شخصی ثابت کر کے قرآن میں معنوی تحریف کر دی ہے، اور علمائے دین بنڈہ سے پہلے کسی نے اس سے تھکید کا مسئلہ کھلیے نہیں کیا۔

ج ناظر سر بگہریاں ہے اسے کیا لکھے

حضرت شیخ الہند و رحمانہ پر آیت قرآنی میں تحریف کرنے کے الزام کا جواب

(۲) علی ذی وغیرہ غیر مقلدین حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ پر جو تحریف کا الزام لگاتے ہیں اس کا جواب دیتے ہوئے محقق اہل سنت حضرت علامہ حبیب اللہ زیوی صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

حضرت شیخ الہند نے غیر مقلدین کے خلاف بہترین عظیم ضخیم لا جواب کتاب "ایضاح الادلہ" لکھ کر غیر مقلدین کو ذمہ بخود کر دیا۔ اب غیر مقلدین حضرات نے ایک آیت، جو کتاب کی غلطی سے لکھی گئی تھی، اس کو اچھا اور تحریف کا الزام لگا کر اپنے قصہ کی بجز اس نکالی، حالانکہ غیر مقلدین کے بزرگوں کی کتابوں میں کئی آیات لفظ لکھی ہوئی موجود ہیں۔ نواب صدیقی حسن خان کی کتاب "الروضۃ اللدیہ" مثلاً ص ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۵۵، ۱۵۶، ۲۳۲، ۳۰۸، مطبع طوی ہند: "نزل الایمان" مثلاً ص ۳۳، ۱۳۹، ۱۵۰، ۱۵۳، ۲۴۵، ۲۵۱ وغیرہ کتابیں دیکھ لیں۔

مولانا ارشاد الحق اثری کی کتاب توضیح الکلام ملاحظہ کریں۔ اس میں کئی آیات قرآنہ لفظ لکھی ہوئی موجود ہیں۔ اثری صاحب لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **إِنْ هُوَ إِلَّا ذُنُوبٌ مِّمَّا كَفَرْتُمْ** (توضیح الکلام: ج ۲، ص ۲۰۱)

حالانکہ ان الفاظ کے ساتھ آیت قرآنی موجود نہیں۔ ہم غیر مقلدین حفاظ کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ یہ آیت قرآن مجید سے (صوفیوں کی تاثر کی صاحب پر قرآن مجید کی آیت نئی گھڑنے کا الزام نہ نہی کیا جاسکے۔

مولانا حافظ محمد گوہر لوی غیر مقلد مولانا اثری صاحب کے استاذ صاحب لکھتے ہیں: اس میں کیا شبہ ہے کہ کاتب معصوم نہیں ہوتے، غلطیاں کرتے ہیں۔ حدیث کی

کتابیں تو کیا قرآن مجید کے کلمے میں غلطیاں ہوتی ہیں۔“ (خیر الکلام: ص ۳۳۳)

شیخ البند حضرت مولانا محمود حسن نے یہ آیت اپنی اسی کتاب ”ایضاح الاولاد“ میں صحیح بھی لکھی ہے۔ چنانچہ کا بھگم آیت ”أَجِبْنُوا اللَّهَ وَأَجِبْنُوا الرُّسُولَ وَأُولَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ“ نائب خداوندی ظاہر اور حقیقت شناسان معافی کے نزدیک ارشاد واجب الائنیا۔^۱

تو اس مقام پر صحیح کیوں لکھی ہے۔ اگر تخریف کا ارادہ ہوتا تو یہاں بھی تخریف کرتے۔ اللہ تعالیٰ عالم وید معاش غیر مقلدین کو معاف نہیں کرے گا۔^۲

دراصل غیر مقلدین کا حضرت شیخ البند رحمہ اللہ دیگر اکابرین دج بند کے خلاف تخریف کے اثرات لگانا ”چور بچائے شور، چور چور“ کا صداق ہے۔ کیونکہ خود یہ لوگ انگریز کے زمانہ سے اور اسی کے اشارہ پر قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور مہارات اکابر میں تخریفات کرتے چلے آ رہے ہیں۔

علامہ حبیب اللہ ابروی صاحب نے اپنی کتاب ”حبیب العالمین علی تخریف العالمین“ میں ان کی تخریفات کی خوب نکاب کشائی کی ہے۔ یہ کتاب کامل دیدہ و لائق مطالعہ ہے۔ بخیر اللہ أحسن الجزاء۔

گھر میں! حافظ زہر علی زئی نے ملائے دج بند (بکھرم اللہ سواہم) کو بدعت ثابت کرنے کے لیے جو اثرات لگائے ہیں ان کی حقیقت آپ نے ملاحظہ کر لی، اور آپ پر یہ حقیقت بھی اچھی طرح واضح ہو گئی کہ جن اثرات کی وجہ سے زہر علی زئی نے ملائے دج بند کو بدعت ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ وہ خود ان کے اپنے سفر اکابرین میں مع لہر یہ پائے جاتے ہیں۔ لہذا اگر ان کے ذمہ میں ملائے دج بند بدعتی ہیں تو پھر زہر علی زئی کے اصول کی روشنی میں ان کے اپنے اکابر سب سے بدعتی ہیں۔

۱۔ ایضاح الاولاد (ص ۳۵۶)

۲۔ حبیب العالمین علی تخریف العالمین (ص ۵۵)

زبیر علی زئی کا اپنے اکابرین، نواب صدیق حسن خان

اور

علامہ وحید الزمانؒ سے اظہارِ برأت اور اس کی حقیقت

زہیر ملی زہنی کا اپنے اکابرین سے اظہار برأت اور اس کی حقیقت

موجود غیر مقلدین (خصوصاً زہیر ملی زہنی) کو علمائے دہلی و ہند پر اعتراضات کرنے کا بڑا شوق ہے، لیکن جب ان کو خود ان کے اپنے اکابرین کے حوالے سے ان کے مذہب کی اصل شکل دکھائی جائے تو پھر ان کو سانپ سگھ جاتا ہے، اور یہ لوگ حقیقت کو تسلیم کرنے کی بجائے جیب و غریب قسم کے چیلے اور بہانے تراشتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ ہمارے لیے صرف قرآن وحدیث جہت ہیں، ان علماء کے اقوال ہمارے لیے جہت نہیں ہیں۔ لیکن ہمارا ان سے سوال ان علمائے غیر مقلدین کے اقوال کے جہت ہونے یا جہت نہ ہونے کے متعلق نہیں ہے، بلکہ ان سے ہمارا سوال یہ ہے کہ آپ جس طرح ہمارے اکابرین کے اقوال کو پیش کر کے ان کو بدعتی اور بدعتیہ ثابت کرنے کی سعی باسرا کرتے ہو، اس طرح تم اپنے علماء کے اسی طرح کے اقوال کی وجہ سے ان کو کیوں نہیں بدعتیہ اور بدعتی قرار دیتے؟

اور کبھی یہ لوگ اپنے علماء خاص کر نواب صدیق حسن خان اور علامہ وحید الزمان کو اپنے ہم مسلک علماء ماننے سے ہی انکار کر دیتے ہیں۔ چنانچہ زہیر ملی زہنی نے اپنے ایک مضمون میں نواب صدیق اور علامہ وحید الزمان، وغیرہ کو غیر ائمہ بیٹ اشخاص میں سے قرار دے دیا ہے۔^۱ اور یہ بھی لکھا ہے کہ:

الہمدیٹ کے خلاف وحید الزمان، نور الحسن اور نواب صدیق حسن خان کے حوالے پیش کرنا اصولاً غلط ہے۔^۲

حالانکہ ملی زہنی کے یہ رویہ کسی نخل حقیقت سے منہ چرانے والی بات ہے، کیونکہ غیر مقلدین کے تمام باسرا اور چوٹی کے علماء ان دو حضرات کو اپنے اکابرین میں سے قرار دیتے ہیں، اور ان کی بڑی تعریف و توثیق کرتے ہیں، بلکہ آج تک کسی بھی مستتر غیر مقلد عالم نے ان دو حضرات کے ائمہ بیٹ وغیرہ مقلد ہونے سے انکار نہیں کیا۔

ذیل میں ان دونوں حضرات کا تعارف بحوالہ غیر مقلدین ملاحظہ کریں:

۱۔ الہمدیٹ (۳۱/۲۳) کوغیرہ ۲۔ الہمدیٹ (۱۶/۶۹)

۳۔ ایسی دکان زہنی کا تعارف (ص ۳۹)

نواب صدیق حسن خان

نواب صاحب کی تعریف و توصیف میں بڑے بڑے نامور ملائے غیر مقلدین و طب
اللسان ہیں، اور ان کو بڑے اعلیٰ القاب سے یاد کرتے ہیں۔

مثلاً مولانا سائیل سلتی غیر مقلد لکھتے ہیں:

حضرت مجدد الوقت، مجتہد العصر، مولانا شیخ سید نواب حسن خان صاحب^۱
نیز لکھتے ہیں:

مولانا نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ تعالیٰ والہی بھوپال مسکب فکر کے لحاظ سے
الجمہیت ہیں۔^۲

نیز لکھتے ہیں:

اس دور کے دو بزرگ ہیں جنہیں خدمتِ ملت اور طریقہٴ سلف کے احیاء میں بلند
ترین مقام حاصل ہے، حضرت نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم بھوپال
اور شیخ انکلس سید غفر حسین صاحب دہلوی۔ نواب صاحب ریاست میں با اختیار
مقام کے باوجود تصنیف و تالیف اور دینی مشاغل کی طرف راغب تھے، اور تھکد و
جمود کے خلاف ان کے قلم نے اتنا کام کیا جو شاید کوئی جماعت بھی مشکل کر سکے،
مرحوم کی تصانیف مختلف فنون میں پتھر وں تک پہنچی ہیں۔^۳

مولانا محمد ابراہیم یا لکھنوی صاحب غیر مقلد ارکام فرماتے ہیں:

شیخ شیعہ، حضور پر نور نواب صدیق حسن خان صاحب^۴

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا شاہ عبدالرشیدی غیر مقلد نواب صاحب کو نامور سلتی
الجمہیت مصنفین میں سے قرار دیتے ہیں۔^۵

مولانا عبداللہ روچنی غیر مقلد بھی ان کو الجمہیت قرار دیتے ہیں۔^۶

نامور غیر مقلد عالم مولانا عبدالرحمان مبارکپوری نے بھی ان کو ملائے الجمہیت میں شمار کیا

۱. ترمیم آزادی فکر (ص ۱۷۷)
۲. ایضاً (ص ۲۰۲)
۳. فیض سہیل الحق (ص ۱۶)
۴. تاریخ الجمہیت (ص ۲۳۲)
۵. عالم، دج (ص ۱۳)
۶. لادنی، الجمہیت (۵۰/۲)

۱۔ ہے۔

مولانا بدیع الدین راشدی غیر مقلد کہتے ہیں:

نواب والا جاو، جامع العلوم والعلوم، فخر علماء حدیث صدیق حسن خان قزوینی
بھوپالی^۱

مولانا نذیر احمد رحمانی اعظمی غیر مقلد نواب صدیق کے ذکر سے مسکتے ہیں:

آج ائمہ حدیث ہی نہیں، احناف میں بھی حضرت نواب صاحب قدس سرہ کا سنا
ائمہ حدیث ہونا اتنا مشہور اور معروف ہے کہ شاید بہتوں کو اس پر تعجب ہوگا کہ اس
عنوان پر گفتگو کرنے کی ہم نے ضرورت کیوں محسوس کی؟

پھر مولانا موصوف نے سول صفحات میں بڑی تفصیل کے ساتھ نواب صاحب کا ائمہ حدیث
اور غیر مقلد ہونا ثابت کیا۔^۲

مولانا ابو یحییٰ امام خان نوشہروٹی کہتے ہیں:

نجدۃ البصر، خاتمۃ ائمہ شین حضرت والا چلی نواب صدیق حسن خان صاحب^۳
نیز موصوف نے نواب صاحب کو علمائے ائمہ حدیث میں ذکر کر کے ان کا ہر سوا ترہ کر لکھا ہے۔^۴
عبدالرشید عراقی غیر مقلد، نواب صاحب کو علمائے ائمہ حدیث کے سر فہرست قرار دیتے ہیں،
اور ان کی علمی و دینی خدمات کو تاریخ ائمہ حدیث کا ایک سنہری باب کہتے ہیں۔^۵

مولانا ارشد الرحمن اثری غیر مقلد نے بھی نواب صاحب کو علمائے ائمہ حدیث میں ذکر کیا ہے۔^۶
مولانا محمد علی نجی الدین لکھنوی غیر مقلد نے لکھا ہے:

امام ائمہ حدیث نواب سید صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ^۷

غیر مقلدین کے ”ذکیل سلفیت“ دیکھ کر ندوی نے بھی نواب صدیق کو ائمہ حدیث کا امام قرار

۱۔ مطالعہ مبارکبادی (ص ۶۴) ۲۔ مطالعہ راشدیہ (۱۸۴/۲)

۳۔ دیکھئے ائمہ حدیث اور سیاست (ص ۱۳۸-۱۵۳)

۴۔ ترجمہ ائمہ حدیث (ص ۲۷۶) ۵۔ ایضاً (ص ۲۷۷-۳۱۲)

۶۔ ائمہ حدیث کے چارہ اکر (ص ۵۷-۶۰)

۷۔ پاک و ہند میں علمائے ائمہ حدیث کی خدمات حدیث (ص ۷۳-۸۰)

۸۔ فتاویٰ مطالعہ حدیث (۱۵۸/۳)

دیا ہے۔^۱

اب ان نامور غیر مقلدینِ ملّی علم کے بیانات کے بعد زہرِ ملّی ذی کے بیان کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟

اور پھر دلچسپ بات یہ ہے کہ خود زہرِ ملّی ذی یہاں تو نواب صاحب کے اہلحدیث ہونے سے انکار کر رہے ہیں، لیکن دوسری جگہ انہوں نے (سنی کی طہارت کی بابت) اپنے اوپر ایک اعتراض کا جواب دینے کے لیے نواب صدیقی حسن کی اوٹ لی ہے، اور صراحۃً ان کا حقیق اور سنی علمائے حدیث میں سے ہونا تسلیم کر لیا ہے۔^۲

ج لو آپ اپنے دام میں مبتلا آ گیا

علامہ وحید الزمان

موصوفِ غیر مقلدین کے شیخِ اہلکِ سولہ نانڈ پر حسین دہلویؒ کے خصوصی علاقہ میں سے ہیں، چنانچہ سولہ نانڈ ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد اور عبدالرشید عراقی غیر مقلد نے ان کو سولہ نانڈ پر حسین کے خصوصی علاقہ میں شام کیا ہے۔^۳

مورخ حنفی غیر مقلد نے سولہ نانڈ پر حسین دہلویؒ غیر مقلد کے تعارف میں ان کے شاگردوں کے بارے میں لکھا ہے:

ہندوستان کے شاگردوں میں بے شمار ایسے حضرات ہیں جو سند الوقت کہلائے۔

اور پھر اس کے ذیل میں انہوں نے علامہ وحید الزمان کا نام بھی لکھا ہے۔^۴

سولہ نانڈ پر حسین نے ان کو اجازتِ حدیث دیتے ہوئے فرمایا:

میں اپنی تمام سرودہ سے حدیث کی کھنٹی سمجھاؤں گا، فیروہ کی روایات کی اجازت، مولوی

دعید الزمان کو دیتا ہوں جو بڑے ذریعہ، نہایت روشن دماغ اور صاحبِ ارادے

آدمی ہیں۔^۵

۱۔ مجموعہ مقالات، تہِ سنی حقیقہ، ج ۱، (۱۳۳۸ھ) وغیرہ، ۲۔ اہلحدیث (۱۸/۵۸)

۳۔ تاریخ اہلحدیث (۱۳۳۸ھ) ۱۱: اہلحدیث کے چار سردار (۳۸)

۴۔ سید اہلحدیث (مجموعہ سولہ نانڈ پر حسین، ص ۳۷)

۵۔ چالیس علمائے اہلحدیث (۱۰۴) از عبدالرشید عراقی غیر مقلد

عبدالرشید عراقی لکھتے ہیں:

مولانا وحید الزمان کا خاندان خلی تھا۔ اس لیے اوائل عمر میں خلی احمد بن تھی، لیکن اپنے برادر اکبر مولانا بدیع الزمان کی صحبت سے مسلک احمدیت قبول کر لیا۔^۱

غیر مقلد مناظر پر دفسر غالب الرحمن نے حضرت مولانا محمد امین صفدر کے ساتھ مناظرے میں کہا:

وہ (وحید الزمان) شیعہ تھا، پھر خلی ہوا، پھر احمدیت ہوا۔^۲

غالب الرحمن کے بھائی ذاکر شفیق الرحمن زیدی لکھتے ہیں:

علامہ وحید الزمان پر کئی دور آئے۔ ان کا آخری دور مسلک احمدیت کے مطابق تھا۔^۳ نیز لکھتے ہیں:

علامہ وحید الزمان صاحب نے ”بدیع السیدی“ احمدیت ہونے کے بعد کبھی ہے، کیونکہ اس میں مسلک احمدیت کی کجی و حماقت ہے۔^۴ خود علامہ موصوف نے لکھا ہے:

میں نے واجب تقلید مذہب معین میں جو ابتدائے غالب العلوی میں لکھا تھا اس سے بعد کوز جو رکھا گیا۔^۵ نیز لکھتے ہیں:

اسی طرح تقلید مذہب معین کو، جو بدعت ہے، کوئی واجب اور لازم کہے اور غیر مقلدوں کو گمراہ جانے، اس پر بھی شیطان کا تسلط ہے۔^۶ موصوف اپنی تصانیف کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

اب دو کتابیں زیر تالیف ہیں، بدیع السیدی من فضل احمدی، اور انوار اللغات۔ حق تعالیٰ کے کرم سے امید ہے کہ گو میں ضعیف و ناتوان ہوں، وہ ان دونوں کتابوں

۱۔ چالیس علمائے احمدیت (ص ۱۰۶) ۲۔ فتوحات صفدر (۱۶۳/۲)

۳۔ اہل توحید کے لیے کونکر یہ (ص ۱۳) ۴۔ بیضا

۵۔ فتوحات احمدیت (ج ۲، کتاب ۱، ص ۷۹) ۶۔ بیضا (جلد اول، کتاب ۲، ص ۶۳)

کو میری زندگی میں کامل کر دے گا۔ اگر احیائے حیات مستحار نے وفات کی اور سطر آخرت اور پیش آیا تو میری وصیت الہمدیٹ بھائیوں کو یہ ہے کہ وہ ان کتابوں کو چھرا کر دیں۔^۱

علامہ موصوف کے خود اپنے ان بیانات سے واضح ہو گیا کہ وہ اپنے آپ کو غیر مقلد اور الہمدیٹ قرار دیتے تھے۔ نیز دیگر نامور علمائے غیر مقلدین بھی ان کو الہمدیٹ قرار دیتے ہیں۔

مولا تاج الدین راشدی غیر مقلد (جنہیں ملی زنی اپنے ساتھ قرار دیتے ہیں، اور ان کی بڑی تعریف کرتے ہیں) علامہ وحید الزمان کے بارے میں رقمطراز ہیں:

نواب، عالی جناب، عالم باہل، فقیہ وقت، محب السنۃ، و حید الزمان بن سبک الزمان اللہ کی۔^۲

مولا تاج الدین راشدی کے بڑے بھائی مولا تاج الدین راشدی لکھتے ہیں:

مشہور محدث علامہ وحید الزمان، جنہوں نے صحیح بخاری، صحیح مسلم وغیرہا سب حدیث کے تراجم کیے ہیں۔^۳

مولا تاج الدین راشدی نے بھی موصوف کا الہمدیٹ ہونا تسلیم کیا ہے۔^۴

مولا امام خان نوشہروائی غیر مقلد بھی ان کو علمائے الہمدیٹ میں ذکر کرتے ہیں۔^۵

عبد الرشید عراقی غیر مقلد بھی ان کو علمائے الہمدیٹ میں ذکر کرتے ہیں۔^۶

نامور غیر مقلد مولا تاج الدین راشدی نے بھی علامہ وحید الزمان کے بعض نظریات پر تنقید کرنے کے باوجود ان کو علمائے الہمدیٹ میں سے قرار دیا ہے، اور تقریباً چار صفحات میں ان کی ضد مانتے حدیث کو ذکر کیا ہے۔^۷

- ۱۔ ملاقات الہمدیٹ (ج ۲، کتاب زمزم ۲۳) ۲۔ الہمدیٹ (۲/۲۰۸)
- ۳۔ بدلہ لکھنؤ (زمزم پبلشرز) (ص ۱۰۳) ۴۔ مقالات تاج الدین (۱/۸۶)
- ۵۔ تاج الدین الہمدیٹ (۲/۲۳) ۶۔ تراجم علمائے الہمدیٹ جلد (ص ۵۷)
- ۷۔ تلخیص حدیث کے چارہ کرا (ص ۶۸۲-۶۸۳) برصغیر میں علمائے الہمدیٹ کی تحسیری خدمات (ص ۳۵) برصغیر میں علمائے الہمدیٹ کے علمی کارنامے (ص ۲۳-۷۷) برصغیر میں علمائے الہمدیٹ (۱۰۳-۱۰۹)
- ۸۔ پاک و ہند میں علمائے الہمدیٹ کی خدمات حدیث (ص ۸۹-۸۳)

سوالنامہ اسماعیل علی سابق امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان لکھتے ہیں:

بعض اہلحدیث علماء نے بھی سرتوجہ نقد کی روش پر بعض کتب تصنیف فرمائیں، جیسے نواب وحید الزمان نواب مدنی حسن خان۔^۱

زلی زلی کے موضوع پر کچھ مدوی نے لکھا ہے:

ان اہلحدیث کے سرکردہ امام نواب وحید الزمان فرماتے ہیں:۔۔۔^۲

نیز موصوف نے لکھا ہے:

امام اہلحدیث نواب وحید الزمان^۳

اسی طرح موصوف نے وحید الزمان صاحب کی کتاب ”بدیۃ الہدی“ وغیرہ کو ”اہلحدیث“ کی کتب قرار دیا ہے۔^۴

نیز موصوف نے اپنی کتاب ”جماعت اہلحدیث کی تصنیفی خدمات“ میں بھی ان کا تعارف:

”الشیخ، العلامة، نواب وحید الزمان حیدر آبادی“ سے کر لیا ہے، اور ان کی کتب ”بدیۃ الہدی من فلاح الخدمۃ“ اور ”نزل الابرار من فلاح النبی الخاتر“ کا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے:

یہ کتابیں بھی فتوا اہلحدیث کے موضوع پر ہیں، اور عوام میں بہت مقبول ہیں۔^۵

الفرض خود علامہ وحید الزمان اور دیگر نامور علمائے غیر مقلد ہیں، بھی علامہ موصوف کو صراحتاً اہلحدیث اور غیر مقلد قرار دے رہے ہیں، لیکن علی زلی ان سب فحش دلائل سے دانستہ چشم پوشی کرتے ہوئے کبھی راگ لاپ رہے ہیں کہ علامہ موصوف اہلحدیث نہیں تھے۔

جے حیا باش و ہر آنچہ خواہی کن

آخر میں ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ علی زلی نے علامہ وحید الزمان کے غیر مقلد ہونے پر جو شبہات پیش کیے ہیں ان کی بھی وضاحت کر دیں، لہذا ذیل میں ان شبہات کی وضاحت ملاحظہ ہو۔

- ۱۔ مقالات حدیث (ص ۵۵۵) ۲۔ مجموعہ مقالات پرستی لفظی جائزہ (ص ۹۸)
- ۳۔ ایضاً (ص ۹۳، ۹۳، ۹۳، ۹۳، ۹۳)
- ۴۔ مجموعہ مقالات پرستی لفظی جائزہ (ص ۹۳)
- ۵۔ جماعت اہلحدیث کی تصنیفی خدمات (ص ۱۱)

وحید الزمان کے غیر مقلد ہونے پر علی زئی کے شبہات کی حقیقت

علی زئی نے اپنی کئی مضمونوں میں اس سلسلے میں تین شبہات ذکر کیے ہیں۔

شبہ اولیٰ: علی زئی لکھتے ہیں:

وحید الزمان کا عقیدہ تھا کہ مای پر مجتہد یا مقلدی کی (بغیر قمین کے) تقلید ضروری ہے۔^۱

وضاحت: علی زئی نے طائرہ وحید الزمان کی عبارت کو نقل کرتے ہوئے ہر یکث میں خود وضاحت کر دی ہے کہ وہ بغیر قمین کے مای پر تقلید کو ضروری قرار دیتے تھے۔ یعنی وہ مطلق تقلید کے قائل تھے مگر اس سے ان کے غیر مقلد یا جہول ثمالیہ یث ہونے کی نفی نہیں ہوتی، کیونکہ عوام کے لیے مطلق تقلید کو غیر مقلدین کے دیگر اکابرین مثلاً سوا تانزیر مسین و ملائی و سوا تانزیر ابراہیم یا لکھائی، سوا تانزیر مسین ملائی وغیرہ نے بھی ضروری قرار دیا ہے، جیسا کہ ہم منوال: ”اندھی تقلید کا الزام“ کے ذیل میں ان حضرات کی عبارات نقل کر آئے ہیں، لہذا اگر وحید الزمان کو مطلق تقلید کو واجب کہنے کی وجہ سے ائمہ یث کی صف سے باہر نکالا جائے گا تو پھر سوا تانزیر مسین وغیرہ کو بھی غیر ائمہ یث ماننا پڑے گا۔ ویسے وہ باطل ہے۔

دوسرا سلسلہ تقلید شخصی، جو کہ اہل سنت اور غیر مقلدین میں ”غالب النزاع“ ہے تو اس بارے میں ہم وحید الزمان صاحب کا خود اپنا بیان نقل کر آئے ہیں کہ وہ تقلید شخصی کو جائز نہیں سمجھتے۔ لہذا علی زئی کا اس سلسلے میں شبہ غلط ہے۔

شبہ ثانی: زیر علی زئی لکھتے ہیں:

وحید الزمان حیدر آبادی نے خود لکھا ہے:

مجھ کو میرے ایک دوست نے لکھا کہ جب سے تم نے کتاب ”بدیۃ السہدی“ تالیف کی ہے تو ائمہ یث کا ایک بڑا گروہ مجھے مولوی شمس الحق عظیم آبادی... وغیرہم تم سے بددل ہو گئے اور ماسر ائمہ یث کا اعتقاد تم سے جاتا رہا۔ میں نے جواب دیا، الحمد للہ! کوئی مجھ سے اعتقاد رکھے۔^۲

۱۔ ائمہ یث (۱۸/۱۸۸) کو انزل فی ہدیہ (ص ۷)

۲۔ ان میں تقلید کا مسئلہ (ص ۵۹) کو ان حالات ائمہ یث

وضاحت: اس پرے مفروضہ کی بنیاد وید ائمان صاحب کا ایک دوست ہے جو نامعلوم اور مجبoul شخص ہے، وہی زنی کو چاہیے کہ پہلے وہ اس شخص کی قسمیں اور اس کا ٹھکانہ ثابت کریں، پھر اس قول کو معرض استدلال میں پیش کریں، اور یا پھر ان مذکورہ علائے غیر مقلدین (مولانا شخص الحق وغیرہ) کا کوئی خاص حوالہ پیش کریں جس میں انہوں نے وید ائمان کے غیر الہدیت ہونے کی تصریح کی ہو۔ دیدہ واید۔

چاہیہ: اگر بالفرض یہ تسلیم بھی کر لیں کہ واقعی یہ علماء اور عامر الہدیت موصوف سے بدول ہو گئے تھے، تو اس سے یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ وید ائمان الہدیت کے زمرے سے خارج ہو گئے تھے؟ کیا دیگر کئی غیر مقلدین علماء مختلفہ ثناء اللہ امرتسری، مولانا عبداللہ روزانی وغیرہ سے یہ لوگ بدول نہیں تھے، بلکہ ان پر تو خود اپنے علماء نے صراحتاً غیر الہدیت بلکہ کافر اور زندقہ کے فتوے کئے ہیں، جس کی تفصیل خود غیر مقلدین کی اپنی کتب: فیصلہ کہ اربھین، اور مقام روزنی وغیرہ میں موجود ہے۔ پھر کیا بات ہے کہ آپ ان کو تو الہدیت میں سے قرار دیتے ہیں، لیکن وید ائمان چارے کو ایک مجبoul شخص کی شہادت پر الہدیت کے زمرے سے باہر نکال رہے ہیں؟

ج ایس چ ب اچھی است

اور پھر علی زنی کیا یہ معر بھی حل کریں گے کہ یہ علائے غیر مقلدین وید ائمان کی کتب کثیرہ میں سے صرف ”ہدیۃ الہدی“ سے ہی کیوں بدول ہو گئے تھے؟ کیا اس لیے کہ اس میں صحابہ کرامؓ کی قرین کی گئی ہے؟ اگر یہ بات ہے تو پھر یہ علماء موصوف کی دیگر کتب (”نزل اللہ براہ“ وغیرہ) سے بدول کیوں نہیں ہوئے، حالانکہ ان کتب میں بھی اس طرح کا (بلکہ اس سے بھی بدتر) مواد موجود ہے۔ اور اگر ان کی بدولی کی وجہ یہ ہے کہ اس کتاب میں علماء وید ائمان نے اپنے فرقہ کے ظوا اور ان کی بداعتدالیوں پر تنقید کی ہے تو یہ بھی بدولی کی کوئی وجہ نہیں بنتی، اس لیے کہ دیگر علائے غیر مقلدین (مولانا ندیم حسین دہلوی وغیرہ) نے بھی اپنے غیر مقلدین بھائیوں کے ظوا اور ان کی بداعتدالیوں کا شکوہ کیا ہے، جیسا کہ ہم ان کی مہارت نقل کر چکے ہیں۔ اور اگر ان کی بدولی کی اس کے علاوہ کچھ اور وجہ ہے تو پھر علی زنی اس کو پیش کریں، ورنہ ان کا یہ حوالہ پیش کرنا فضول ہے۔

شبہ ثالث: زہر علی زنی وید ائمان وغیرہ کو ستر و کین قرار دے کر لکھتے ہیں:

میں نے ”مستزکین“ اس وجہ سے لکھا ہے کہ ان کا زادی صاحب فرماتے ہیں:
کیونکہ نواب صدیق حسن خان، میاں نذیر حسین، نواب وحید الزمان، میر نور
الحسن، مولوی محمد حسین اور مولوی ثناء اللہ وغیرہ نے جو کتابیں لکھی ہیں، اگرچہ وہ یہ
کہتے ہیں ہم نے قرآن وحدیث کے مسائل لکھے ہیں، لیکن غیر مقلدین کے تمام
فروق کے علماء اور عوام بالا خالق ان کتابوں کو غلط قرار دے کر مستزکریہ کہتے ہیں،
بلکہ یہ طاقتور دوس میں کہتے ہیں کہ ان کتابوں کو آگ لگا دو۔ (مجموعہ رسائل، ج ۱،
ص ۲۲: تحقیق مسئلہ تہذیب، ص ۶)

اس عبارت سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ میاں نذیر حسین وغیرہ میرے نزدیک مستزکریہ
ہیں۔ اس عبارت کا صرف یہ مطلب ہے کہ ان کا زادی کے نزدیک وحید الزمان اور
صدیق حسن خان کے تمام حوالے اہلحدیث علماء اور اہلحدیث عوام کے نزدیک
بالا خالق غلط اور مستزکریہ ہیں۔^۱

وضاحت: اہل زنی نے خیانت کرتے ہوئے حضرت مولانا محمد امین صفدری پوری عبارت
نقل نہیں کی، چنانچہ اہل زنی کی نقل کردہ عبارت: کیونکہ... سے پہلے عبارت یوں ہے:
غیر مقلدین میں اگرچہ کئی فرقے اور بہت سے اختلافات ہیں، اسے اختلافات
اور کئی فرقے میں نہیں ہیں، مگر ایک بات پر غیر مقلدین کے تمام فرقوں کا اتفاق
اور اجماع ہے، وہ یہ ہے کہ غیر مقلدوں کو نہ قرآن آتا ہے، نہ حدیث، کیونکہ...

حضرت ان کا زودی کی اس پوری عبارت کا مطلب بالکل واضح ہے کہ وہ ان مذکورہ علماء
غیر مقلدین کے غیر مقلد ہونے کی نفی نہیں کر رہے، بلکہ وہ یہ فرما رہے ہیں کہ یہ علماء قرآن وحدیث
سے جاہل ہیں، کیونکہ ان علماء نے اپنی کتب میں جو مسائل قرآن وحدیث کے نام سے لکھے ہیں،
ان کو خود ان کے اپنے علماء اور عوام بھی قرآن وحدیث کا نام دینے کے لیے تیار نہیں ہیں، بلکہ اپنے
اکابرین کے ان مسائل کی وجہ سے (ان کو اپنے مخالفین سے جو طعنہ سننے پڑتے ہیں، اس سے) اور
اس قدر پریشان ہیں کہ وہ ان مسائل سے جان چھڑانے کے لیے ان کو آگ لگانے کے لیے بھی
تیار ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ ان علماء کو قرآن وحدیث نہیں آتا تھا، اسی لیے انہوں نے غلط

مسائل لکھے ہیں اور نہ خود ان کے اپنے لوگ ان مسائل کو نہ دیتے۔

اس بیان میں حضرت ادا کا زندگی ایک طرح سے غیر مقلدین کی غیرت کو انکار ہے جس کو اپنے آپ کو قرآن وحدیث کا واحد ٹھیکیدار سمجھنے والوں اگر تم اپنے دعوے میں واقعی سچے ہو تو پھر تمہارے کاہرین نے قرآن وحدیث کے نام سے جو مسائل لکھے ہیں، ان کو قبول کرو، یا پھر یہ تسلیم کرو کہ تمہارے کاہرین جاہل تھے اور قرآن وحدیث کے نام پر لفظ مسائل لکھتے رہے ہیں۔

تاکہ انہیں ایہ ہے حضرت ادا کا زندگی کی پوری عبارت کا صحیح مطلب، جس کو علی زئی نے کانت چھانت کر اس سے لفظ مطلب نکالنے کی کوشش کی ہے۔

اور پھر علی زئی کا دو غلط ہیں ملاحظہ کریں کہ وہ اسی عبارت سے نواب صدیقی حسن خان اور علامہ وحید الزمان کو متروک ثابت کر رہے ہیں، اور ساتھ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ اس عبارت سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ میاں نذیر حسین وفیر و میرے نزدیک متروک ہیں۔ اب اگر اس عبارت سے علی زئی کے نزدیک میاں نذیر حسین وفیر و کا متروک ہونا لازم نہیں آتا تو پھر اس سے نواب صدیقی اور وحید الزمان کا متروک ہونا کیسے لازم آگیا؟

الحاصل: علی زئی کے علامہ وحید الزمان کی غیر مقلدیت پر ذکر کردہ تمام شبہات لفظ ہیں، اور ایک مستند حقیقت سے راہنہ راہ اختیار کرنے کے مترادف ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مسک اہل سنت والجماعت پر قائم رکھے اور تمام اہل فتن کے شرار سے ہماری حفاظت فرمائے۔

آمین بجاہ الہی الکرم ﷻ

وَبِنَا نَقْبُلُ مِنْكَ اَنْتَ السَّجَّعُ الْعَلِيمُ. وَنُبْ عَلَيْنَا اِلَيْكَ اَنْتَ الْغَوَّابُ الرَّحِيمُ.

وَعَلَى اللّٰهِ نَعَاوَى عَلَى غَيْرِ خَلْقِهِ نَحْنُذِ وَأَالِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَتْبَاعِهِ أَتَجْمَعُونَ.

ہُوَ خَبِيرٌ بِمَا نَزَعُمُ الرَّاجِعِينَ.

زہیر علی زئی کا حضراتِ دیوبند سے اپنے کپڑے فروشی کا شکوہ اور اس کی حقیقت

ماخوذ از

زہیر علی زئی کا تعاقب

تالیف

حافظ ظہور احمد الحسنی

زہیر علی زئی غیر مقلد کا حضرات دیوبند سے اپنے کپڑے فروشی کا حکم

اور اس کی حقیقت

زہیر علی زئی موصوف نے علامہ دیوبند رحمۃ اللہ علیہ کے معتقدین سے شکوہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

دیوبندی حضرات مجھے کپڑے فروشی کہہ کر مطعون کرتے ہیں اور خوب قہقہہ لگاتے ہیں۔ (امین ادکار ذوی کا حنا قبہ، ص ۶۳)

لیکن یہ زہیر علی زئی کی محض غلط فہمی ہے کہ دیوبندی حضرات ان کو کپڑے فروشی کی وجہ سے مطعون کرتے ہیں، یا اس پر اس وجہ سے قہقہہ لگاتے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص ان کا مذاق اڑاتا بھی ہے تو محض اس وجہ سے کہ ایک کپڑے فروشی، جس نے کسی دینی مدرسے میں نہیں پڑھا اور نہ ہی عربی زبان کی ابتدائی گرائمر سے واقف ہے، وہ بھی اپنے آپ کو مجتہد اور محقق ہمارا کرنا چاہتا ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ زہیر علی زئی کی سال سے واقعی کپڑے فروشی ہیں، لیکن اس کے باوجود وہ معمولی صاحبِ کربا بھی نہیں جانتے، اور نہ ہی وہ کوئی معترفین کر سکتے ہیں۔ چند مثالیں ملاحظہ کریں:

+ زہیر علی زئی نے یحییٰ بن حارث کے زواہیں لکھا ہے کہ:

قولہ میں اس پر سات افراد نے جرح کی ہے۔ یعنی یحییٰ بن حارث یہ زحیفۃ اللہ (فلزلہ میں کہتا ہوں)۔ اور اذکار کی جرح ثابت نہیں ہے، باقی بچے پاؤں۔ (تعداد اور کلمات قیام رمضان، ص ۶۳)

حالانکہ ایک بچہ بھی جانتا ہے کہ سات سے ایک نکال دیں تو بچے چوتھے ہیں نہ کہ پانچ۔

+ اسی طرح زہیر علی زئی صاحب نے اپنے استاد اور چشموں والے اللہ کے حلقے لکھا:

حاتی ابو نعیم (ابو ہریرہ) اللہ وہ بن کر ہاشمی بن احمد بن اسود بن کیم اکتوبر ۱۹۳۲

میسوری، سوہدرو، وزیر آباد، پنجاب کے ایک برہمنی خاندان میں پیدا ہوئے ہیں۔ (مقالات، ص ۵۱۰)

بارہ صفحات کے بعد نکلا۔

آپ کی نماز جنازہ میں نے جہانپور حائی اور مصر و مغرب کے درمیان آپ کو چوک شوالہ قبرستان، باغبان پورہ، لاہور میں ۱۰ اگست ۲۰۰۱ء کو آنکھیں پار آنکھوں سے دفن کروایا گیا، آپ کی عمر ۶۵ سال تھی۔ (ایضاً، ص ۵۲۲)

اب یہاں زیر علی زنی نے حامی اللہ دیک کی سن ولادت ۱۹۳۲ء اور سن وفات ۲۰۰۱ء بیان کی ہے اس طرح حامی اللہ دیک کی عمر تقریباً ۶۹ سال بنتی ہے، اور ہجری سال کے اعتبار سے اکتوبر ۱۹۳۲ء مطابق جمادی الثانی ۱۳۵۱ھ اور اگست ۲۰۰۱ء مطابق جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ، ۱۰ سال بنتی ہے جبکہ زیر علی زنی اپنے صاحب میں سن کی عمر ۶۵ سال بتا رہے۔ سبحان اللہ! کیا قابلیت ہے، نہ ہجری سال کا حساب ۲۰۰۱ء ہے نہ میسوری سال کا۔

+ زیر علی زنی نے شہید دھڑت حافظ عراقی رَحْمَةُ اللّٰہِ کے تعارف میں لکھا ہے کہ:

حافظ ابو الفضل العراقی، ولادت ۸۲۵ھ، وفات ۸۰۶ھ (مقدمہ ج ۲، رفع المیدین، ص ۱۲)

گویا زیر علی زنی کے نزدیک حافظ عراقی رَحْمَةُ اللّٰہِ اپنی وفات (۸۰۶ھ) کے انیس سال بعد پیدا ہوئے تھے۔ سبحان اللہ!

+ زیر علی زنی کے ساتھی اور ہم مسلک ڈاکٹر خالد عظیم اللہ نے زیر علی زنی کی کتاب "نور العینیں" کے شروع میں زیر علی زنی کا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے کہ:

محقق دور اس حافظ زیر علی زنی ۲۵ جون ۱۹۵۷ء کو بنگالہ میں پیدا ہوئے، خلیج ایک میں پیدا ہوئے۔ آپ کو بچپن ہی سے مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ ۱۹۷۲ء میں گج بخاری کی پہلی جلد پڑھی اور بخاری شریف پڑھ کر ۷۴-۱۹۷۲ء کے درمیان مریض میں حال بالحدیث یعنی اہل حدیث ہو گئے۔ (نور العینیں، ص ۸، مصنف کا تعارف)

اس سے معلوم ہوا کہ زیر علی زنی ۱۹۷۳ء میں جب سن کی عمر تقریباً سولہ سال تھی تو وہ (۲۵)

نہاد) اہل حدیث بنے تھے۔ جبکہ خود زہیر علی زئی نے اپنے بارے میں لکھا ہے کہ:

میں جب چھوٹا بالغ بچہ تھا تو میرا ایک رشتہ دار، جو ہمارے گاؤں میں دوج بنڈروں کا سردار، سخت انتہا پسند تبلیغی ہے، اس نے امام بخاری رحمہ اللہ کو ہاں بہن کی گالیاں دی تھیں۔ کبھی بخاری کی محبت نے مجھے کھینچ لیا اور میں نے مسلک اہل حدیث قبول کر لیا۔ (الحدیث: ۴۲، ۴۱/۴۳)

گویا بقول زہیر علی زئی، جب انہوں نے تقریباً سولہ سال کی عمر میں مسلک اہل حدیث اختیار کیا، اس وقت وہ بالکل چھوٹا بالغ بچہ تھا۔ واقعی (نام نہاد) مسلک اہل حدیث جو اختیار کرتا ہے وہ بالغ بچہ ہی ہوتا ہے، چاہے اس کی عمر کتنی زیادہ ہی کیوں نہ ہو، اور زہیر علی زئی کی تحقیق میں چھوٹا بالغ بچہ نہیں ہو سکتا ہے اس لیے انہوں نے وضاحت کر دی کہ میں چھوٹا بچہ تھا اور بالغ بھی۔ اب جو شخص ساری زندگی کپڑا فروشی کرنے کے باوجود حساب کتاب کرنے میں بھی نالائق ہے، اگر وہ شخص اپنے آپ کو دینی علوم (جس کے وہ قریب بھی نہیں گیا) میں ماہر سمجھتا شروع کر دے تو ایسے شخص پر لوگ قہقہے نہیں لگائیں گے تو کیا کریں گے؟

زہیر علی زئی غیر متقدمہ صاحب کے کلامات کے تعارف میں فی الحال اتنا کافی ہے، تفصیل کے لیے ان شاء اللہ جلد ہی کتاب ”زہیر علی زئی کا تقاب” پیش کی جا رہی ہے۔

زبیر علی زئی کی بے وقوفیاں اور جہالتیں

ماخوذ از

زبیر علی زئی کا تعاقب

تالیف

حافظ ظہور احمد الحسنی

زہیر علی زئی کی بے وقوفیاں اور جہالتیں

زہیر علی زئی کے ہر کارکن کو ذہنی صبر، عقلی زماں، امام اسامہ الراجلی وغیرہ جیسے عظیم القاب سے نوازتے ہیں، حالانکہ یہ سب کچھ محض مبالغہ اور بالکل خلاف حقیقت ہے۔ موصوف طوسی اقبال سے تو اس کاٹل بھی نہیں کہ ان کو عالم کہا جائے، چہ جائیکہ ان کو کسی بڑے علمی مقام پر قارئین لیا جائے، بلکہ وہ تو محض ایک غیوٹا لکھواس اور ماڈل انتھل شخص ہیں، جیسا کہ سابقہ صفحات میں ان کی قابلیت کے کچھ نمونے قارئین ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اب ہم یہاں موصوف کی تحریرات (جو بے وقوفیوں اور جہالتوں سے مالا مال ہیں) میں سے چند حریف اس طرح کے نمونے پیش کرتے ہیں، تاکہ علی زئی کے ہر کارکن کی ان بے وقوفیوں اور جہالتوں کو کچھ کمرہت حاصل کریں کہ وہ امام عظیم ابوحنیفہ وغیرہ جیسے جہاں علم کی تھلید چھوڑ کر کن کن اہل لوگوں سے دین میں رہنمائی حاصل کر رہے ہیں۔ **ملاحظہ فرمائیے اولی الانصار**۔

+ زہیر علی زئی ایک روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یہ روایت ابو بکر الاثرم نے راجع بن مسیح سے حوالہ بیان کی ہے۔ دیکھئے ”التمہید“ ج ۱، ص ۲۸۸۔ راجع ذکر جمہور کے نزدیک موثق اور حسن اور بے کاراوی ہے۔ دیکھئے ”تہذیب احمدیہ“ وغیرہ۔ راجع ذکر سے مراد راجع بن انس ہے۔ جبکہ راجع بن مسیح جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے، لہذا یہ سند ضعیف ہے۔ (حاشیہ ج ۲، دفع الیدین، ص ۸۱)

قارئین! اعزاء! کہیں کہ زہیر علی زئی حواس باختگی میں کیسی بے تکلفاں چھوڑ رہے ہیں، پہلے انہوں نے راجع کو راجع بن مسیح قرار دیا، لیکن پھر اپنی اس بات کی خود ہی تردید کر دی اور کہہ دیا کہ راجع ذکر سے مراد راجع بن انس ہے۔ نیز پہلے انہوں نے کہا تھا کہ راجع بن مسیح جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ ہے، لیکن اس کے فوراً بعد ہی بدستور بدل دیا، اور راجع بن مسیح کو جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف قرار دے دیا۔

لگا ہے کہ یہ عبارت کھتے وقت نہیر علی زئی کی زبان پر یہ شعر جاری تھا۔

بک رہا ہوں جنوں میں کیا
کچھ نہ کہے خدا کرے کوئی

+ نہیر علی زئی اپنی کتاب ”نصر الہادی“ کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

اس کتاب میں آیات، احادیث اور عربی عبارات پر اعراب ”جناہ“ نے لگائے ہیں۔ (نصر الہادی ص ۴۱)

علی زئی صاحب سے عرض ہے کہ وہ ذرا وضاحت کر دیں کہ آپ کے دوست یہ ”مولانا جناہ“ کون شخص ہیں؟

+ نہیر علی زئی اپنے قارئین کو نصیحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

راقم المعروف کی کتاب ”اکاذیب ملائے دوجینڈہ“ تحت التعمیل کا مطالعہ فرمائیں۔
(تعداد رکعات قیام رمضان ص ۴۹)

سبحان اللہ! جو کتاب ابھی تکمیل نہیں ہوئی اس تکمیل کتاب کو کوئی کیسے پڑھے گا؟
ج۔ بریں عقل و دانش بجا یہ گریست

+ امام احمد بن حنبلؒ نے امام ابو یوسفؒ کے بارے میں فرمایا ہے: ”وکان متعصباً لى الخليفة“۔

نہیر علی زئی، امام احمدؒ کے اس قول کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ابو یوسف حدیث میں درمیان تھا۔ یعنی حدیث میں آدمی راستے پر تھا۔ (ماہنامہ الحدیث، ش ۱۹، ص ۵۱)

نہیر علی زئی کو اپنے بھندہ ہونے پر ناز ہے لیکن بے چارے کو عربی کی ابتدائی گرامر سے بھی واقفیت نہیں ہے، ان کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ عربی زبان میں آدمی کے لیے ”نصف“ کا لفظ بولا جاتا ہے جو کہ مختصر ہے، جب کہ یہاں ”متعصب“ ہے جو کہ مزید ہے، اور انصاف (بروزان النصف) کا اسم فاعل ہے، جس کا مطلب ہے: انصاف پسند، انصاف کرنے والا وغیرہ۔ اسی محاورے سے کہا گیا ہے۔

لطف پر لطف ہے اللہ میرے پار کے

مارِ حلی سے گدج نکلتا ہے موز سے مار

* زہرِ ملی زئی نے دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے علامہ نبویؒ کی کتاب ”آثار السنن“ کے خلاف ایک کتاب ”انور السنن“ کے نام سے لکھی ہے، اور میں نے یہ کتاب بعض فارغ التحصیل طلباء کو چھائی بھی ہے۔ (الحدیث: ش ۵۱، ص ۲۱)

ملی زئی اپنے اس بیان میں اپنی ”عرضت“ پر بڑا فخر کر رہے ہیں کہ میں نے عربی زبان میں کتاب لکھی ہے، حالانکہ ان کی یہ اردو مہارت ہی ان کے مبلغِ علم کا ثبوت فراہم کر رہی ہے کہ جس شخص کو یہ بھی معلوم نہیں کہ جو لوگ علم سے فارغ التحصیل ہوتے ہیں، ان کو علماء کہا جاتا ہے، نہ کہ طلباء۔ اندازہ کریں کہ جن لوگوں کی اردو کا یہ حال ہے وہ بھی عربی میں اپنی مہارت کے دعوے کر رہے ہیں۔۔

بت کریں آرزو خدائی کی

کیا شان ہے تیری کبریائی کی

* زہرِ ملی زئی نے گاؤں میں جموں کی فریفت پر آیت کریمہ: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنِّىْ نُوَدِّىْ لِلْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَوْمٍ الْمُجْتَنِبَةِ فَاْتَمِنُوْا اِلٰى ذٰلِكَمُ اللّٰهُ وَخَزَاوِا السَّبِيْحَ (سورۃ الحجۃ: ۹) سے استدلال کرتے ہوئے حافظ ابن کثیرؒ وغیرہ کے حوالہات نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

مفسرین کی ان تفسیروں سے ثابت ہوا کہ آیت مذکورہ میں ”المؤمنین“ (تمام مؤمنین) مراد ہیں۔ المؤمنین میں مل (الف لام) اشتقاقی ہے۔ (الحدیث: ش ۶۸، ص ۱۸)

برادرِ محترم حضرت مولانا نثار احمد الحسنی صاحب مدظلہ، ملی زئی کے اس بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا فرماتے ہیں:

اب آیت مذکورہ میں ”المؤمنین“ کہاں ہے، اور ”اٰمَنُوْا“ میں الف لام اشتقاقی کہاں سے آیا ہے؟ اور اگر حافظ ابن کثیرؒ رحمہ اللہ کا کلام، حکام اللہ ہے تو زہرِ ملی زئی غیر مقلدوں کی ادنیٰ مرتبہ کرنا چاہتے ہیں؟ ایسے بدحواس تحقیق کی پیشروائی آلِ حدیث غیر مقلدوں کو مبارک ہو۔ (مقدمہ علامہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کا صفحہ ۱۰)

مقام میں ۱۰۰)

+ زیرِ مِلّی زئی اپنے نام کے ساتھ "خانہ" لکھتے ہیں، لیکن موصوف جس طرح دیگر علوم میں کچھ اور انتہائی بالائے ہیں، اسی طرح خط قرآن میں بھی ان کا یہی حال ہے۔ چنانچہ موصوف لکھتے ہیں:

رب العالمین فرماتا ہے کہ:

إِنَّمَا يَخْشَى الْكَذِبَ الْمُبِينُ لَا يُؤْمِنُونَ بِأَنْتَ اللَّهُ وَأَنْتَ الْكَافِرُونَ (سورۃ النحل: ۱۰۵)۔ (تعداد رکعات قیام رمضان: ص ۳۶)

حالانکہ یہ سورۃ النحل کی آیت نمبر ۱۰۵ نہیں بلکہ سورۃ النحل کی آیت نمبر ۱۰۵ ہے۔ سورۃ النحل کی تفسیر آیات ۱۰۳ میں تو پھر یہ اس کی ایک سو پانچویں آیت کیسے ہو گئی؟

+ مِلّی زئی نے حواسِ ہانگلی میں یہ بھی لکھا ہے کہ:

ایسا اعلان کرنے والا ہر "ہوش مند" کی جگہ ہانگلی خانہ ہی ہو سکتا ہے۔ (الحدیث: ش ۶، ص ۳۳)

زیرِ مِلّی زئی کی حواسِ ہانگلی کی انتہا ہے کہ ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ "ہانگلی خانہ" ہوش مندوں کی جگہ نہیں ہے، بلکہ یہ تو آپ جیسے سلوبِ عقل لوگوں کی جگہ ہے۔

+ زیرِ مِلّی زئی سے سوال کیا گیا کہ کیا ہوائے سے وضو نہ جاتا ہے یا نہیں؟ اب اس سوال کا جواب اتنا ہی کافی تھا کہ انسان کے پیٹ سے کسی قسم کی بھی ہوا خارج ہونے سے وضو نہ جاتا ہے، لیکن مِلّی زئی نے خواہ مخواہ ہوا کی اقسام بیان کرنی شروع کر دیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

انسان کی ہوائے سے لکھنے کے ساتھ اس کا وضو نہ جاتا ہے، چاہے یہ ہوا آواز سے نکلے یا بے آواز نکلے، چاہے بدبو آئے یا نہ آئے، چاہے معمولی پھسکی ہو یا بڑا پلا، چاہے دُور سے نکلے یا قریب سے، ان سب حالتوں میں یقیناً وضو نہ جاتا ہے، اور یہی اجماعِ حدیث کا مذہب ہے۔ (الحدیث: ش ۲، ص ۲۹)

فقہ کے مسائل کا مذاق اڑانے والوں کو اپنے گمراہی کوئی خبر ہی نہیں ہے۔

دوسروں پر طعن کرتے ہو، اپنے گمراہی خبر نہیں

تم سا احمق تو دنیا میں کوئی بشر نہیں

* جاہل مجتہد کو حدیث میں دین کی آفتوں میں سے قرار دیا گیا ہے۔ (سارخ الجحدیٹ، ص ۳۷۱، بحوالہ جامع صلیب، ص ۱۸، ص ۳)

زہیر علی زئی خود بھی جاہل مجتہد ہیں، اور دیگر جاہل لوگوں کو بھی اجتہاد کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ چنانچہ موصوف لکھتے ہیں:

عالی (جس کو علی زئی جاہل سے تعبیر کرتے ہیں) اور اجتہاد کرتا ہے۔
(۱) وہ صحیح العقیدہ اہل سنت کے عالم کا انتخاب کرتا ہے، مگر وہ بد قسمتی سے کسی اہل بدعت کے عالم کا انتخاب کر لے تو پھر ”صحیح بخاری“ کی حدیث ”فَیَجْلُوْنَ وَیَجْلُوْنَ“ پس وہ خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے (البخاری: ۷۳۰۷) کی زد سے گمراہ ہو سکتا ہے۔ (دین میں عقیدہ کا مسئلہ، ص ۳۵)

علی زئی کی جہالت دیکھتے، ایک طرف وہ عالی (جاہل) کو اجتہاد کرنے کا اختیار دے رہے ہیں، اور دوسری طرف وہ اس کے گمراہ ہونے کا امکان بھی ظاہر کر رہے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر ایک جاہل شخص بھی اجتہاد کر سکتا ہے تو پھر وہ گمراہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کیا کبھی مجتہدین گمراہ بھی ہوا کرتے ہیں؟ حدیث کی زد سے تو مجتہد کو خطا کی صورت میں بھی ایک اجر ملتا ہے۔

زہیر علی زئی نے بخاری شریف کی جو حدیث ذکر کی ہے، وہ خود اُن جیسے لوگوں پر پوری طرح صادق آتی ہے، کیونکہ یہ لوگ باوجود مجتہد نہ ہونے کے اجتہاد کر کے خود بھی گمراہ ہوتے ہیں، اور دیگر جاہل لوگوں کو بھی اجتہاد کرنے کا مشورہ دے کر ان کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ فَیَجْلُوْنَ وَیَجْلُوْنَ۔

آل حدیث زبیر علی زئی کے پیچھے نماز کا حکم

از
حضرت مولانا ثناء احمد الحسنی دامت برکاتہم

آل حدیث ذہیر علی زئی کے پیچھے نماز کا حکم

ذہیر علی زئی نے بذم خود اپنے اساتذہ میں سید بدیع الدین شاہ مرحوم (م ۱۳۶۶ھ/ ۱۹۹۶ء) پر جھنڈا (سندھ) کا نام بھی لکھا ہے۔^۱

ذہیر علی زئی سید بدیع الدین راشدی مرحوم کے حلقہ تلمذ میں ہیں:

شاہ صاحب کی تعریف و توثیق پر تمام علمائے حق کا اتفاق ہے اور آپ فی الحقیقت فقہ امام، متکلم تھے، مولانا نجف اللہ شاہ راشدی نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا: ”فقہ“ مولانا محمد صدیقی بن عبدالحزیز سرگودھی نے فرمایا: ”عالم حلق“ میں نے مدینہ میں محمد بن ہادی المدظلی سے ان کے گھر میں یہ فرماتے ہوئے سنا: ”مسمع عنہ الا عیور“ ہم ان کے بارے میں خبر ہی سنتے ہیں۔ صالح بن باقر الحرلی المدنی نے کہا: ”صاحب سنہ من اهل الحدیث و طبع اللہ بہ“ آپ اجماع میں سے صاحب سنت تھے، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے لوگوں کو نفع پہنچایا ہے۔ (الرواسیل فی میزان الجرح والتعديل: ص ۲۶)^۲

ابو حنیفہ رحمہ اللہ سلم سندھی سید بدیع الدین شاہ راشدی مرحوم کے حلقہ تلمذ میں ہیں:

شاہ صاحب ایک فقہ امام، علم و فقہ کے بحر، فتویٰ و درسا کے ہیکر، ایک عظیم محدث اور عصر حاضر میں محدثین کرام کے گنج ہائیں، بے باک حق گو، کردار و گفتار میں یکساں، اجماع السنۃ اور عقیدۃ السلف کے لیے فیور، ایک عظیم استاد، مصلح اور داعی تھے۔^۳

۱۔ الحدیث (۲۸/۱۹) خبر علامہ میں نمبر (۳۸)

۲۔ جملہ المصطلح (۲۸/۱۹) مضمون ذہیر علی زئی

۳۔ الحدیث (۳۳/۱۹)

یہی سندھی موصوف لکھتے ہیں:

شیخ العرب والجم علامہ سید بدیع الدین شاہ الراشدی السندھی رحمہ اللہ مصر
قریب میں بلاشبہ سلیقہ اور توحید و خست کے بہت بڑے امام اور داعی تھے۔^۱
سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کی تصانیف میں ایک کتاب ”امام گنج
المعتمد ہونا چاہیے“ بھی ہے۔^۲

سید بدیع الدین شاہ راشدی نے اس رسالہ میں احناف اور خاص کر مٹائے دوج بندہ
رحمہم اللہ کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے یہ لکھا کہ ان کی اقتداء میں نماز نہیں ہوتی۔ زہیر علی زئی
غیر مقلد کا رسالہ ”بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم“ بھی اپنے استاذ کے اس رسالہ کا چرچہ ہے۔ جس طرح
ہر باطل مٹائے دوج بندہ کا اپنا مقابل سمجھتا ہے اسی طرح غیر مقلدین کا یہ ٹولہ بھی اپنے لیے سب سے
زیادہ خطرہ مٹائے دوج بندہ کو سمجھتے ہوئے یہی انہیں تنقید کا نشانہ بناتے رہے ہیں۔ مگر بجا ہی ضرب
الٹل ہے ”رب ز سے تے نہٹ لکھنے“ (جب رب تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں تو محض جاتی رہتی
ہے)۔ ان کی بھی یہی حالت ہے۔ زہیر علی زئی نے بھی اپنے حوزہ سے استاذ کے رسالہ کا چرچہ
اتارتے وقت یہ خیال نہ کیا کہ استاذ نے جو تیر مٹائے دوج بندہ پر چلایا ہے، مٹائے دوج بندہ کو تو اللہ
تعالیٰ نے اس سے محفوظ رکھنا ہی تھا خود شاگرد اس کا فکار ہو گیا۔

سید بدیع الدین شاہ راشدی نے اپنے رسالہ ”امام گنج المعتمد ہونا چاہیے“ میں احناف کی
اقتداء میں نماز نہ ہونے کی وجوہات میں ایک وجہ یہ بھی لکھی ہے کہ احناف نماز نہ پڑھنے والے
کو کافر نہیں کہتے سید صاحب لکھتے ہیں:

اور ای عقیدہ کی بنا پر وہ (احناف) ترک الصلوٰۃ کو کافر نہیں کہتے۔^۳
ان عبارات سے روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ
عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ اور آخر محدث رحمہم اللہ ترک

۱۔ اللہ ہیٹ (۱۲/۳۹)

۲۔ اللہ ہیٹ (۳۱/۱۹)، جہیز کو خطبہ (۲۰۷/۹) مضمون زہیر علی زئی

۳۔ امام گنج المعتمد ہونا چاہیے (ص ۳۱)

اصولاً کو کفر کہنے پر حلق ہیں۔^۱

زیرِ طلی زنی اپنے مرسومِ سناہ کے برعکس تارکِ اصولاً کو کافر نہیں کہتا ملاحظہ ہو:
اس حلقے میں ایک بڑا مسئلہ ترکِ صلوات ہے۔ بعض علماء کے نزدیک تارکِ اصولاً
کافر ہے اور بعض اسے فاسق قاجر کہتے ہیں۔ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے
”کتابِ اصولاً“ میں فریقین کے دلائل جمع کر دیے ہیں۔ محدث البانی رحمہ
اللہ اور بعض علماء کی تحقیق یہ ہے کہ تارکِ اصولاً کافر نہیں۔^۲

زیرِ طلی زنی کے محدث لعل اکبر کاشمیری نے احادیث میں جن امور پر دوحہ کفر ہے
اور وہاں دوحہ کفر کی تاویل کرتے ہوئے فتویٰ کفر نہیں لکایا جاتا ان امور میں ترکِ
صلوات کو بھی شمار کیا ہے۔^۳

اور ان امور پر بھی کفر یا ترکِ قرار دیتے ہوئے اسے پرانی بیماری، یہودیت کی سادش،
قومِ یہودی کی باقیات، مردِ افرض، غوارِ حج اور تک نفری کا شائبہ قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گو بعض اعمال پر کفر کا اطلاق فرمایا ہے مگر
اہلِ علم نے ان اعمال کے مرکب پر کفر نہ فتویٰ نہیں لکایا۔^۴
زیرِ طلی زنی نے لکھا ہے کہ:

”ابہامِ اللہیت“ میں ہر قریرے سے ادارے کا حلق ہونا ضروری ہے اور اختلاف
کی صورت میں مرئیت یا اشارۃً وضاحت کر دی جاتی ہے۔^۵

زیرِ طلی زنی نے سید بدیع الدین شاہ راشدی کے تذکرہ میں ان سے تارکِ اصولاً کو کافر
قرار دینے پر کسی اختلاف کا کوئی ذکر نہیں کیا، جب کہ سید بدیع الدین شاہ راشدی صاحب کے

۱۔ امامِ مجتہد، ج ۱، ص ۳۶

۲۔ الحدیث (۹/۳۳)

۳۔ الحدیث (۲۵/۱۹/۳۳)

۴۔ ایضاً (۳/۳۳)

۵۔ ایضاً (۳/۳۳)

۶۔ ایضاً (۳/۳۳)

دوسرے بھائی اور دوسرا استاد سید محبت اللہ راشدی کے تذکرہ میں ذہریؒ کی زنی نے ان سے اپنے اختلاف، کبھی ان کی تقلید اور کبھی اپنے رجوع سب کو دکھا ہے۔^۱

یہ اس کا واضح ثبوت ہے کہ سید بدیع الدین شاہ راشدی سے تبارک الصلوٰۃ کو کافرت کہنے والے کی اقتداء میں نماز نہ ہونے کے فتویٰ کے انتساب کو ذہریؒ کی حلیم کرتے ہیں اور سید بدیع الدین شاہ راشدی کے فتویٰ کے مطابق ذہریؒ کی پیچھے نماز نہیں ہوتی۔

ج ہاتھ سر بگر جاں اسے کیا کہے

اب ذہریؒ کی کے دوسرا استاد جسے انہوں نے ثقہ، امام، متکلم، علم دلف کے بحر و فتویٰ دوزخ کے پیکر، حلیم محدث اور عصر حاضر میں محدثین کے گج جانتیں، جیسے اہل بات سے غوازی ہوئے تحقیق اہل حال کے اپنے دینی (گمراہ) اصول کے مطابق جو (درست) ثابت کر لیا ہے ان کے فتویٰ کے مطابق ال حدیث ذہریؒ کی غیر مقلد کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ اب ذہریؒ کی کے لیے دوسری راستے ہیں:

۱۔ اپنے استاد عالی مقام کے فتویٰ کو تسلیم کرتے ہوئے گزشتہ تقریبات میں سالوں کی اپنی نمازیں لوٹائیں اور فکر آخرت اگر ہے تو اس کا خیال کرتے ہوئے ایک اشتہاد کے ذریعہ اپنے پیچھے چمکی ہوئی نمازوں کو لوٹانے کا اعلان شائع کریں۔

۲۔ اگر ذہریؒ کی کو اپنے استاد علی مقام کا فتویٰ حلیم نہیں تو ان کی ساری زندگی کی نمازوں کا کفارہ جو ان کے مذہب میں ہے اس کا انتظام کریں اور اس امام عالی مقام کے پیچھے جو لوگ اپنی نمازیں بر باد کر چکے ہیں انہیں بھی اپنے مذہب کے موافق کوئی راستہ دکھائیں۔

ہاں ایک تیسرا راستہ بھی ہے کہ ائمہ کرام رحمہم اللہ کی تقلید چھوڑنے سے اپنے اس الزام سے ہجرت پکڑیں۔ ائمہ کرام رحمہم اللہ کی تقلید اختیار کرتے ہوئے سلف کے اتباع میں اپنی اور اپنے دوستوں کی آخرت سنواریں، اور اپنے رب تعالیٰ کی رضا حاصل کریں ورنہ آپ کی یہ حالت ہے کہ:

نہ خدای ملا نہ دھال صم

نہ ادر کے رہے نہ ادر کے رہے

پرستان زہیرِ ملی زنی کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ الٰہی حدیث زہیرِ ملی زنی اور ان کے استاذ عالی مقام کے آپس میں ان متضاد فتوؤں کو دیکھتے ہوئے اس انہام سے مہرت حاصل کریں اور مقبولانِ پارگاہِ خداوندی سے متاثر، بغض اور ان کی دشمنی سے رب تعالیٰ کے غضب کا فکار ہوتے ہوئے اپنی دنیا تا آخرت برپا نہ کریں۔

انہ کر ام رحمہم اللہ کی تھکید چھوڑنے، ماسلاف کا اتباع ترک کرنے اور اولیاء اللہ کی بے ادبی کا انجام یہ ہے کہ استاذ و شاگرد دونوں نے اولیاء اہل السنۃ علمائے دوح کو تھکید کا نشانہ بناتے ہوئے جو تیر چلایا اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے خدمت گاروں کو محفوظ رکھا اور ایک ہی جرم میں ملوث استاذ و شاگرد دونوں ایک دوسرے کے دار کا فکار ہو گئے۔

فَاغْبِرُوا نَارًا أُولَى الْأَنْصَارِ

زہیر علی زئی صاحب کی خدمت میں ایک مخلصانہ گزارش

الحمد للہ! گزشتہ صفحات سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ:

(۱) اکابر اہل سنت والجماعت علمائے دوح بندہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے عقائد قرآن و سنت کی روشنی میں اسلاف اہل سنت ہی کے عقائد ہیں۔

(۲) اس لیے علمائے دوح بندہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی اقتداء میں نماز اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول مقبول نمازوں میں سے ہے۔

(۳) زہیر علی زئی نے جن حضرات کو اپنے اساتذہ میں شمار کیا ہے انہوں نے اور ان کے مریدین نے بھی ان سائنکس میں جن پر زہیر علی زئی کو اعتراض ہے علمائے دوح بندہ کے نظریہ سے بھی نہ زور الفاظ میں بھی اپنا نقطہ نظر بیان کیا ہے۔

(۴) زہیر علی زئی کے اپنے مذہب و مساجد کے فتویٰ کے مطابق خود حافظ زہیر علی زئی کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔

اس لیے!

(۱) زہیر علی زئی نے بدعتی ہونے کا جو فتویٰ علمائے دوح بندہ رحمہم اللہ تعالیٰ پر لگایا ہے اس سے نہ زور فتویٰ اپنے اساتذہ اور مریدین غیر مقلدین اور خود اپنے آپ پر لگائے۔

(۲) اپنی نمازیں لوٹاتے ہوئے اپنے مقتدیوں سے بھی نمازیں لوٹائے کہ جن نظریات پر وہ تنقید کرتا ہے خود ان نظریات کے حاملین کا مدح خواں ہے۔

(۳) اپنے مذہب و مساجد کے فتویٰ کے مطابق اپنی گزشتہ تمام نمازیں لوٹائے اور اپنے پیچھے نمازیں نہ پڑھنے والوں میں بھی اس کا اعلان کرے۔

(۴) اپنے اسلاف پر بدعت کا فتویٰ لگاتے ہوئے اپنے نئے مذہب کا اعلان کرے کہ ان کے

ہاں نئی نئی تحقیق پر صبح شام مذہب بدلنا قابلِ فخر سمجھا جاتا ہے۔ اور اپنے بے لگام غیر مقلدین کو یہ تحقیق کہتے ہیں جو ان کا بر سے اپنا راستہ ہدا کرتے ہوئے تحقیق کے نام پر لوگوں کو اپنی تھیلہ کی دھت دیتے ہیں۔

اور اگر

یہ نہ ہو سکے تو ان اکابر، اسلاف اور شخصِ خادمانِ دین پر تنقید و تفتیح کے جو نشتر زہرِ ملی زئی نے چلائے ہیں، رب تعالیٰ سے معافی مانگتے ہوئے اعلانِ توبہ شائع کر کے دنیا و آخرت میں سرخروئی حاصل کرے۔

وَعَا غَلَبْنَا بِالْأَلْبَلَاغِ الْمُبِينِ۔



پنجشنبه ۱۳۹۷/۰۵/۰۵

تلفن: ۰۲۱-۲۳۱۱۴۰۰ / ۰۲۱-۲۳۱۱۴۰۱
تهران: <http://pandownload.com>

خاتمه ایمانیه